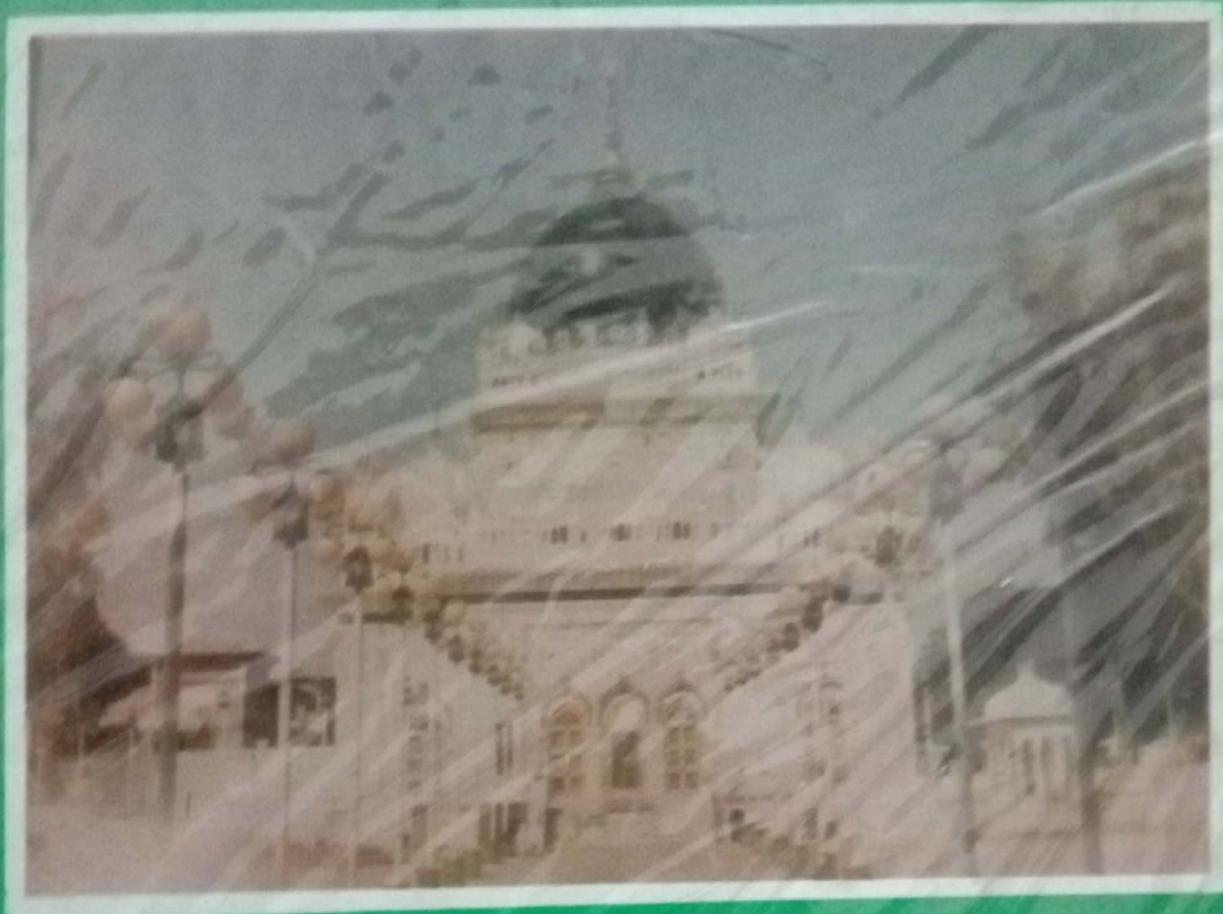


الآيات أولياء الله لا خوفٌ علىٰهُمْ وَلَا هُمْ يَحْرَبُونَ

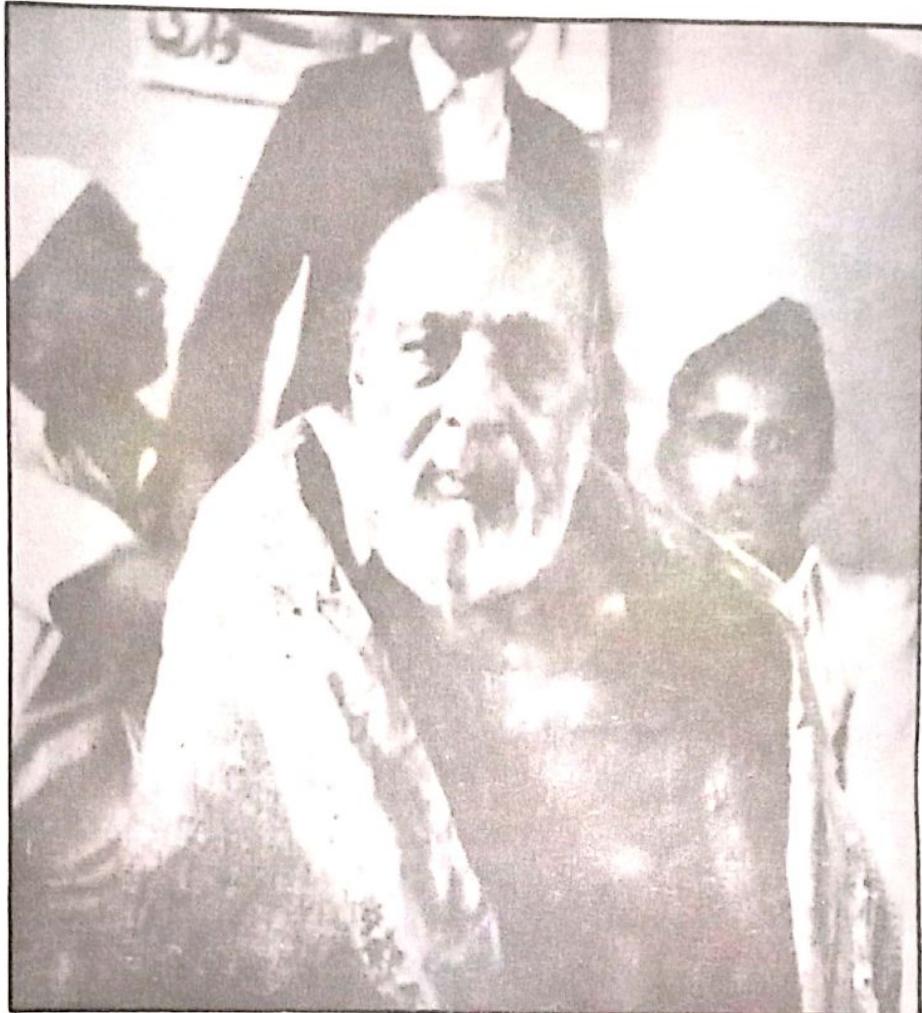


شہاب شا قب

موسم بـ

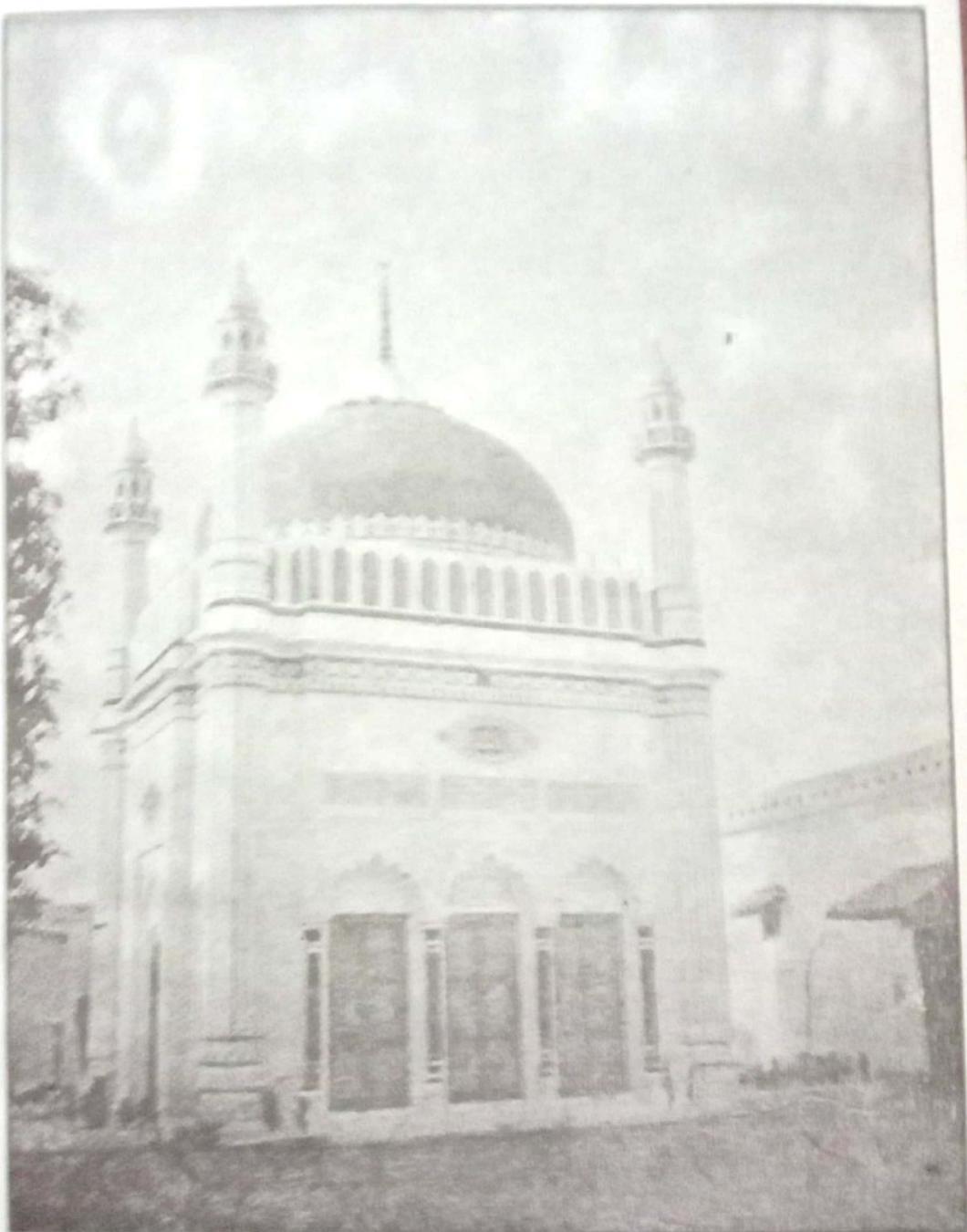
رو کفر

از تالیف لطیف حاجی فقیر او گھٹ شاہ وارثی رحمت



حاجی فقیر او گھٹ شاہ دارانی ر

روضَتْه مبارک
حضرت حاجی فقیر او گھٹ شاہ وارثی



بچھراوں شریف۔ ضلع مراد آباد،



ابداللہ کے نام سے جوڑا مہماں اور تہایت رحم والا ہے

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

عرفان وارثت

موسوم

اشاداً وگھٹ

هدیہ حاجی فقیر اونگھٹ شاہ وارثی حب
با احتمام

حاجی فقیر عزت شاہ وارثی

ناظم اعلیٰ آستانہ عالیہ وارثیہ چھپر شریف
ڈاکخانہ چنگا بنگیاں - تحصیل گوہر خان - ضلع راولپنڈی

تعداد _____ ایک نماز

سال اشاعت _____ اکتوبر، ۱۹۹۴ء

مطبع _____ فلاور بینگٹ سیس اوپنڈی

کتاب ملنے کا پتہ: آستانہ عالیہ وارثیہ

حضرت حاجی و حافظ فقیر اکمل شاہ وارثی
چھپر شریف ڈاکخانہ چنگا بنگیاں - تحصیل گوہر خان - ضلع راولپنڈی

ہنواں ایٹ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

الْحَمْدُ لِلّٰهِ الْعَزِيزِ الْحَكِيمِ الْوَاحِدِ الْفَقَارِ وَصَلَّى اللّٰهُ

عَلٰى سَيِّدِ الْأَبْرَارِ وَاللّٰهُ أَكْلَمُهَا رَوَّا صَحَابَهُ أَشِدَّهُ

عَلَى الْكُفَّارِ الْمُبَعَّدِ

ایں چہ شوریت کے درود تبریزی نہیں
ہمہ آفاق پُرا فتنہ و شرمی نہیں
ہر کے روز بھی میں للبدرا زایام مشکل اینست کہ ہر سعد تبریزی نہیں
سان القیب حضرت خمس الملة والدین محمد الحافظ شیرازی طیب الدل
تریتہ در غنی عالم القدس رتبہ کے یہ اشعار گذشتہ چہ سورپس کے اخبار ہیں بلکہ
آپ کی یہ پوری غزل ہمارے اس باہمی اختلافات کے خراب نتائج اور روز
افزوں تشریں کی خبر دیتی ہے حالانکہ یہ اُس زمانہ کے اخبار ہیں کہ اختلاف لئے

اپنے نخوس چہرے سے نقاب الٹی تھی اور عالم اسلام میں نمودار ہوا تھا ایکن جو لوگ
بیحمدہ اور دور اندر لیش تھے اُن کو اس کی جملک بھی دیکھنا انگوار تقارہ خانلوں کو
ہو سفیار کرنے تھے چنانچہ آپ اسی عزل کے مقطعی میں فرمایا ہے ۵

پند حافظ بشنو خواجه بر دنیکل گن

زانکہ ایں پند چ از دُر دَ لَسْرَنِ نَمِ

مُرافسوس بزرگوں کی نصیحت نہ سنی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ آج انقلات کا وہ
دور دورہ ہے کہ ہر طبقہ میں اس کی دھوم ہے۔ ہر زردا سکتا معلوم ہے آپس کی
نوتوبیتیں اس کی بدولت دوسری مذہب تو میں ہم کو حکارت کی نظر سے دیکھتی ہیں
یہاں تک کہ جو لوگ گوشنہ نہیں اور سبکے سب دکارہیں انکو بھی اپنی زندگی کے دن
کا شہاد شوارہیں کہ اُن کے وہ مہربان ہجن سے کبھی کی جان نہ پہچان۔ نام سے وہ
نہ صورت سے آشنا گر نا حق تکلیف رسائی کے درپے اور جسے وجہ تحریر کی جسمیں
رہتے ہیں اپنے گھر میں بھیکر بے سر و پا ازالہ لگاتے ہیں اور اصول شریعت اسلام
کے خلاف مسلمانوں کو کافر بناتے ہیں۔

چنانچہ حب سلسلہ ہجری میں دیوبند کے دارالعلوم سے ایک ماہواری
رسالہ الرشید کے نام سے نکانا شروع ہوا ہے اور جس طرح کتاب کی ابتداء
حمد و نعمت سے کرتے ہیں اُسی طرح ارکین الرشید نے اخوت اسلامی کا رفع بدلت کر
اپنی تہذیب درشائستگی کو شریعت کے پردہ میں یوں دکھایا ہے کہ پھر ہی رسالہ
کے سفر، ۳ میں مولوی عزیز زار ہمن عما جب مفتی دیوبند کا دو فتویٰ شائع کیا ہے
جبکہ مفتی صاحب بغیر کسی تحقیق کے ایک کثیر استعداد گروہ کو تکفیر کا

خطابِ محنت فرمایا ہے جو بالکل اصول شریعت کے خلاف ہے۔ (جس کی تصریح انسان
آئینہ کمر دی گا)

لیکن مفتی صاحب کی یہ بیرون ایگلیز ہمتوں بھی اپنی نظر آئیہ کہ جب فرقے
نئے نئے کو قلم اٹھایا تو نہ تحقیقات کا جھگڑا آگوار اکیا نہ عذر و فلکر کی تکلیف پسند نہ رہی
 بلکہ آجھہ بسدا کر کے پورے فرقے کے لئے یہ حکم نادری صادر فرمایا کہ یہ سب
ملعون و کافر ہیں۔

اگر مفتی صاحب یوں تحریر فرماتے کہ اس حرام پوش فرقے کے بعض
افراد کا فلاں جرم اور فلاں نقصوں ہے تو شہرہ بھی ہوتا اور ایک طور پر فتن قیاس
بھی تھا کہ جھاتا وغیرہ جھاتا طبیر فرقے میں ہوتے ہیں مفتی صاحب نے کسی فقیر کی
ایسی حالت دیکھی ہوئی یا تحقیقات کرنے سے ثابت ہوا ہو گاتب مفتی صاحب نے
ایک یا چند مسلمانوں کو کافر اور ملعون کہا ہے بلکن ہمارے نفیت مآب
مفتی صاحب نے اپنے صاف اور سادہ فتوے میں ایسا بھی نہیں کیا بلکہ
اضطرابی حالت میں ایک کثیر التعداد گردہ کے حق میں فقد کفر۔ فرماد یا جو
از روئے واقعات بھی صریح اعتمام ہے۔

اوپر نظر اس کے متوڑ اغور کرنے سے ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ جب مفتی
صاحب کا یہ فتوے کسی طرح قابل اعتبار نہیں ہے کیونکہ کسی فرقہ کے افراد
کسی خاص اور محدود مقام میں نہیں ہوتے ہیں اس لئے نہ مفتی صاحب نے
کسی فرقے کے جملہ افراد کو دیکھا ہے اور نہ شاید دیکھ سکتے ہیں اور نہ تمام فرقہ
کی نسبت نقطی شہادت تصدیق ہوئی۔ اور نہ ہو سکتی ہے ہاں اگر مفتی صاحب

بَحْرِ عِلْمَ كَمْ كَشْفَ بَاطْنَيْ بَيْسِ بَيْسِ
مَرْفَعِ مَفْتُحَيْ صَاحِبَيْ سَقْدَادِرِ هَمِ خَيْالِ اسْ فَتَوَيْ كَلْصِدِيْنِ كَرْكَشَيْهِ بَيْسِ اَدِرِ
اسْ كَوَاَهَامِ فَيْسِ بَخْدَهِ كَشَّهَهِ بَيْسِ -

لَيْكِنِ اسْ قَدِرِ هَمِ بَيْسِ اسْ هَمِهِ دَائِيْ كَيْ دَادِ مَفْتُحَيْ صَاحِبَ كَوَضِرِ دَيْسِ گَيْ
كَهِ اسْ مَرْنَدَادِرِ طَبُونِ فَرْقَهِ كَلِ افْرَادِ مَغْرِبِ بَيْسِ ہُوْنِ يَا مَشْرِقِ بَيْسِ جَنْبِ بَيْسِ
ہُوْنِ يَا شَمَالِ بَيْسِ - جَنِ كَهِ حَالَاتِ اورِ خَيْالَاتِ سَيْ كَاهِمِ دَانِفِتِ ہُونَاقْطِي
نَا مَكْنَنِ اورِ مَعَالَاتِ سَهَيْهِ مُكْرَهِ فَرْدَ كَوَهَمَارِ لَائِقِ مَفْتُحَيْ صَاحِبَيْ اِيكِرِيْيِيْ جَرْمَ كَي
سَنْزِيِسِ دَارِ وَنَهِ جَهَنَمَ كَهِ حَوَالَهِ كَرِدِيْا - مَفْتُحَيْ صَاحِبَ كَاهِيْلِ دَيْنِصِلِمِ دَيْكِيْلِ كَلِبِلِ شِيزَزِ
کَا يَا قَوْلِ يَا دَآآتَاهِ -

گَرْهِیْسِ مَكْتَبَ اَسْتَ دَلِیْسِ مُلَّا کَارِ طَفْلَهِلَانِ تَسَامِ خَوَا ہَدِشَد

مَفْتُحِ عَزِيزِ الرَّحْمَنِ صَاحِبَ، کَا يَا فَتَوَيْ دَسِيجِلَکِرِ پَچَےِ ہُمِ كَوَجِبِ ہُوَا نَهَا كَهِ بَهْتِ
عَصَمِيَ كَهِ بَعْدِ فَقَرَاءَ كَيْ اِيكِ بَهْرَسِ فَرْقَهِ پَرِ قَوْمِ نُوْسَعِ اَدِرِ اُمَّتِ وَطَبِلِبِهَا اِسْلَمِ
کِیْ جَرْمِ مَفْتُحَيْ صَاحِبَ کِیْ مَعْرِفَتِ یَهِ خَدَا کِا عَنْصِبِ گُلِیْوَنِ نَازِلِ ہُوَا اَمَّجِبِ پَشِیَا نِ
پَرِبِلِ ہُرِنُوْنِ بَيْسِ لَفَظِ دَارِ الْعِلْمِ دِیْوَنِ بَنْدِ نَظَرَأَ يَا لَوْهَمَ عَدَ اَمِینَانِ ہُرِنِیَا کِیْوَنَکِ اَبِی
عَنْوَرِ اَعْصَمِهِ ہُرَا سَهَيْهِ کَهِ اَنْفِسِ هَلَانِ دِیْوَنِدِ نَعْزِيْبِ اَوْرَبِےِ زَهَانِ کَوَےِ کُوْجَوِ
ہَمِیْشَهِ سَهَيْدِ اَذَا دَادِ اَوْرَبِےِ جَرْمِ سَجَنِ جَانَانِ نَعَا كَرِدَنِ زَدِنِ نَعِیرِ اِیَا اَوْرِ اَسِ کَا خُونِ
بَهَانَا جَانَزَا اَوْرِ اَسِ کَا گُوْشَتِ کَهَانَا حَلَالِ اَوْرِ طَبِیْبِ سَجَنِهِ نَوْ یَهِ کَوَنِ بُرْسِیِ بَاتِ
ہَمِهِ کَهِ اِيكِ گَرْدِهِ فَقَرَاءَ کَوَکَا فَرَا اَوْرِ طَبُونِ کَهَا - یَهِ حَنْزَرَتِ اَرْغَضِدَا کَيْ تَامِ فَلَقْتَ پَرِ چَلَهِ

اُس میں جہان جو یا انسان تشدید کریں تو بعید نہیں۔

مفتی صاحبؑ اس فتوے میں جس قدر انصاف کا خون کیا ہے وہ تقلیح
بیان نہیں سمجھی جسم کا آدمی بھی اس فتوے کو دیکھ کر مفتی صاحبؑ کے علم و فضل کا
بخوبی اندازہ کر سکتا ہے۔ مگر تاہم مفتی عزیزاً رحمن صاحب کا یہ عجیب اور حیرت انگیز
اصول اور یہ نو ایجاد اور خود ساختہ تیاس ضرر اس قابل ہے کہ عقول و علمیہ
کے ساتھ نذر ناظرین کو دیں۔ حالانکہ نہ میں فالم ہوں اور نہ مفتی سیکن اٹھاوار
حق میں کوتاری بھی مذہوم ہے۔ بقول۔

اُرُونِیم کہ نا بینا و چہاہ است
و گر خاموش بنیشیم گناہ است

لیکن اس فتوے کی تفہیق سے پہلے یہ بھی دکھاد دینا چاہتا ہوں کہ مفتی
صاحبؑ اگر فقر کے ایک فرقہ کو کافراً اور ملعون کہا تو یہ کوئی عجیب ہاتھ نہیں
ہے بلکہ ہر عہد اور ہر قرن میں متصرف اور خود غرض علمانے ہمارے مقدس اور
مقتدی رضیواؤں کے ساتھ ایسا ہی کیا ہے با وجوہ دیکھ اسلام کا شفافت دامن
اس غبلہ اور کلدورت سے بالکل پاک ہے۔ ہمارے پے نہ رب کا ہر گز یہ مسول
نہیں ہے کہ اپنی نبودا اور شہرت کے داسطے کسی پر بے بنیاء فارازام اور غلط اقام
لگائیں۔ ہمارے رہنماؤں نے ہمیں اتفاق۔ اتحاد۔ تنبیت۔ وداد۔ راستی۔ سچائی
دیانت کی ہدایت فرمائی ہے چنانچہ طبقہ اسلام میں خصوصیت کے ساتھ یہ امر
مسلم ہے کہ سب مسلمان گود دنیا کے کسی گوشہ میں رہیں اور مختلف قوموں کے
نام سے پکاری جائیں مگر ایک دوسرے کا بھائی ہے یہو نکہ ہمارے بانی اسلام

علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ان مضمون طاریز پرست ہاتھوں نے جو یہ اندھوں قوی آپ نہیں
کے حقیقی مصداق ہیں اسی خوت اور بیگانگی کی بیانیا دیتے ہیں تھا کام سے ڈالی ہے
کہ ہا و جو دستقید رکھنے والوں اور عمدہ اچحید گیوں کے ہنوز فائدہ ہے اور اشارہ اندھوں پر
قائم رہیگی۔ مگر اس خاتمہ جتنگی کا خدا ہبھاڑے جس کی وجہ سے کوئی صدی
اسی نہیں گزری جس میں اُسید کے خلاف کوئی عظیم انقلاب نہ ہوا ہو۔ اور یہ
انقلاب صرف تدقیق اور سیاسی معاملات اور دنیاوی اغراض ہی تک محدود نہیں
بلکہ اس فالم کی درجہ دبا کے زہر لیے اثر نے اکثر حضرات ملما کے ذرعیہ سے دینی معاملات
میں بھی اس باہمی نفاق کی بھیاد ڈالی۔ حالانکہ اس مقتدر گروہ کا ذمہ منصبی
خلق اشکنی فلاح اور اصلاح کے واسطے کوشش اور اسلامی اخوت کو مضبوط
کرنا اور خدا کے لئے کارائیہ استحکام بتانا ہے، نہ عوام کے دلوں میں ان کی محبت ہو
ان کے کثیر عمل کریں۔ ان کی ہمدردی سے اسی کے گرد یہ ہجران کو بادی دلت
جائیں مگر افسوس لیسا نہ ہو۔

کیونکہ دنیا کی تایخ شاہر ہے اور اس کے اوراق زبان حال سے یہ کہہ
رہے ہیں کہ اکثر حضرات ملما نے اپنے علم اور اپنی زبان سے وہ کام لیا جو
سپاہیوں کی تواریخی نہیں اُرسکتی کہ علم کے عز و راد نفسانیت کے جوش میں
یا کسی دنیاوی مصلحت کے لحاظ سے بٹے بٹے اولوالمغرم خدہ بھی پیشراؤں
اویں ایں لقدر رہناؤں کو تھی کی بزرگی کا زمانہ معتبر ہے اور جن کو قوم خدا کا
مقبول اور بگزیدہ جانئی ہے اُن کو معاذ اشکنی مترجم۔ مترجم۔ حصتی۔ طعنی بلکہ
کافر فرمایا بعض کو قید کیا۔ بعض کو بڑی بند جسمتی کے ساتھ جلا روانہ کیا۔

بعض کو سر در بار کوڑے لگوئے اور ان کی بیٹیں سینیت کر دہ تباہیں جو اپنی نظر
آپ تھیں اور آیات کلام آئی اور احادیث بُرمی سے ملتو تھیں ان کو جلوہ دیا۔
اور اکثر علمائے تو خدا کے پیاروں کو واجب القتل قرار دیکر ان کے قتل کا نتیجہ نہ یہ یہ
مگر ہزار آفربیان مقدس اور ابرار بزرگوں کے صہر و تحمل بر کہ اپنے
ہم صہر علماء زمروہر کے جست سے طبع طبع کی اذیتیں اٹھائیں مگر ان کے غلط
الزمام اور بے ہیاد اتهام کو خاموشی کے ساتھ سنا اور ان کی نادانی اور ملت
فروشی کا پردہ نہ فاش کیا۔ اور بھال استقلال محبت آئی میں یہ کہتے ہوئے
جان بحق تسلیم ہوئے بصر رع۔

ایں کفر سرزلف ہا یاں نفوذ شم

جبکہ اسلام کے مقدس بزرگوں اور سچے ہمدرد اور رہنماؤں کو
ان مستحب اور جاہ پسند علمائے نہیں بھوڑا اور ان کی تحریر کا فتویٰ دیا تو اج
مولوی عزیز الرحمن صاحبِ فتن دیوبندی ائمہ فقیروں کے ایک لشیر التعداد اور وہ
کو کافرا و ملعون کا خطاب یا تو پچھے عجیب اور حیرت خیز بات نہیں کی۔ یہ تو
بہ اپنی وحسم ہے اور ہمیشہ اپنے علمدار اور ہاہے اور ذہنی سرداروں نے اسے
اپنی وقاحت اور عزت کا ذریعہ ٹھپکا رکھا ہے تاکہ وہ پوجے جائیں اور انہیں کے
جانشین کمالیں۔ بلکہ آنکہ مدرسۃ الہبیہ کے مطابق مفتی صاحب نے اپنے
بزرگان سلف کی سنت ادا کی اور اپنے زمانے میں وہی کام کیا جو انکو کرنے اچھی ہے
تھا۔ کہ فقیروں کا ایک ایسا فرقہ جو بظاہر علمائے سلف کے دینے ہوئے نتوں
کی چوری سے باہر رہتا اس کو بھی تکفیر کی زنجیریں ہاندھا اور اگر پرستوانہ

پس رہا مکنڈ کے مصداقی ہوئے۔

لیکن جب طرح مفتی صاحب نے عذر کے سلف کی تقلید کی ہے لپیٹن ہے کہ
دام سخیر دامت کے پتازہ گرفتار یعنی فقر اکاڑہ پورا گردہ جس کو مفتی صاحب نے
کافر اور طعون کا خطاب پاہے اپنے بزرگان دین اور سلف صالحین کی سنت
ادا کریں گے اور اس فتویٰ کی جو تعصّب اور لفسانیت سے مکلو اور صریح اصول
شریعت کے خلاف ہے کوئی شرکایت نہ کریں گے بلکہ نہایت صبر اور خاموشی کے
ساتھ نہیں گے ادا کر کیجئے گے تو یہ کمیں گے۔

ناہد ظاہر پست از حال ما آگاہ نیست

در حق ما ہرچہ گوید جائے پچ آراہ نیست

آن اس فتویٰ کے اثر ان عامیوں کو شاید محسوس ہو جن کا ایمان صرف
برادری کے حصر پانی پر ہے اور ان لوگوں کو تو اس کا خیال بھی نہ ہوگا جو اسلام
کی حقیقت اور خدا کی وحدانیت اور فردا بست کو کفر کا فتویٰ دینے والوں سے بھی
ذیادہ جانتے ہیں۔ وہ تو ان بادی کا غذہ دل کو جو کبھی مغربے مشرق کو اور کبھی
مغرب سے مغرب کی طرف اڑتے پھرتے ہیں آنکھ اٹھا کر بھی نہیں سمجھتے اور پریس
کے ہر اب بھی ان کی رفتہ نہیں سمجھتے۔ ان کے نزدیک خدا نے اپنی جنت اور زمین
ان کفر کا نتیجہ دینے والوں کو ہبہ نہیں کر دی کہ جس کو چاہیں وہ جنت میں بھی دیں
اور جسے چاہیں وہ کافر ہنکے دونوں میں ڈال دیں۔ ضعیف القلب اور ضعیف
الایمان لوگوں کا کام ہے کہ اپنی دلی تصدیق پر اطمینان نہ رکھیں۔ اور ان کے
دل ان ہوائی کاغذوں کے ساتھ پتوں کی طرح اڑتے پھریں اور خود غرض د

و شہرت پہنچ والوں کی آواز کو روح القدس کی آواز سمجھیں۔

میرا مطلب نہیں ہے کہ حضرات علما اپنے علم سے کام نہ لیں یا احکام شریعت نافذ نہ فرمائیں۔ بلکہ فردی حکم شریعت سے عوام کو مطلع کریں۔ ان کا یہی فرض منصبی ہے مگر کم سے کم اس قدر لحاظ رکھنا لازمی ہے کہ اگر ملزم شریعت احکام شریعت سے ناقص ہے یا ان کا مقلد اور مشتبیہ یا ان کا ہم مذاق و ہم خیال ہے تو بیکار کے نتے کا مستحق اور ان کی تهدید کا سزاوار ہے اور انکو پورا اختیار ہے کہ انکے بند کر کے چاہے اُس کو مرتد اور کافر کہیں چاہے اُس کے قتل کا فرمان جاری فرمائیں یا اُس کو جنم کا پروانہ کھدیں۔ کسی کو غذر نہ ہو گا اور یقینی ان کا فیصلہ ناطق بھجا جائے گا۔ اور اگر اس کے خلاف ایسے شخص کو ملزم شریعت قرار دیں گے جو ظاہری علم و فضل میں ان کے برابر یا ان سے زیادہ ہے اور تحقیق و تدقیق بحروف قدس میں شہرہ آفاق ہے یا علم باطنی اور عطیات رہبی سے بھی سینہ اسکا سعور ہے اور اسکا مذاق اور مشرب بھی وہ ہے جو ان کے دراک سے ہاہر ہے اور ایسے خیال میں ہو اور مستغرق ہے جسکی ہوا بھی اُن کو نہیں لگی۔ اور اُس کا خیال مذاق ہر طرح مددوس و محسن ہو تو ضرر ہوا کہ شخص اول الذکر کی طرح بے دہڑک نہ اسکو مرتد اور کافر کہنے کے وہ مجاز ہیں اور نہ اس کے واسطے ان کا حکم فقہ کفہ مجمع ہو سکتا ہے۔

چنانچہ میں اپنے اس بیان کی تائید میں علامہ جلال الدین رومی قدس سرہ کی اُس تنوی کا حوالہ دیتا ہوں جس کی نسبت آجتنک یہ کہا جاتا ہے کہ

”درست قرآن زبانِ پسلوی“

اد جس کی شرح بڑے بڑے ممتاز اور شاہیر علمانے کی ہے اور اُس چرداست کا تفتہ
دکھانا چاہتا ہوا جس کے باطن کے نداق اور خیال پر سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے
تو جہہ فرمائی اور اُس بادی نشین کے ظاہری الفاظ مُسنٰ کر تو مسلمان ناشدہ کافر شدی
اور شاد فرمایا۔ اس تبیہ سے وہ خاموش تو ہو گیا لیکن تبیہ اسکا یہ ہوا کہ ۔ ۔ ۔

وجی آمد سوئے موسیٰ از خدا

بندہ مارا ز من کردی جو خدا

آنہ انہایت ادب کے ساتھ حضرات علماء کی خدمت میں یہ ضرور عرض کروز نکا
کر جو شخصی پکا مقلد یا متفق ہو یا ہو سکتا ہے اُس کو وہی راستہ تباہی جس کے آپ
شاہر ہیں اور اُس کے واسطے قانون نافذ فرمائیے جو آپ کو یاد اور جس کا سارہ مفہیک
آپ کے پاس ہے لیکن ایک لکڑی سے شیر اور بکری کو نہ ہونا ہے اسفل اکو وحدہ ناشریک
اور رسول کو محمد رسول اللہؐ نے نے کوبے تک ہے بوجھے کافر اور طعن نہ بنالے ایسا نہ
کہ عطا بحق حدیث نبوی رہ کفر اور نعن آپہی کی طرف جمعت کے ۔

قبل اس کے مفتی صاحب ہے اس نتے کی نسبت کچھ عرض کروز بخواہ
اس کی بھی تصریح ختنہ طور پر کر دینا چاہیے کہ واقعی آجٹک حضرات علماء نے اپنے مقدمہ
او منبع پر یا جو لوگ خدا کو بھر لکھر منہیات شرعیہ کے ارتکاب میں مصروف نہ ہو گئے
او منبع پر احکام شرع چاہری فرمائے ۔ یاد حقيقة مقدس عالموں اور ابراہیم بزرگوں
کو بھی مرتد اور کافر کا خطاب دیا ہے ۔

بنظاہریہ تو بہت دشوار اور باتفاق عقل کے خلاف معلوم ہوتا ہے کہ پڑھا کھا
آدمی کبھی ایسی فاش غلطی دکر لگائے کسی مقصد اور مشجع عالم یا انسی مقدس اور برگزیدہ صوفی

کو کاڑ کے۔ مگر تاریخ کی در حق اگر دلائل کرنے سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ علمائے سلف اور مشاہیر حضرات صوفیہ کرام جن کے علم و فضل تبر و تقدیس کا قریب قریب سبکو اعتراض ہی اور جنہوں نے خدا کی یاد میں اپنی مستقی کو مٹایا اور خدا کی محبت میں دنیا کی دولت بعترت علیش۔ آرام کو خیر پا دکھا۔ انہیں پہلی بخش علمیانے الزام اور احتمام بھی لگلے اور اس منازعہ کو دکونا و کتب تکفیر کا نشانہ بھی بنایا۔

دوسرے کی تفصیل کی ضرورت نہیں گیونکہ تتفصیل علماء اور خود غرض مفتیوں کے پیغام خیز کارنا سے ایسے شہور ہیں کہ محتاج بیان نہیں۔ تابیخ کے صفوں سے ان واقعات کا ذکرہ مت نہیں سکتا۔ کہ ایسے سچے اور ایماندار مسلمانوں پر جنہوں نے تمام عمر خندان میں اسلام کی اور انہیں کی تابیفات اور تصنیفات سے آج تک اسلام زندہ ہے اور انہیں کی کمی ہری کتابوں کے پڑھنے کے بعد ہر ایک مولوی کو علامہ اور فضیلت مآب کا القب طھا ہے اور انہیں کے بیانے اور سکھائی ہوئے قواعد پر عمل کرنے سے مفتی صاحب کھلاتے ہیں مگر۔

مقتضایہ طبیعتیش این ہست

کامضیوں ہے کہ انہیں پر ان کے علمائے معاصرین نے ارتداد و تکفیر کا ازام فائدہ فراہیا۔ اور یہ خیال نہ کیا کہ ہمارے عجائب تحریر کے دامن سے یہ بدنخاذ غنیمت تک رچھوٹے گا۔

اور جو عظیم زیادہ دلیر اور جبارتے اُنہوں نے تکفیر کے ساتھ قتل اور احران کا جی چکم دیا۔ اور وہ بھی اس سادگی سے کہ بعض شہداء اسلام کے تذکروں سے پڑھنے سے صاف علوم ہوتا ہے کہ مفتی صاحبان نے کیسی خوبی سے جبلہ تلاش کیا کہ

اندھا مان نقری اور فاضلائے مدبر سے جبت قائم کی ہے اور ان کے علم فے کیا سحر کر اللہ
فیصلہ کیا ہے اور ان یہ گناہوں کا خون بھایا ہے۔ بقول
اس سادگی پر کون نہ رجاء اسے خدا
لینے ہیں اور ہاذ میں تلوار بھی نہیں

آنہا اسلام کے وہ مقندر اور ممتاز ارائکین جھوپوں نے بنیاد اسلام کو
ستحکم اور ضبوط بنا نہیں اپنی صدیقیہ المثل زندگی و قوف کی اور وہ مقدس ادھار پر لگ
جن کے باطنی عطیات اور روحانی جذبات سے اسلام کی حقانیت کا شاندار نشان
ہلند ہوا اور چار دنگ عالم میں وحدہ لا شریک لہ کا دلکشا بجا اور اس کے صدقہ میں اُنکے
ہم عمر علماء ظواہرنے ان کو الیاد اور تماد کے تھے پہنچ جعلی نقد کشف لکھ کر محنت فرمایا۔
اس کو اگر مفصل تھا جائے تو طوالت کا خوف ہے اس لئے بطور مشتمل نہاد اذ خردیے۔
آن کے اسماء گرامی کی خصر فہرست نزد ناظرین کرتا ہوں۔ اور اگر زیادہ تصریح
کے ساتھ ان واقعات کا مطالعہ منظور ہو تو کتاب تلمیز ایڈیشن و طبقات الکبریٰ
ذایع ابن خلکان و تلیخ ابن اثیر و نفحات الانس و عیزہ و عیزہ کو دیکھئے اور
خود غرض مفتیوں اور متعدد قاضیوں کے فیصلہ کی داد دیکھئے۔

اسلام کی بھلی صدی میں وہ حضرات جن کو اسلام کی جان کتنا چاہیے اور جنکو
بعض حاسدوں کی خود عرضی نے ناکب تکفیر کا نشانہ ہنا یا یہ محکولازم ہوا کہ اس
فخر فہرست کی ابتداء انہیں کے نام نامی سے کروں ناکہ ناظرین کو معلوم ہو جائے کہ یہ
تکفیر کا ہملک مرغ مثل الغلو از اور ڈینیکو فیور کے مدید تحقیقات کا نتیجہ نہیں ہے
 بلکہ اسلام کے نشوونما کے ساتھ اس مخصوص دہاکا بھی مادہ پیدا ہوا ہے۔

(۱) چنانچہ نظر المیاں و الغرائب مطلوب کل طالب سلامہ الغالب امام حسین
مقید العاشقین امیر المؤمنین سیدنا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ملما
خواجہ نے علاویہ کا فرمایا۔

(۲) راکب دش رسول زیب آخوش بتوں مظلوم کرہا سید اشہد احضرت
امام حسین علیہ التحیۃ والثنا کے واسطے ملما کوفہ و شام نے قتل کا فتویٰ دیا۔

(۳) سید الساجدین امام الموحدین حضرت امام زین العابدین رضی اللہ
تعالیٰ عنہ جن کے گھر میں قرآن نازل ہوا جن کے آہار و اجداد نے شرک اور
کفر کا نشان مٹایا۔ اسلام کی پرکتوں سے آگاہ کیا۔ توحید حضرت جل جلالہ کا سبق
پڑھایا۔ اس امام اور امامزادہ کی نسبت یہ کہا گیا کہ پوت بستوں کی رائی باقی
کرتے ہیں۔

(طبقات الکبریٰ)

(۴) نبیر التابعین ولودہ محبوب رب العالمین حضرت اُمیس فرنی رضی اللہ
تعالیٰ عنہ کا قبول ہے کہ داعش لوگوں نے مجہ پر و عونے خدائی کا الزام لگایا۔

(۵) سید بریام سرفی نے نقل کیا ہے کہ اصحاب رسول اللہ کی ایک جماعت
کی نسبت، یا اونفات مفسوب کیا گیا جن میں ایک حضرت زیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی
ہیں جن کا ابلہ اصحاب میں شمار ہے۔ وہ نماز میں بہت خشوع کرتے تھے۔ اس
قصور رکھا گیا کہ پریا کرنے ہیں اور مکاریں اور مُنافقیں ہیں چنانچہ ایک مرتبہ
کا ذکر ہے کہ جب آپ سجدہ میں تھے تو آپ کے چہرے اور سر پر گرم پانی دالا گیا جس سے
آپ کے چہرہ اقدس کی کھال اُرکی مگراپ کو فجر نہ ہوئی۔ (دیکھو طبقات الکبریٰ)

(۶۱) فروغ نے مردمیان تجھر پر غوٹاں بھجو جید حضرت ابو یزید بسطامی
رحمۃ اللہ علیہ سات مرتبہ جلاوطن کئے گئے۔ آخر میں حب آپ سفر سے واہن آئے
اویا بیوار اور اولیاء کے مقامات میں گفتگو کی تو حسین بن عسیٰ سہطامی جو اُس
نوائج کا امام اور علوم ظاہری کا مدرس تھا انکار پر آمادہ ہوا اور آپ کو بسطام
سے نکلوادیا۔

(۶۲) حقیقت آگاہ حضرت ابو سعید خراز علیہ الرحمۃ کا یہ قصور تھا کہ آپ نے
ابنی کسی تعینت میں یہ لکھا تھا کہ اگر تم دریافت کرو کہ کہاں سے آتے ہو اور کہاں
جاتے ہو تو میرا جواب امثہل کے سوا کچھ نہ ہوگا۔ علماء ظاہر نے اس پر تحریر کا فتویٰ دیا۔
(طبیعتۃ الکبر)

(۶۳) علامہ ابن جوزی محدث نے اپنی کتاب تلبیس بلیس میں لکھا ہے کہ
حضرت سہیل بن عبد اللہ قستری پر کفر اور بد کاری کی تحدت رکائی گئی اور
خارج الہلکہ کے بھرے بھی گئے۔ اور اسی غربت میں انتقال ہوا۔ علمائے
محاصرین کو اُن سے مخالفت صرف اس وجہ سے ہی کہ اُنکا قول مقاومت تو ہے
ہر سانس کے ساتھ بندہ پر فرض ہے۔

(۶۴) حضرت ابو سیمان دارالیٰ تدس سترہ، جن کا جیلیل الحقد و صوفیوں
میں شمار ہے اور جن کے حالات اور مناقب مولانا عبد الرحمن جامی نے اپنی
کتاب نفحات الانس میں مفصل تحریر فرمائے ہیں۔ وہ بھی علاؤظواہر کے نتویٰ
سے جلاوطن ہوئے اور دمشق سے نکالے گئے۔

(۶۵) تلبیس بلیس میں علامہ ابن جوزی نے لکھا ہے کہ حضرت احمد

ابن ابی الجواری علیہ الرحمۃ کا یہ جرم تھا کہ آپ فرماتے تھے کہ اولیا و اللہ کا مرتبہ نہ تھا
تھے بھی ریادہ بر حدا ہوا ہے اسپر علما رنے مخالفت کی اور آپ کو انہا وطن پھر ناپڑا
اور مکہ مظہر میں پناہی۔

(۱۱) تایخ ابن اثیر جلد میں ہے کہ حضرت حارث محاسیبی نے جو حضرت محبید
کے اسناد تھے علم کلام اور صفات باری تعالیٰ جل جلالہ پر نظر یہ کی تھی۔ اس جرم
پر سب نے مخالفت کی تھی کہ آپ کے جنازہ کی نماز میں صرف چار آدمی تھے۔

(۱۲) طبقات الکبریٰ میں ہے کہ حضرت ذوالنون مصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ
پر عالموں نے کافرا در زندگی ہونے کا فتویٰ دیا اور مفر سے بیڑیاں اور سہنکڑیاں
ڈال کر نہایت ہے حرمتی کے ساتھ بغداد سمجھے گئے۔ مگر جب خلیفہ نے آپ سے
گھنگوکی تو سعیب ہو کر بولا اگر یہ شمع کافرا در لامد ہے مگر تو روئے زمیں پر کوئی
مسلمان نہیں ہے۔ پھر ایک مرتبہ ایحیم کے عہدا حضرت ذوالنون کی مخالفت میں
معمر جانے کیلئے کشتی پر سوار ہوئے کہ سلطان کے حفنوں میں اُن کے کفر پر گواہی
دیں۔ لوگوں نے اس واقعہ کی حضرت ذوالنون کو خبر دیدی۔ آپ نے کہا خدا یا اگر
یہ لوگ جھوٹے ہیں تو ان کو دریا میں عزق کر دے۔ چنانچہ سب کے سامنے
وہ کشتی اُنٹ گئی اور سب ڈوب گئے تھی کہ کشتی ہاں بھی نہ بچا۔ تب حضرت
ذوالنون سے کہا گیا کہ بھلا کشتی ہاں کا کیا تصور تھا کہ آپ نے فرمایا کہ بد کاروں
کو سوار کیا تھا۔

(۱۳) حضرت سمنون حب علیہ الرحمۃ اور آن کے رفقاء پر بھی سخت مصیبت
آنی اور حرام کاری کی تھت لگائی گئی۔ (دیکھو طبقات الکبریٰ)

(۱۲) عصیان بن حلاج (منصور) کی سرگزشت محتاج بیان نہیں علمائے طوایہ کا اُن کے کفر اور قتل پر فتنے دینا۔ اور اُن کا صبر و استقلال کے ساتھ جان سمجھنی تسلیم ہونا مشہور ہے۔ ابن فلکان کا قول ہے کہ قتل منصور کی اپسے امر کی وجہ سے نہیں ہوا جو قتل کا موجب ہو۔ وزیر نے یہ کارروائی اُسوقت کی جب منصور کی بار مجلس میں لائے گئے اور اُن سے کوئی بات خلاف شریعت نہ ظاہر ہوئی۔ تب وزیر نے اس کی کوشش کی کہ منصور کی تصنیفات میں کوئی بات قابل گرفت تلاش کی جائے۔ اسپر لوگوں نے عدالت سے کہا کہ ان کی ایک کتاب میں لکھا ہے کہ جب انسان سچ کر لے سے مجبور ہونوان کے گھر کے ایک دریچہ کو صاف کر کے اُس کا طواف کرے۔ اسپر قاضی نے منصور سے پوچھا کہ یہ کتاب تھواری تصنیف ہے۔ انہوں نے اقرار کیا۔ پھر لوچھا کہ یہ مفہما میں کس سے حمل کئے انہوں نے کہا کہ حضرت حسن بصری سے۔ مگر منصور کو اس دعا کی خبر نہ تھی جو لوگوں نے ان کے واسطے کی تھی بہر حال قاضی نے کہا کہ اے خون ریختہ حسن بصری کی گناہوں میں تو یہ مفہما میں نہیں ہیں۔ وزیر نے خون ریختہ کو پکڑ لیا اور قاضی سے کہا کہ اس کی تکفیر کی نسبت یہ تھمارے حکم کی فرع ہے اب اس کی تکفیر کا حکم تھو۔ قاضی نے تامل کیا مگر وزیر کے مجبور کرنے سے تکفیر کا فتویٰ لکھ دیا۔ جب عوام نے یورش کی تو وزیر نے خلیفہ سے اس معاملہ کا ذکر کیا۔ خلیفہ نے حلاج کو بلدا کر جزا کوڑے لکھا۔ جب آپ نے اُن بھی نہ کی تو آپ نے دلوں ہاتھ اور دلوں پاؤں قلم کھٹکے گئے اور رسولی دیکھ آپ کی لامش جلالی کی اسی کا شارہ حضرت مولا ناصر و می علیہ ارجمند نے اپنے

اپنے اس شعر میں کہا ہے

چوں نسلم در دست غذا رے بود
لا جسم منصور بردارے بود

(۱۵) سراج السالکین تاج الاولیا حضرت جبید بن مادی علیہ الرحمہ کو جو سید انطا لفہ اور تمام صوفیا میں گرام کے مرچ اور ماں وی ہیں۔ علیہ الرحمہ کے ہاتھوں بار بار یہ واقعہ پیش آیا کہ آپ کافر اور زندیق قرار دیئے گئے اور ماخوذ ہوئے۔ اور علمانے گواہیاں دیں کہ ہمارے سامنے اُنہوں نکفر اور بے دینی کے کلمات کے تھے۔ اور فلاف شریعت خیال ظاہر کیا تھا۔

(دیکھو تبلیس ابليس بن جوزی)

(۱۶) طبقات الکبرتے میں ابو بکر تمسانی کا بیان ہے کہ ابو داہش جہ نہایت سر برآ اور رده شخص تھا وہ حضرت جبیدؓ اور حضرت رومؓ اور حضرت سمنونؓ اور ابن عطاء اور تمام مشائخ عراق کو المزام دیتا تھا اور الکرسی کو اُن کا مدارج یا مستقد پا آتا تھا تو عصفہ ناک اور برہم ہوتا تھا۔

(۱۷) تبلیس ابليس میں ملامہ ابن جوزی نے لکھا ہے کہ عبد اللہ ابن احمد باھلی ملقب بہ فضیل نے خلیفہ معتقد باللہ کے دربار میں صوفیوں کی شکایت کی کہ یہ لوگ زندیق اور بے دین ہیں اور خلیفہ کا یہ فرض ہے کہ اسلام کو انکے فتنے سے بچانے۔ اور یہ غلام فضیل وہ عالم ہے کہ ملامہ ابن ندیم نے اپنی کتاب الفہرست میں لکھا ہے کہ کتاب الدعا اور کتاب الانقطاع الی استدائد کتاب الصلوٰۃ اور کتاب الموعظ اس کی تصنیفات سے ہیں۔

(۱۸) محدث بن الفضیل بنی علیہ الرحمۃ کو اس جرم پر جلا و ملن ہوتے کا حکم مہا کر انکا نہ ہب اہل حدیث کا نہ ہب تھا۔ آپ نے فرمایا کہ میں جب تک نہ نکلوں گا کتنہ سیکھ گئے میں رسمی ڈال کر شہر کے ہاداروں میں یہ کہتے ہوئے نہ لجاؤ گے کہ یہ بد عنی ہے چنانچہ جب آپ کے ساتھ ایسا ہی سلوک کیا گیا اور شہر سے نکال دیا۔ اس وقت آپ نے ان لوگوں سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ امیر تعالیٰ نے تمغا ملے داؤں سے اپنی صرفت نکال لی اور ایسا ہی ہدا کہ پھر ملخ میں کوئی صوفی نہ ہوا۔ حالانکہ قبل اس کے سب شہروں سے زیادہ ملخ میں صوفی پیدا ہوتے تھے۔ (دیکھو طبقۃ الکبریٰ)

(۱۹) شیخ عبدالعزیز بن حمزہ سے بھی زمانِ منحر ہو گیا۔ (طبقۃ الکبریٰ)

(۲۰) حکیم نرمی رضی امیر تعالیٰ عنہ نے جب کتاب علل الشریعہ اور کتاب

ختم الاولیاء رتصنیف کی تو لوگ بگڑ گئے اور ملخ سے نکال دیا۔ (طبقۃ الکبریٰ)

(۲۱) ملکے کے زادروں نے یوسف بن احیین سے دشمنی کی۔

(طبقۃ الکبریٰ)

(۲۲) ابو احسن پوشنجی نیشاپور سے نکال گئے۔ (طبقۃ الکبریٰ)

(۲۳) ابو عثمان مغربی علیہ الرحمۃ کو باوجود داؤں کے ریاضات اور مجاہدات

اور علمی کمالات کے کم مغلظہ سے نکالا گیا۔ (دیکھو طبقات الکبریٰ)

(۲۴) تاج الدین سلکی علیہ الرحمۃ محدث و صوفی کے کفر پر چند مرتبہ

گواہیاں گزریں عالانکہ وہ عابد اور متبع سنت تھے۔ (تلبیس بلبیس)

(۲۵) ابو بکر نا بلسی علیہ الرحمۃ پر کیا کیا الزام لگائے گئے۔ حالانکہ

اُن میں علم و فضل ذرہ و استقامت طریقت امر بالمعروف اور نهى عن المنکر کی سرداری موجود تھی مگر لوگ بھرپاں طال کر آپ کو صریح لائے اور سلطان کے حضور میں آپ کے خلاف شہادت دی۔ آخر ان کی نذہ ہی کھال چینی گئی۔ مگر جبوفت کھال چینی
بانی تھی تو آپ کا تھے اور پاؤں اور پتھے اور آپ قرآن پڑھنے تھے اس سب سے
قریب تھا کہ لوگوں میں شورش پیدا ہو جائے۔ فوراً سلطان نے کہا کہ پہلے ان کو
قتل کرو چر کھال چینو (ذکیرو طبقات الکبر)

(۲۶۴) ابو الفاسد نصر آبادی با وجود ذکو کاری۔ زہادہ پر ہمیرگاری کے بصرہ
سے نکالے گئے جو منیع سنت تھے۔ (طبقات الکبر)

(۲۶۵) ابو الحسن خضری علیہ الرحمۃ کے کفر گو اہیاں پیش ہوئیں (طبقات الکبر)

(۲۶۶) ابن سخنون علیہ الرحمۃ کی شان میں پیاں تک کہا گیا کہ با وجود آپ کے

علم اور پر ہمیرگاری کے لوگ آپ کے جنازہ پر نہیں آئے۔ (تمہیں اطمیس)

(۲۶۷) آشنا نے بھر تھیقت حضرت ابو بکر شبلی علیہ الرحمۃ بھی علامہ ابن جندی
کی طعن طامت سے نہیں نپکے اور آپ نے علامہ ہمھر کے باعث زنجیروں میں بالدھے
گئے اور کفر کا فتوی دیا گیا۔ اور لوگوں نے راہ چلتے بھرتے پھرمارے جس سے آپ کے
پاؤں ایسے زخمی ہو گئے کہ چلتے تو زمین پر خون کے چھاپے بن جاتے۔ اور کتاب
تذکرہ الاولیاء میں ہے کہ اکثر لوگ آپ کے قتل پر آمادہ ہوئے۔

(۲۶۸) علامہ ابن حوزی نے اپنی کتاب تلبیس اطبیس میں حضرات صوفیہ کرام

پر اسقدر اعتراف کئے ہیں کہ محبوب سماں عاشق ربانی عوث التقلیل حضرت
محی الدین عبد القادر جیلانی رضی اشد تعالیٰ عنہ بھی اُن کے علم سے نہیں نپکے۔ اور

اپ کی شان اندس میں وہ الفاظ لکھے ہیں اور ایسی ہے ادبی سے آپ کا ذکر کیا ہے جس کے اعادہ سے روئیں کھڑے ہو جاتے ہیں۔

(۳۱) حضرت شیخ احمد رفاعی علیہ الرحمۃ پر نذقہ اور الحاد اور محبتات کو حمل فرار دینے کی تہمت لگائی گئی۔ (طبیقة الکبریٰ)

(۳۲) امام ابوالقاسم بن قستی پر کفر کا الزام لگایا گیا چنانچہ آپ علیہ رحمة کی تجویز سے قتل ہوئے۔ (دیکھو طبیقة الکبریٰ)

(۳۳) حضرت ابن بر جان صوفی بھی قتل ہوئے (دیکھو طبقات الکبریٰ)

(۳۴) شیخ خلی علیہ الرحمۃ بھی کفر کے الزام میں قتل ہوئے (طبیقة الکبریٰ)

(۳۵) حضرت مرجعی علیہ الرحمۃ کے خلاف حاسدوں نے گواہیاں دیں۔

اور کافر قرار دیکھی اُس برگزیدہ خدا کو قتل کیا۔ (طبیقة الکبریٰ)

(۳۶) حضرت خواجہ شمس الدین حافظ شیرازی علیہ الرحمۃ بھی محن ملامت سے نہیں بچے حتیٰ کہ آپ کے جنازہ کی نماز پڑھنے میں لوگوں کو غدر تھا۔

(۳۷) حضرت مولانا شمس تبریزی علیہ الرحمۃ کو بھی جان بچاناد شوار ہوئی۔

(۳۸) حضرت جلال الدین رومی قدس سرہ سے بھی لوگ بذریعہ آپ کا

بردا نصور یہ تھا کہ آپ مسلمانوں کے کسی فرقہ کو بُرا نہیں کہتے تھے۔ چنانچہ ایک عالم فقیہ

نے اپنے شاگرد کو آپ کے پاس مسحیب لارڈ دیافت کرو۔ اگر آپ ہر فرقہ سے اتفاق

ظاہر کریں تو آپ کو گلایاں دو۔ اُس نے حسب فہماش حاضر ہو کر آپ سے پوچھا

اوہ جب آپ نے مسلمانوں کے کسی فرقہ سے اختلاف نہ کیا اور کسی کو بُرا دکھا تو

آپ نے آپ کو علا نیہ کالیاں دیں۔ آپ نے کمال ایثار نفسی سے فرمایا کہ مجھے

اس سے بھی آفاق ہے۔

- (۲۹) علی بڑا ہندوستان کے شاہیر حضرات صوفیہ کی بھی یہی حالت ہریں چنانچہ شہید تمرد ہلوئی کا تھا اس تدریش و رسم ہے کہ جس کے اعادہ کی یہاں ضرورت نہیں۔ اور جس عالمانہ تقریر اور فاضلانہ تحریر سے اس بے نہاد کا خون بھایا گی تاریخ کے صفوی سے اس کا شستان قیامت تک نہ مٹے گا۔
- (۳۰) حضرت فرمادین عطاء بھی شہید ہوئے۔

(۳۱) حضرت ابو بہالی سید نظام الدین سلطان المشائخ کے طرز اور عادات پر نکتہ چینی کیلئی۔

- (۳۲) حضرت مولانا شاہ عبد القدوس ننگری کو بعد عنی کا خطاب ڈالا یا حانلہ اُن کی حقانیت و ریاضت کا زمانہ معترف ہے اور برگزیدہ اور خدار سیدہ جانتا ہے۔
- (۳۳) مناقب زافیہ میں مولانا نظام الدین صاحب فرنگی محلے نکھا ہے کہ حضرت شاہ سید عبدالرؤوف صاحب بانسوی قدس سرہ الفخر نبی پر بھی لوگوں نے نماز کے متعلق اعتراض کیا۔

(۳۴) جانب شاہ نیاز احمد صاحب بریلوی علیہ الرحمۃ پر معتبر صنیں نے نص والحاد کا الزام لگایا۔

- (۳۵) شاہ عبد الرحمن صاحب صوفی موحد لکھنؤی کو حاصدؤں نے معاذ اللہ زندیق کہا۔

(۳۶) شہید فی بسیل اش مولانا سید امیر علی صاحب جو مولانا شاہ عبد الرحمن صاحب کے خلیفہ اور نہایت زادہ اور پرہیزگار عالم تھے مگر وہ بھی علاز طواہر کے پنجے سے

نہ چے۔ چنانچہ مفتی سعد اشعر صاحب نے اس بے گناہ کے قتل کا نتوی دیکھ عشراً حرم میں آپ کا
سرپرہ مان گڑھی سے بینے پر جو حاکم لکھنؤ میں لامبا چاہا۔
اگر یہ خیال کیا جائے کہ حضرات صوفیہ ہوش عشق اور بادیہ توحید میں مسرور
رہتے ہیں اور ان کے بعض عادات اور ارشادات پر علمائے طوابہ معرض بھی ہیں
اسے ہی الف شریعت، گھنٹران کو مرتد ملحد کا فرما اور لامذہب کئے ہوئے گے تو ہم ناطرین
کے اطہران کیواستے اب اس گروہ صوفیہ کے چند مقصد حضرات کے اسماء گرامی
نگارش کرنے ہیں۔ جن کا مدار شریعت ظاہری پر ہے اور اتباع سنت کے غلان
وہ تدم بھی نہیں رکھتے۔ اور علماء جدیات روحا نیت اور حقائقیت کے اُن کو علوم
ظاہری میں بھی کمال تھا۔ اور اُن کے تحریر اور تقدیس کا عمل از طوابہ کو بھی اعزاز ہے
گمراں کے علمائے معاصرین نے اُن کو بھی نہیں چھوڑا۔ اور کافرا و زندیق اخطا ب
ترجمت نہ رہا۔

(۱) چنانچہ حضرت شیخ احمد سرہندی مجدد اف ثانی علیہ الرحمۃ جو آج
حضرات نقشبندیہ کے پیران عظام میں ہیں اور آپ کے نیو صفات سے یہ خاندان
مستفیض ہے اور آپ کے ہدایات اور ارشادات مطابق شریعت و سنت ہو ا
کرتے تھے مگر وہ بھی کافر قرار دیئے گئے اور علماء ہی کے فتوے سے اُس بگزیدہ
خداؤ کی ریش مبارک لوچی گئی۔ اور گواہیا کے قلعہ میں قید ہوئے۔

(۲) مولانا شاہ ولی اللہ نصاحب محدث دہلوی جو درحقیقت اسم باستکے
تھے اور جو کا ہندوستان کے شاہ بہر علیا بس شمار ہے۔ اور آپ کا اعلیٰ قبیل نقشبندیہ
تھا گلی نسوان پر بھی بعثت اور گراہی کا الزم اگذا پا کیا۔

(۲۹) حضرت مراجان جامائی علمیہ الرحمۃ نقشبندیہ اور عالم بحقیر نے وہ بھی مسلمانوں

کے ہاتھ سے شہید ہوئے۔

اب پر شبیرہ بھی جامائی اور صاف اور بخوبی ظاہر ہو گیا کہ وہ حضرات صوفیہ بھی جن کا مشقی شہریت اور سنت ہونا معتبر اور مستند طریقے سے ثابت ہے وہ بھی علماء ظاہر کے فتویٰ سے الحادہ اور تزادہ کے سزاوار ہوئے۔

الحضر طبقہ اسلام میں نظر غاری سے دیکھا جائے تو کوئی عہد اور کوئی قرن اسی زمین پر جس میں حضرات صوفیہ کرام کے خلاف علمائے عظام نے اپنی زبان یا اپنے قلم سے کوئی کارروائی نہ کی ہو۔ اور رخواہ صوفی کسی طبقہ اور کسی مشرب کا کیوں نہ فرم جب اُس کے نام کے ساتھ لفظ صوفی ضم ہوا تو ان کو ضرور ناگوار ہوا۔ اور عجبیناں ہو کر یہ قد کفر قد کفر فرمائے گئے ہم نے تمثیلاً یہ چند نام حضرات صوفیہ کرام کے یہاں درج کئے ہیں۔ ورنہ اس تیرہ سو برس کے اندر جاہ طلب علماء کے کارنامے اور ان حضرات کے نام نامی جن پر الحادہ اور کفر کا الزام لگایا گیا ہے اگر تفصیل کیسا تھے لکھے جائیں تو ایک ضخمی کتاب ہو جائے۔

پہ بھی دیکھنا چاہیے کہ ہم نے جس قدر نام حضرات صوفیہ کے اور پر تحریر کئے ہیں یہ جموی درویش بھی نہیں ہیں بلکہ یہ ان اہل اللہ کے اسما و گرامی ہیں جن کے برکات اور فیضات سے زمانہ مستفیض ہے جن کے زبردار عبادات۔ بزرگی اور حفا نسبت کا سب کو اعزاز ہے۔ اپنے اپنے عہد میں پر شبیرہ کے خلق اور سرخانے عالم ہوئے ہیں اور بڑے بڑے ممتاز مشائخین اور شہریور بزرگان دین ان کے حلقة اگوش ہیں۔ اور علاوہ اس یافت اور دید کے یہ حضرات علوم ظاہری میں بھی کمال

رکھتے تھے۔ ہزاروں کتابیں ان کی تصنیفات سے ایسی ہیں جن کا پڑھنا اور ان کے مفہایں و مطالب کا بخوبی ہمارے زمانے کے علماء کو دستوار ہے بلکہ تابعین اور شیعہ تابعین کے نام بھی اس سلسلہ میں درج ہیں حتیٰ کہ اصحاب اجر اور آل رسول اللہ کے نام بھی اس مختصر فہرست میں موجود ہیں جن کی شان اور بزرگی علم و فضل تحریر اور عقیدہ کاشتاں یہ لکسی کو انکار نہ ہو گا اگر ہمارے علماء نظواہر ان سے بھی ناخوش رہے۔ اب ٹکا ہر ان سچوں ان ہمارگاہ احادیث اور صحیحہ بان حضرت صدیت کا اور کوئی تصور تو معلوم نہیں ہوتا۔ بھروسے کے یہ بگزیدہ خدا طریقت کے سپیروں اور صوفی کے پاک نقشے مشہور ہوئے تھے اور شاید اسی جرم پر ان کے معاصرین علماء نظواہر نے ان کو طرع طرح کی تخلیفیں بھی دیں۔ زندگی میں قید بھی لیا۔ الذاع انواع نسم کے تشدید بھی کئے۔ بھروسے کے بیخ مرمتی بھی کی۔ جبار وطن بھی کیا۔ الحاد اور ارتاد کے اڑام بھی لگائے۔ تکمیر کا فتویٰ می دیکھوں کی کھال بھی کھینچی۔ ان تو قتل بھی کیا۔ انکی لاش کو بھی جلا پایا۔

مگر مجبوری یہ ہے کہ علمائی کا ساناخوشی کا ملک نہیں جو شخص خدا یے عزیل کی خانیت لو سکھے گا۔ تو حیدر حضرت احادیث کی دل سے تقدیم کریں گا۔ خدا کی محبت میں ہمہ تن بھروں ہو گا۔ اُس کی لوگ عظمت بھی کریں گے اور اُس کو صوفی اور سپیروں کے طریقت بھی کہیں گے۔ اور یہ خلق کی سرداری اس کو خدا کی طرف سے ملتی ہے جس کو کسی کا حسد اور عصب مٹا بھی نہیں سکتا۔

لیکن اس سے بھی زیادہ حرمت اور تہبی کی بات یہ ہے کہ علماء نظواہر کی یہ سلوک کا شر حضرات صوفیہ کرام ہی کی ذات تک محدود نہ تھی اور اس مدد اوت کا جر کچھ نتیجہ ہوتا وہ انہیں مظلوموں کی جان پر گذر جاتا تو بھی غیمت تمامگان انسوسن پیسا بھی نہ ہوا کیونکہ

تاریخ کی درق گردانی کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کی انسانیت کا دائرہ بہت وسیع ہے اور نمود و شہرت کے شوق اور جاہ پرستی کی ہوس نے ان کے انصاف کی آنکھوں پر ایسا سنگین حباب ڈالا ہے کہ یہ اپنی بھی فون کو مارنے لگے اور جن کے خرمن تحقیق کے یہ خود خوشنہ ہیں ہیں۔ اور جن کی تصنیف کردہ کتابوں کے پڑھنے سے یہ قاضی اور سفی کہلاتے ہیں اُنھیں پر ہائے صاف کیا اور بڑے بڑے بزرگ اور بھر علماً مستقد میں اور متاخرین کی بھی تکفیر کا فتویٰ لکھ دیا۔ اب اُن خالموں کی ایک روچیں گواہ بنے ان شاگردوں کی نسبت زبان عالی سے یہ کہیں تو بجا نہ ہو گا۔

کس نیا موخت هلم تیراز من
که مرادها بقیت نشانه نه کرد

لہذا اب ہم ان علمائے معتبرین کے نام نامی لکھتے ہیں کہ جنہوں نے اسلام کا
دفتر درست اور مرتب کیا۔ کلام ائمہ کی تفسیریں لکھیں۔ احادیث بُنویٰ کے جمع کرنے
میں بُوشش کی۔ قانون فقہ مرتب فرمایا اور بعض نے حدیث بعض نے جنت الاسلام
کا القشب پایا۔ اور اپنے اپنے عہد میں اسلام کی حمایت اور اسی ہمدردی کی کہ لوگ ان کے
گرویدہ رہے۔ اور آج بھی ان کا نام عظمت کے ساتھ لیا جاتا ہے ملماں کے معاصرین
نے ان کو بھی چھوڑا۔ اور ان کو بھی تکفیر کا خطاپ مرمت فرمایا۔ جس کے دیکھنے
سے حضرات صوفیہ کے طرفداروں کو کسی قدر ضرور صبر آئے گا اور تمہیں گے کہ اس
تکفیر کی بارش کچھ بھالے ہی پیشواؤں پر نہیں ہوئی ہے بلکہ ان عالموں کے اُستاد
بھی ان کے قدکار قدکار کے حلے سے نہیں نکلے۔

۵۰) بخان پنجم امام ابوحنفیه نعماں بن ثابت علیہ الرحمہ جن کو مسلمانوں کا بڑا گردہ

امام عظیم کرتا ہے اور جن کی تقدیم کو لازم ہاتا ہے اُس سینہر عالم اور مسلمانوں کے عین مقدس اور اہل ارشاد کی نسبت لوگوں نے ایسی ایسی ہائی کمیں جن کا القل کرنا بے ادبی ہے۔ بعضوں نے آپ کو جاہل تھیروا یا بعض نے بدعتی بنایا بعض نے بعض تے کفر کی نسبت کی۔

(۵۱) امام ابو عبد اللہ محمد بن ادیس شافعی علیہ السلام رحمۃ الرحمٰن رحمۃ الرحمٰن ایسے یاک اور مقدس امام کو حاصلوں نے اَضَّلَّوْنِ إِبْلِيسَ۔ کا خطاب دیا۔ اور آن کے مرنے کی دعائیں مانگیں۔ اور علماء عراق و مصر نے اُن پر یہاں تک اعتمام لگائے کہ میں سے دارالہلام تک ایسی بے حرمتی سے قید کر کے بیجے گئے کہ ہزاروں آدمی ملامت کرتے اور گالیاں دیتے جاتے تھے اور آپ اُن کے علفے میں سر جھوکائے ہوئے تھے۔

(طبقة الکبریٰ)

(۵۲) امام مالک بن انس علیہ الرحمۃ کھپیں سال تک جمعہ اور جماعت کے لئے باہر نہ بخواہ اور ایسی ذلت سے قید کئے گئے کہ جس کے منے سے بدن میں عشمہ پڑتا ہے اور اس بیدردی سے آپ کی ششیں باندھی گئیں کہ باخغہ بازو سے اُنکھڑا گیا۔ پھر اونٹ پر سوار کئے گئے اور کھا گیا کہ اس سُنْدَه کی صحت کا اقرار کریں۔ جسے وہ دل سے غلط جانتے تھے۔ آخر امام نے اونٹ پر کھڑے ہو کر فرمایا کہ جو مجبور جاتا ہے وہ جانتا ہے اور جونہ جانتا ہو جانے کے میں مالک بن انس ہوں اور صاف کہتا ہوں کہ طَلَاقُ الْمُكْرِهِ لَا لَيْسَ بِلَشْنِيْ عَزَّ اسپر شتر کوڑے مادے گئے اور قید رکھے گئے۔

(طبقة الکبریٰ)

(۵۳) امام احمد بن حنبل علیہ الرحمۃ کی مصیبت سنو کے انعامیں میتنے تک

وہ قید رہے۔ اور بھاری کھادی زنجیریں اُن کے پاؤں میں ڈالی گئیں اور مجلس میں
بلاسے جلتے تھے اور لوگ اُن کو طماںچہ مارتے تھے۔ اور سندھ پر رکھ کر فتح تھے۔ اور
شام کو قید فلنے سے نکالے جاتے اور کوڑوں کی ماراں پر پڑتی۔ اور مارنے کے بعد
اُن کے سرین پر گوشہ کی بوٹیاں اور چمڑہ لوچا جاتا۔ ابن داؤد حفظہ اللہ علیہ کی طرف
سے مناظرہ کرتا تھا وہ امام موصوف کو گراہ اور بدعتی نہ تھا۔ چنانچہ عرصے تک
مخالفین مناظرہ کرتے رہے ہیں تک کہ خلیفہ گھبر آگیا۔ اُسوقت ابن داؤد نے کمالہ
اسے امیر المؤمنین آپ ان کو قتل کیجئے ان کا خون ہماری گردان پر ہے۔ اسپر خلیفہ
اس قدر طماںچہ مارے کہ آپ کو غشن اٹھیا۔

(طبقۃ الکبریٰ)

(۵۳) امام محمد بن سعیل بخاری جنہوں نے احادیث رسول اللہ کے جمع کرنے
یعنی زندگی کو وقفن کر دیا۔ اور جن کو آج تک سب عزت کی نظر سے دیکھتے ہیں
وہ باک امام خارج البدر لیا گیا۔ (طبقۃ الکبریٰ)

(۵۴) امام نسائی حدیث مسجد میں شہید کئے گئے۔

(۵۵) علامہ عبدالکریم شہرستانی جو علامہ ابوالقاسم کے شاگرد اور حدیث
سمعانی کے فن حدیث میں استاد تھے۔ ان کے معاصر علماء نے ان پر الحاد کا گمان
کیا۔ (طبقۃ الکبریٰ)

(۵۶) ابن خازنؓ بایں تحریرو امانت زندیق قرار دیئے گئے۔ (طبقۃ الکبریٰ)

(۵۷) شیخ ابوالمنیع مغربی بحرم زندقة جلاوطن کئے گئے۔ (طبقۃ الکبریٰ)

(۵۸) شیخ عزیز الدینؓ بن عبد السلام بھی کفر کے الزام سے نہ پکے۔ (طبقۃ الکبریٰ)

- (۱۹۰) شیخ الاسلام افی الدین اگر سے لوگوں نے مدرس کیا۔ (طبیقة الکبریٰ)
- (۱۹۱) حضرت فخر الدین عراقی بھی بدکام مشورہ ہوئے۔ (طبیقة الکبریٰ)
- (۱۹۲) سید علین الفارض کی نسخت بھی لوگوں نے انکار کیا۔ (طبیقة الکبریٰ)
- (۱۹۳) ابوالحسن شاذی علیہ الرحمۃ کو من اپنے رفقا کے ملک مغربیہ بنالا۔ اور کندہ کے بھیجا کر عذریب اس ایک مغربی زندقی پر پنچے گاہیں کوہمن نے نکال دیا ہے اُسے مٹھے سے پرہیز کرنا چاہیے۔ چنانچہ جب امام موصوف اسکندریہ پر پنچے تو دیکھ کر وہاں کے لوگ ان کو گالیاں دیتے ہیں۔ (دیکھو طبیقة الکبریٰ)
- (۱۹۴) شیخ ابوالحسن اشمری جو طبقہ اہل صفت کے مشہور امام اور معتبر عالم ہیں مگر ان کو بھی الحاد کا الزام کیا اور کافر کہا۔ (طبیقة الکبریٰ)
- (۱۹۵) حضرت ابویعیم اصفہانی مصنف کتاب حدیہ اور طبقات کو اہلیان اصفہان نے خارج البلد کیا (طبیقة الکبریٰ)
- (۱۹۶) شیخ محی الدین ابن العزیل علیہ الرحمۃ کو امام الموحدین اور کبریتی تحر اور اکسیر غضم اور شیخ الطائفہ کہتے ہیں۔ مگر ایسے جیل القدر اور ممتاز عالم کی تکفیر کا فتویٰ عالموں نے لکھدیا۔ چنانچہ مولانا عبد الرحمن جامی سنایپی کہتا ہے بے نفحات الانس سیل بن عربی کی نسبت لکھا ہے کہ۔

”شیخ قدوة قالمان وحدت وجود است ولبسی است از فقما و علماء ظاہر در دست طعن کردہ اندیش“

اور اس کے بعد آپ لکھتے ہیں کہ شیخ رکن الدین علاء الدوّله ابن عربی کی نسبت فتوحات مکیہ کے حاشیہ پر لکھدیا ہے کہ ”تحفظیہ بلکہ تکفیر کردہ است“

اور اس قدر عالم کے واسطے فقط تکفیری کا فتویے نہیں ہوا بلکہ حضرات علمائے
یہ فتویے دیا ہے کہ "كُفَّرٌ أَشَدُّ مِنْ كُفَّرِ الْيَهُودِ وَالنَّصَارَىٰ" ۔
یعنی اُس کا کفر ہبود اور نصاریٰ کے کفر سے بڑھ کر ہے اند اپر بھی مفتی صاحب
کو صبر نہ آیا تو ان کے تمام گروہ پر تکفیر کا فتویے چاری فرمایا جانجہ ابن قرقی
تفقیہے دینداری کے جوش میں یہ فتویے دیا۔ مَنْ شَكَ فِي كُفَّرٍ طَائِفَةً
ابن عَرَفَ فِي فَهْرُوكَافِرٍ ۔ اور جب اپر بھی ان کے دلوں کی آگ نہ ٹھنڈی
ہوں ۔ تو ان کے کفر میں شک کرنے والوں پر بھی کفر کا فتویے دیدیا ۔ اور صاف
لکھ دیا گئے ۔ مَنْ لَمْ يُكَفِّرْ طَائِفَةً ابْنَ عَرَفَ فِي كَانَ لَمْ يُكَفِّرْ الْيَهُودَ وَ
النَّصَارَىٰ وَمَنْ شَكَ فِي كُفَّرٍ لَّهُ ذَمَنٌ هُوَ مِثْلُهُ فَهُوَ كَا فِرْمَعَ وَمَنْ
شَكَ فِي كُفَّرٍ لَّهُ ذَمَنٌ هُوَ كَا فِرْمَعَ ۔ بعض نے ہر روز دس مرتبہ ان پر لعنت کرنے کو
اپنا وظیفہ لٹھرا�ا ۔ ایک گروہ نے ان کے مزار سبارک کو مزباہہ بولی وہ راز بنایا ۔

(۶۲) حضرت مولانا عبد الرحمن جامی علیہ الرحمۃ پر بغداد کے عالموں نے فرض
کا فتویے دیا ۔

(۶۳) امام محمد ابو حامد الغزالی علیہ الرحمۃ کا حال سب جانتے ہیں کہ اجتنک
ان کا لقب ججز الاسلام ہے مگر یہ حضرت بھی اپنے زمانے میں کافر ٹھرا کے گئے ۔
امام یافعیؓ نے کتاب اہ شاد میں لکھا ہے کہ ابن رشد جو بتھ عالم تھا اور قاضی
عیاض اور دیگر علماء معاصرین نے آپ کی تکفیر کا فتویے دیا اور آپ کی کتاب
احیاء العلوم کو جلد دیا ۔ جب امام غزالی کو یہ خبر ہوئی تو اپنے قاضی کے لئے
ہدایت عاکی چنانچہ اسی روز دہ مگ ملاقات سے حاصل میں مر گئے اور بعض کہتے ہیں

کے تلیفہ محدثی نے قاضی صاحب کے قتل کا حکم دیا مگر بعد اس کے علیل القدر علماء حضرت امام غزالی کے قاتل ہوئے۔ الدراجیہار العلوم کو آپ ذرستے لکھوا یا۔

(طبقۃ الکبریٰ)

(۶۹) اس آخر زمانے میں شمس العلماء میلانا شبی نعمانی ہو مسلمانوں کے پیغمبر رہنکتے۔ اور جن کی سماں اور کوشش نے ندوہ کو دوبارہ زندہ کیا۔ اور اس کی مالی آمدی میں خایاں ترقی ہوئی۔ دارالعلوم تعمیر کرایا۔ مسلمان بچوں کی مذہبی تسلیم کے واسطے اس پرانہ سالی میں سرگردانی کی تکلیفیں برداشت کیں۔ اس کے محلے میں علمائے ان کو بھی تکفیر کا خطاب مرحمت فرمایا۔

(۷۰) اس کے بعد مولانا محمد عبدالهاری صاحب لکھنؤی جن کی صورت مسلمانوں کی ہے لباس مسلمانوں کا ہے۔ مادات مسلمانوں کے ہیں اور علاوہ علم و فضل کے پہ کمال احتیاط شریعت اور سنت کے پابند بھی ہیں مگر انکی بھی تکفیر کا نتوءِ محض اس جرم پر ہوا کہ آپ انہم خدام کعبہ کے متاز محسوس ہیں۔

غرض اس فقرہ فہرست کے دیکھنے سے اسکا اندازہ بخوبی ہو سکتا ہے کہ ہر عہد اور ہر قرن میں علماء طوایہ کے ہاتھوں سے اُس شخص کو ضرور صدمہ ہو چاہے جو اپنی قوم میں متاز ہوا۔ اور جس کی عظمت اور بزرگی کی غیر معمولی شہرت ہوئی ہے اسیں نطبقة علماء کی تید ہے۔ نہ حضرات صوفیہ کرام کی خصوصیت ہے جس عالم نے اپنے معاصرین کے خجالات سے بڑھکر کوئی بات

بات زبان سے نکالی وہ ضرور بھروس یا مرتد بالحمد یا کافر کہا گیا اور جس صوفی نے
تصوف کے مذہبی لطائف اور نکات بیان کئے اور اس کی تخلانیت کا زمانہ
معجزت ہوا۔ بس علماء نے ظواہر کو ضبط کیا یا اپنے ربہ چاہئے وہ کیسا ہی مقدس
اور ایک اور بہرگز پیدہ خدا کی بروں نہ ہو گئے قد کفر قد کفر کرنے لگے۔

ایک ماہ میں تو حضرات فہمانے مکفیر کی یہ کثرت کردی تھی کہ معمولی
سمولی بالتوں پر کفر کا فتوے دیدیا اور ادنے ادنے افراد عن مسائل کی غافلگت پر
مسلمانوں کو قتل کرادیا۔ چنانچہ امام ابوضیع علیہ الرحمۃ سے یوسف بن خالد نے
وزرا کا مسئلہ لپھچا۔ آپ نے فرمایا کہ واجب ہے۔ بس یوسف بن خالد فقیہ نے
اس کے جواب میں کہا کہ کفرات یا البحنیفۃ۔ اسی طرح صد مسلمان
ہاتھ کھوئی کرنا زپڑھنے پر کافر بھئے۔ ہزاروں گردن اندکان کا مسح ذکر نہیں
پڑھائے گئے۔ خلق قرآن کے مسلم نے مسلمانوں کے خون کی ندیاں بھا دیں۔
خلافت اور امانت کی بحث میں شہر دریان ہو گئے۔ اور آج بھی دہی کیفیت تک
کہ بے سر و پا الزام رگا رفیقہوں کے ایک فرقہ احلام پوش کو مٹی عزیز الرحمن
صاحب نے کافر کہدیا اور لکھدیا کہ یادوں کے ساتھ اخبار تبااط و اخلاق طبخت
و داد قطعاً حسرام و ناجائز ہے۔

مگر حن کو خدا نے عقل والصفات کا مادہ دیا ہے اور جو کفر اور ایمان
کی خیافت کو جانتے ہیں اور حق و باطل کی تمیز کر سکتے ہیں وہ یہی مفتیوں
کی ذرہ برابر بھی وقت نہیں کرتے جو فقہ کی دس پانچ کتابیں پڑھنے اور ازالۃ
نجاست و عترہ کے مسائل جان لینے کے بعد مسلمانوں کو کافر سمجھنے لگتے ہیں۔

اور ان کے دیئے ہوئے کفر کے فتوتے سمجھ داروں کے دل پر کیا اڑ کر سکتے ہیں
کیونکہ مفتی صاحب کا سیاہ کیا ہوا کا خذال کا لوزتہ تو ہے نہیں۔ فایت
مانی الباب یہ ایک عالم یا چند عالموں کی رائے ہے۔ پھر یہ کیونکہ سو سکتا
ہے کہ کسی شخص کے کہدینے سے کوئی مسلمان کا فرج ہو جائے گا۔ اور ان کے
فتواتے پر خدا اس کو دروزخ میں بھیج دے گا۔

اس فہرست کے دیکھنے سے اور اس کفر والحاد کی بحث سے ایک
خراب اور نہایت قبیح نتیجہ اور بھی نکلتا ہے جو اسلام کی شان و شوکت
اور فاصل خصوصیت کو بالکل شانے دیتا ہے وہ یہ کہ مسلمانوں کا یہ عورتے
ہے کہ ہمارے بانی اسلام نے تیسیں^{۱۳} سال کی اپنی مسالی کو شش اور
جانشانی سے ہم کو توحید کا سبق پڑھایا تابعین اور شیعہ تابعین کی ہمت
اویسپاکی سے مغرب سے مشرق تک وحدۃ لا تشرک یہ کاڈنگا بجا یا اور یعنی
عقیدہ ہے کہ قیامت تک توحید اور مسیحی کے ساتھ اسلام قائم رہے گا۔

مگر کفر والحاد کے یہ فتوتے دیکھنے سے یہ مسلم ہوتا ہے کہ مسلمانوں کے
یہ دعویے نقش بدآب سے زیادہ وقعت نہیں۔ یقین کیونکہ اول توحضرات
صوفیہ کرام کا یہ مقدس نور وہ جس میں ہر ایک پیشواؤ ائمۃ خلق اور بیخاٹے
خاص و عام ہے اور جن کو اسلام کی روح اور ہمان آہنا چاہیے۔ اور جنکے
امیان اور ایقان میں شک کرنا اگر یار و زروشن میں وجود افتاب سے انکار
کرنا ہے اور دوسرا علمائے عظام کا فرقہ ہے جس میں کوئی امام کوئی جنت الاسلام
کے لقب سے مشہور ہے لیکن جب یہ ارکین اسلام اپنے معاصرین علمائے فتوتے

سے کافر قرار پائے۔ اور علمائے محققانہ حیثیت سے فرد اُفرد اُ اور نامہ نہام
ان پر تکفیر کا فتویٰ نے دیا تو پھر اسلام میں باقی کیا رہ گیا۔ یہ لوگ کافر اور مخد
عنت تو کیا موحد اور ایماندار عوام انساں سنئے۔

بُنکِ نظر فارس سے دیکھا جائے تو حضرات علماء کے انھیں فتویٰوں سے جو
اور پڑکوہ ہوئے ہیں عوام انساں بھی شاید ایماندار کہی مختہ نہ ہیں اور یقین ہے
کہ نہ کبھی آئندہ ہوں گے بلکہ یہ کہنا چاہیے کہ ابتدائے لِمَانِہ اسلام سے اور
آج تک جس قدر پیدا ہوئے اسیں میر ہوں یا غریب پڑھئے لئے ہوں یا جاہل
اعلیٰ خاندان سے ہوں یا ادنیٰ خاندان سے۔ صاحب شریعت ہوں یا یعنی طلاقیت
مغرب میں پیدا ہوئے ہوں یا مشرق میں انھیں اکابرین صوفیہ کرام اور
المُمْلَک اسلام کی طرح جو کافر اور زندگی فکار پاپکے ہیں بقول علماء نظر اہر بہ
مسلمان کافر اور زندگی ہیں۔ کیونکہ مفتی عزیز الرحمن صاحب نے اپنے اس
فتویٰ نے میں بھی جو احرام پوش فرقے کی تکفیر پر دیا ہے اجھاً یہ لکھ دیا ہے کہ
جس کی یہ تکفیر کا فتویٰ ہے یہم نے دیا ہے اس کے ساتھ ارتبااط۔ احتلاط
جمت و داد قلعی حرام و ناجائز ہے۔ لیکن مفتی صاحب کے اسلاف نے اسکو
بہت واضح اور صفات سماں لفظوں میں لکھنے ہے کہ جس مسلمان پر یہم نے کفر کا
فتویٰ دیا ہے اس کے ساتھ اس کا تمام گروہ بھی کافر ہے اور جو اس مسلمان
کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔ سیحان اللہ کس قدر وسیع اور جاس
یہ حکم ہے اور اس حکم سے مفتی صاحب کے اختیارات اور اولو الغرمی کا پورا
اظہار ہے کہ لفڑ کا فتویٰ صرف اُسی شخص پر نہیں دیا جو مُن کے خیال میں

کفر کا سزاوار اکھا بلکہ دلوں ایکھوں سے تکفیر لٹائی گئی ہے اور بے دھڑک
 ہر ایک مسلمان کو شرک کر لیا ہے کہ کسی طبقہ اور کسی جمیعت کا مسلمان کیوں نہ
 اور چاہے کسی زمانے میں وہ پیدا ہو مگر حرب ہمارے دیئے ہوئے فتوے پر ذرا بھی
 شک کرے گا یا ہمارے نبایہ ہوئے کافر کے گرد وہ میں شرک ہو گا تو بغیر تفتیش
 اور بلا عذر وہ کفر سے مستثنی نہیں ہو سکتا ہے اس کا نام اختیار ہے کہ جنت
 اور دوزخ پر پورا تبضہ ہے اور خدا کے ان بندوں پر بھی جو قیامت تک پیدا
 ہوں گے مفتی صاحب حرب نے اپنے ہی زمانے میں ان کا بھی فیصلہ کر دیا اور جنتی
 اور جنمی ہونے کا پروانہ لکھ دیا۔ چنانچہ حضرت ابن عربی طیب الرحمنہ کے مکفر
 نے اپنے فتوے میں یہ عبارت لکھی ہے۔ مَنْ لَهُ مِيَكْفِرٌ طَائِفَةً أَبْنَ عَرَبِيٍّ
 كَانَ لَهُ مِيَكْفِرٌ الْيَهُودُ وَالنَّصَارَاهُ وَمَنْ شَكَ فِي كُفُرِهِ وَمَنْ هُوَ
 مِثْلُهُ فَقُوَّكَافِرُهُ وَمَنْ شَكَ فِي كُفُرِهِ مَنْ شَكَ فِي كُفُرِهِ لَا فَهُوَ
 كَافِرٌ۔ لہذا اس فتوے کے مطابق جس کو لاائق مفتی نے بطور کلیہ کے
 لکھ دیا ہے اور اسی طرح اور اور بزرگوں کی تکفیر رجو فتوے ہوئے ہیں
 وہ بھی خرالٹ بذا کے ساتھ مشروط ہیں۔ اب اگر تلاش کیا جائے تو اس
 تیرہ سو برس میں کروہا مسلمان پیدا ہوئے جن کا شمار خدا ہی کو معلوم ہے
 مگر شاید مفتی صاحبان کی فرمائش کے مطابق تو ایک مسلمان اور ایماندار نہ
 ڈھر سکتا۔ کیونکہ کوئی مسلمان ایسا نہ ملے گا جو ان مقدس بزرگوں سے جن کا ذکر
 اور پر ہو چکا ہے اور جن کو علمانے علانية زنداق اور کافر کہا ہے محبت اور
 وداد نہ رکھتا ہوا اور دل سے ان کا متسبع اور آن کے گردہ میں شامل نہ ہو

اور معاوا افتد ان کو کافر بھئنا یا ان کی تکفیر پڑک کرنا کیسا بلکہ ان کو کافر اور زندلیق کہنے والے کو بھوٹا اور کاذب نہ جانتا ہو۔

چنانچہ نظر غائر سے پہنچ حضرات صوفیہ کرام کے مقدس گروہ کو دیکھئے کہ کس کس کو ان سے محبت ہے اور کون کون ان کے گروہ میں شامل اور انکی پیروی اور ان کی غلامی کو اپنا فخر جانتا ہے۔ اور ان کو خدا کا عجوب اور مستقبل کہتا ہے یا بقول مفتی صاحب جان ان کو کافر اور زندلیق سمجھتا ہے۔

طبقہ صوفیہ میں بہت بڑا اور قدیم ایک گروہ قادریہ کے لقب سے ممتاز ہے جس کے پیران عظام میں حضرت چنیدہ[ؒ] اور شبلی[ؒ] ہیں۔ اور جس کو خاص نسبت حضرت عزوت الشفیعین حجی الدین عبد القادر جیلانی[ؒ] سے ہے۔ اور کیسے کیسے مقنید بزرگ اور مقدس حضرات اس سلسلہ میں پیدا ہوئے اور ہر عمد اور ہر فرن میں ان کے پاک ہاتھوں پر خدا کے بندوں نے بیت کی اور انکے حلقوں بلوش ہو کر انکو اپنارہنمہ اور پیشوا بلکہ موجودہ تمام عالم سے بزرگ اور بزرگزیدہ چانا اور ایسا کوئی لوشنہ دنیا کا نہ ہو گا جہاں اس چشمہ فیض کا سلاپ نہ آیا ہوا اور سلسلہ قادریہ کے بہزادوں بزرگ اور عیشماں ان کے ہم خیال نگزیرے ہوں اور یہ فیض ابتداء سے تائید م جاری ہے اور انشا اللہ عزیز جاری رہیگا۔

طی ہنگامہ نقشبندیہ کو دیکھئے جیسیں حضرت شیخ احمد مجدد سرہنہی ہیں جو گیارہویں صدی ہلیں پہلدا ہوئے یہ گروہ بھی قدیم سہے رہا۔ جو سے پڑے اہل اور اولاد بندار اس خاندان میں پیدا ہوئے جنکے بیشمار دست گرفتہ ہر زمانے میں رہے اور آج بھی موجود ہیں اور انشا اللہ آئندہ بھی رہیں گے۔

اب ناکریں غور فرمائیں کہ یہی دو گروہ حضرات صوفیہ کے ایسے ہیں جن کے محب اور جان شاروں کا شمار کرنا دشوار نہیں بلکہ غیر ممکن ہے۔ کوئی زمانہ ایسا نہیں ہے جسمیں ان کی حقانیت کی شہرت نہ ہوئی۔ اور کوئی شہر ایسا نہیں جہاں مسلمان آباد ہوں اور ان میں زیادہ تر ان حضرات کے کامل الایمان والا یقان ہونے کے مقدار ان کی بزرگی اور ان کے اختصاص اور تقریباً اسدر کے قائل نہ ہوں۔ اور ان کے گروہ میں داخل ہونے کو اپنا فخر اور ذریعہِ سنجات نہ جانتے ہوں۔

بڑا حصہ مسلمانوں کا تو یوں بھل گیا کہ وہ ان صوفیوں کا محب اور ہوا خراہ ہے جن کو خود یا جن کے پیر ان عظام کو علماء تکفیر کا خطاب دیجئے ہیں اور صفات الفاظ میں لکھ دیا ہے کہ جوان کے گروہ میں ہے یا ان کی تکفیر میں شک کر رکھا وہ بھی کافر ہے غرض اس قاعدے سے بیشتر مسلمان جو حضرات صوفیہ کے معتقد یا اصلہ بگوش ہیں یا ان کو کامل الایمان اور خدا کا بُرگزیدہ جانتے ہیں یقین مفتی مصاحبین قطبی کافر ہو گئے۔ باقی وہ مسلمان جو مذاق طریقت سے علیحدہ رہے اُن کو سی امام شریعت سے ضردہ سردار رہا۔ اور اس امام شریعت کے جانشین اور یہم خیال ہلما سے ارتباٹ و خلاط محبت و داد کو اپنی سعادت سمجھی۔ اور انکو ایمان دار جان کر انکی تعلیم کی یا انکی ہدایت پر عمل کیا۔ بلکہ ایک مسلمان بھی ایسا نہ ہے کہ جس کو ائمۂ اسلام کے بر سرخ اور کامل الایمان ہونے کا پوہا یقین نہ ہو اور امام ابو حنیفہؓ اور امام شافعیؓ اور امام مالکؓ اور امام صبلؓ کا مقلد یا معتقد نہ ہو۔ ہلا وہ اس کے

بعض کو ان کی شاگردی کا فخر حمل ہے بعض ان کی تصانیف تے ہرہ مند ہو کر
ان کو اپنا محسن جانتے ہیں۔

اس تفصیل سے متوجه ہیکلا کہ کوئی مسلمان نہ کبھی اپساتھا اور نہ آج ہے اور
یقینی آئندہ بھی نہ ہو گا جو حضرات صوفیہ اور الٰہ اسلام سے سروکار نہ رکھتا ہو
یا ان سے گردہ ہی مثالی نہ ہو۔ اور ان کے الحاد اور تلفیز کا نام سنکر اس کو
ٹیش نہ آتا ہوا۔ احمد ابہ ہرزمانے کے مسلمان خواہ حضرات صوفیہ کے
حب خواہ امّہ اسلام کے درست رہے اور جس قدر مسلمان آج میں جلد
ہی وہ بھی کسی صوفی کے صدقہ بگوش یا کسی امام کے متبع ضرور میں تو اپنے
یہ نہایوں اور پیشواؤں کی نکفیر میں وہ یقینی شک بھی کرنے ہیں اور لازمی
ہے کہ ان کو ایک اندار بھی جانتے ہیں۔ توفیقی صاحبان کے اس مدل کے
مطابق کہ *وَمِنْ شَاقِ فِي كُفَّارِ مِنْ شَاقِ فِي كُفَّارِ فَهُوَ كَا فِي كُفَّارِ*۔ سب
مسلمان کا زر بھرے اور ”برٹس نہد نام زمی کافور“ کا مضمون ہو گیا۔
جس کو صاحب لفظوں میں یوں کہنا چاہیے کہ آج تک جتنے مسلمان سیدا ہوئے
اور قیامت تک جس قدر پیدا ہوں گے سب انھیں پاک صوفیوں کی ثبت
امّہ اسلام سے اتباع سے کافر ہوئے اور یہ سب ناگرددہ لگاہ مفتیوں کے
نتوے سے جنمی قرار پائے۔ اور توفیقی صاحب کے قلم کی ایک جہش نے جملہ
مسلمانوں کی سمت کا فیصلہ کر دیا اور قیامت کے دن کے لئے ان بشیمار
مسلمانوں کے سوال وجہاب حساب کتاب کا جھلٹا انباتی رکھا یہ قول
قصہ کوتہ کر درندہ در سر بیار بود

غرض یہ ناگمانی بلا جب مسلمان پر نالہ ہوئی اور دیکھا کہ اچھے بڑے عورت مرد کافر قرار پائے اور عملی از طواہ مرکے فتوؤں نے جملہ مسلمان لوز کو جنمی بنادیا اور تمام عالم میں ایماندار عحقاً کی طرح محدود نظر آئے۔ توحیال ہوا کہ اسیسا نہیں ہو سکتا اور یہ محالات سے ہے کہ کروہ رہا مسلمان لوز میں دو خارجیاں نہ بھی نہ ہوں۔ اور اگر بھی ملحد اور کافر ہو جاتے تو پھر دنیا میں اسلام کا نام اس خصوصیت کیسا تھا کیہیں پکارا جاتا ہے اس لئے خود کے یا یہت یا ندا مسلمان بھی دنیا کے کسی گوشہ میں ضرور ہوں گے۔

ہست غزر و فلکر کرنے سے معلوم ہوا کہ واقعی ابھی اسلام کا نام پاٹی ہو اور چند مسلمان ایسے ایماندار موجود ہیں جو شرک اور بدعت کے انلی دشمن ہیں اور لفڑو الحاد توان کے محلہ میں بھی قدم نہیں رکھ سکتا۔ وہ کون۔ حضرات علماء دیوبند اور اُن کے ہم خیال ہیں جن کا ایمان تمام عالم کے مسلمانوں کے ایمان سے کمیں بردا ہے۔

بھم پنچ اس تلاش پر خود ناز کرتے تھے کہ ہماری کوشش نے بڑا کام کیا اور ایسے مسلمان ڈھونڈھ کر نکالے جن کے ایمان اور اسلام کا مشل ر نظریہ نہیں۔ علم و فضل میں یکتا تحقیق اور تدقیق میں یگھانہ تحریر کا ہے حال کہ بہیوں کتابیں اردو میں تالیعت کیں۔ تحقیقات کی یہ کیفیت کہ بڑے بڑے دینی میھاں میں اکابرین سلف سے اختلاف فرمایا۔ امکان کذب، ہماری تعالیٰ ثابت کیا اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بے مثلی میں کلام کیا۔ خاتم النبیین کی شرط بے معنی بتائی۔ وسعت علم

مول پر وحدت فلم الہیس کو ترجیح دی دغیرہ وغیرہ (المعتمد المستند مصنفہ مولانا
احمد رضا خاں صاحب برطیوری)۔

علاوه اس کے ان علماء دلیوبند کے جسم لطیف پر کفر والحاد کا دھبہ
بھی نہیں لگ سکتا۔ اس لئے کہ پر دیندار نہ حضرات صوفیا نے کرام کے
معتقدہ نہ علی رسل کے قائل پھر خدا نخواستہ یہ لوگ ہماری طرح وَمَنْ
شَدَّقَ فِي كُفَّيْرٍ مَنْ شَدَّقَ فِي كُفَّيْرٍ فَمَعَ كَافِرٍ كے عذاب میں کیوں
گرفتار ہوں گے اسی راستے ان سعیداروں نے یہ روشن افتیاں کی ہے کہ
ان کو سلف صالحین سے غرض نہ صوفیا نے کرام سے مطلب اور نہ ائمہ
اسلام کے گروہ میں شامل۔

پس جن مولویوں کے ایسے شائرتے خجالات ہوں اور جو سراپا
مجموعہ صفات دکھائی دیں اور جن کاظما ہر بجلد سے زیادہ سفید اور نوہائی
نظر آئے اُن کے ایمان اور اسلام میں کون شک کر سکتا ہے گو ان
ایمانداروں کی تعداد بہت کم ہے کہ ہر آسانی ۱۰۰ انکھیوں پر گن سکتے ہیں
لگرتا ہم یہ اسلام کے سپوت ایسے مل گئے جسکی وجہ سے اطمینان ہو گیا
کہ اسلام کا نام صفحہ اعظم سے مٹا نہیں بلکہ اُس کے نام یہاں بھی باقی ہیں۔
لیکن فسوس ہے کہ ہر جا یہ گمان بھی غلط ہوا اور ایسا غلط ہوا کہ
شیخ چلی کے ھر کی طرح یہ بنا بنا یا تھیل ایک آن واحد میں بگڑا گیا کیونکہ
بہت عزرا و فرنکر کے بعد یہ دو چار ایماندار ہمارے ہاتھے لگے تھے مگر رسالہ
المعتمد المستند مطبوعہ مکملہ، بھری اور اُسی کے ساتھ حسامہ الحرسیں کو دیکھا

وحضرت ہو گئی اور بھارا دھن فقط نہ خیال جنم لے دیو بند کے ساتھ وابستہ تھا چشم
زدن میں مثل حرف غلط کے مت لگیا۔ اور معلوم ہوا کہ یہ حضرت تو پھر پس ستم ہیں
جو کفر اور الحادیں پہلے ہی کمال حاصل کر چکے ہیں اور یہ بھی معلوم ہوا کہ یہ ممولی ہزم
اصلام نہیں ہیں بلکہ سند یا فتح کا فرہیں اور آن کے کفر کی سند بھی ایسی یہی
سند نہیں ہیں بلکہ سند یا طویل پھری اور ناپرسان عالموں نے سند دی ہے
بلکہ ان کے کفر کی سند دار الاسلام سے آئی ہے اور بڑے بڑے مقدار اور
مشہور مفتیوں نے ان کی سند پر اپنی ہمراں کر دی ہیں اور یہ سند بھل طور پر
نہیں لکھی گئی ہے بلکہ علمائے دیو بند کو نامہ بنام یہ سند ملی ہے اور اس میں
حرف ان کی تکفیر ہی کا ذکر نہیں ہے بلکہ ان کرواجب القتل بھی ٹھہرا یا ہے
 حتیٰ کہ ان کے گروہ پر بھی عذاب و تکفیر کا حکم اس سند میں دفعہ احت کیا تھا
 لکھ دیا ہے۔

کیا خدا کی قدرت ہے کہ انھیں علمائے دلیو بند کے ایک خوشہ چین
نے فقراءٰ مکر احرام پوش کو کافر اور ملعون بنا یا اور اپنی اور اپنے ان سپیوں اول
کی اس مستند تکفیر کو جھپٹایا لیکن من صحیح ضعیف کے مصادق ہوئے۔

اگر پیشہ و مقولہ بہان استعمال کیا جائے تو شاید بے محل نہ ہو گا کم
وہ فروع لے را مسٹی، کیونکہ یہ دلیو بند کے عالم خود ساختہ شریعت کا ڈنکا
بچا رہے ہے۔ اور جن کی ذاتی تحقیق نے عام سملئی نوں کا تو کیا ذکر ہے خاص
ہر عالم رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آله وسلم کی بے مثلی کا قلع و قلع کر دیا تھا
 حتیٰ کہ یہ لوگ کذب جتاب باری ثابت کرنے کا دعوے کر چکے تھے مگر انہی

تام قابلیت خدا کے ایک مقبول بندے کے ہاتھ سے خاک میں مل گئی۔
 چنانچہ مولانا احمد رضا خاں صاحب بریلوی نے اپنے رسالہ المعتدر
 المستند میں نہایت تشریع و تصریح کے ساتھ علمائے دیوبند کے عقائد کی
 زدید کی ہے اور ان کا کفر اور الحاد ثابت کیا ہے اور پھر اس رسالہ کو مفتیان
 حرسین کے ساتھ پیش کیا اور اس کی تقدیریت چار سی جس پر مکہ مظہرہ اور مدینہ
 منورہ کے چونتیس عالموں نے بکمال شرح و بسط دیوبندیوں کی تکفیر کا
 نتیجہ دیکر اپنی مہریں ثبت فرمائیں جن میں سے بعض عالموں کی تحریر کا فلسفہ
 میں یاں صرف اس خیال ہے کہ قتا ہوں کہ اس کا مطالعہ بھی ناظرین کی
 دلپی سے خالی نہیں۔

پہلے مکہ مظہرہ کے مشہور اور نامی مفتی محمد سعید با بصیر شافعی نے یہ لکھا
 ہے کہیرے بھائی اور میرے باڑا احمد رضا خاں نے اپنی کتاب
 المعتدر المستند میں بے دینی کے خلیث سرداروں کا رد کیا ہے پھر قی خدا:
 لکھتے ہیں کہ ان چند فاقہروں کے نام بیان کئے ہیں جو اینی گرامی کے سبب
 قریبی گئے کہ سب کافروں سے کمینہ تر کافروں میں ہوں (کُلْ هُمْ مِنْ أَسْفَلِ
 الْكَافِرِينَ) (حسام الحسن صفحہ ۲۸)

مکہ مظہرہ کے دوسرے عالم مولانا شیخ ابوالخیر مرداد نے پہلے اپنی
 تحریر میں احمد رضا خاں صاحب کے بہت اوصاف لکھے ہیں۔ پھر فرمایا ہے کہ
 وہ دلیلیں جو رسالہ المعتدر المستند میں ظاہر کی ہیں جن سے اہل کفر اور الحاد
 کی جو گھرد़ دالی ہے اور جوان اقوال کا معتقد ہو وہ کافر ہے اور دوسرنکو

گمراہ کرتا ہے۔ **مِنَ الظَّالِمِينَ الظُّلَمَانَ**۔ (حاصم الحرمین صفحہ ۳۲۲)
 علامہ شیخ صالح کمال تحریر فرماتے ہیں کہ جن کا ذکر کیا گیا ہے وہ
 کافروں دن سے باہر ہیں۔ **أَوْ لِئَلَّقَ هُمُّ الْخَايِرُونَ - أَوْ لِئَلَّقَ**
هُمُّ الظَّالِمُونَ - أَوْ لِئَلَّقَ هُمُّ الظَّالِمُونَ - أَوْ لِئَلَّقَ هُمُّ
الْكَافِرُونَ - أَلَا هُمْ بِإِيمَانِ الشَّدِيدِ يَدُلُّونَ وَاجْتَنَبُونَ
وَمَنْ حَدَّثَ أَقْوَى الْمُفْدُودَ مَا يُلْعِنُ شَيْءًا يَدِ رَطْبَوْيَدِ (حاصم الحرمین

صفحہ ۳۶)

مولانا شیخ علی بن صدیق کمال اس گروہ کی نسبت فرماتے ہیں۔
 كَوْنُمَا أَخْلَقْتُمْهُمُ الْمُلَادَ وَمَمْلَأْتُمْهُمُ بِيَوْمِ الْحِيَاةِ
 كَوْنُمَا كَفَرْتُمْهُمْ كَمَا أَهْلَكْتُمْ مُؤْمِنَوْنَ وَعَادَ وَاجْعَلْتُمْهُمْ
 بَلَاقِعَ وَلَا شَكَّ فِي كُفُرِهِنْ كَمَا عَاهَدْتُمْ حِلْكَلَابِ الْمُتَّارِسِ
 وَحِزْبِ الشَّيْطَانِ۔ (حاصم الحرمین صفحہ ۳۸)

کلمہ مغلظتی کے ممتاز عالم مولانا سید اسماعیل ابن سید خلیل تحریر فرماتے
 ہیں کہ جن کا ذکرہ سوال میں دات قریبے یعنی نلام احمد رشید احمد اور جو
 ان کے پردوہوں جیسے خلیل احمد رشیدی اور اشرف علی وغیرہ۔ کاششہ
 فی كُفُرِ هُمْ بِلَأَشْبَهَةِ فَيَمْنَعُونَ شَكَّ بِلَفْتَنَ تَقْفَعَ
 فِي كُفُرِ هُمْ بِمَحَالٍ مِنَ الْأَحْقَوْنَ۔ یعنی ان کے کفر میں نہ شہرہ ہے
 نہ شک کی مجال بلکہ جو ان کے کفر میں شک کرے یا کافر کرنے میں تو قف کرے
 اس کے کفر میں بھی نہ شہرہ نہیں۔ (حاصم الحرمین صفحہ ۳۲)

مولانا شیخ عابد مفتی مالکی بن حسین تحریر فرماتے ہیں کہ احمد رضا خاں کے اس رسالہ کو میں نے دیکھا جس میں ان انسام گرا ہی کا حال کھول رجو اہل فساد سے صادر ہوئیں اور وہ اہل فساد غلام احمد رشید احمد و آشرف علی وغیرہم کھلے کافر اور گمراہ ہیں۔ **وَخِلَا فُهْمٌ مِّنْ أَهْلِ الضَّلَالِ وَالْكُفْرِ الْجَلِيلِ**
 (حسام الحرمین صفحہ ۲۰)

مولانا علی بن حسین مالکی کی حمد و نوت کے بعد تحریر فرماتے ہیں کہ احمد رضا خاں کے وہ اور اسی میں نے دیکھے جن میں ان گمراہوں نے نام بیان کئے ہیں جو ہند میں نئے پیدا ہوئے ہیں۔ وہ غلام احمد قادریانی اور رشید احمد و آشرف علی و خلیل وغیرہ ہیں جو گمراہ اور کھلے کافر ہیں۔ **وَخِلَا فُهْمٌ مِّنْ أَهْلِ الضَّلَالِ وَالْكُفْرِ الْجَلِيلِ** - (حسام الحرمین صفحہ ۲۲)

علامہ مفتی جمال بن محمد سین کی لکھتے ہیں کہ میں گمراہ کرنیوالوں کے اقوال پر مطلع ہوا جو ہند میں اب پیدا ہوئے ہیں ان کے اقوال ان کے مرتد ہو جانے کے موجب ہیں جس نے ان کو سخت رسوانی کا مستحق کر دیا اور وہ غلام احمد اور رشید احمد اور اشتیری علی اور خلیل احمد وغیرہ ہیں جو کھلے کافر اور گمراہ ہیں (حسام الحرمین صفحہ ۲۰)

مولانا عثمان بن عبدالسلام داغستانی سابق مفتی طینہرہ مفتودہ اپنے نتوے کے آخر میں تحریر فرماتے ہیں کہ شان الوہیت اور رسالت کا گھٹانیوالا قاسم ناز توی اور رشید احمد گنگوہی اور خلیل احمد انہسوی اور اشرف علی حقانوی اور جرانکا پیر وہو ان پر دبائی اور خرابی حاصل لازم ہو چکی ہے۔

حسام الحرمین صفحہ ۱۰۲)۔

مولانا عمر بن محمدان گروہ کی مدینی اپنے فتوے میں لکھتے ہیں کہ احمد بن فناہ
کا رسالہ المعتمد المستند دیکھا۔ جن لوگوں کا ذکر ہے اُن کے درمیں اُسے
کافی پایا پھر اگے فرماتے ہیں کہ المَلَكَ كَيْفَ يُنَزِّلُ فَلَادَ شَكَ فِي كُفَّارٍ هُنَّ
وَذَجُونَ بِقَتْلِهِمْ عَلَى تَكْلِيمٍ مَنْ يَمْكِتُهُ لِيُنْزِلَ كَافِرٌ مِّنْ أُولَئِكَ
ہو تو ان کو قتل کرو۔ (حسام الحرمین صفحہ ۱۱۸)

مولانا شیخ احمد مکی مدرس مدرسہ احمدیہ کا یہ فتویٰ دیکھ کر اور زیادہ
حیثیت رہوئی ہے کہ آپ کا مولانا حاجی امداد الدین صاحب مجاہر کے خلافے رشیدیں
شمار ہیں مگر اس پایان نظری نے رسالہ المعتمد المستند دیکھ کر اپنے سر ہیں ایسوں کے حق
میں وہی لکھا ہوا جو ایک عادل اور منصف عالم کے شایان تھا۔ آپ لکھتے ہیں کہ
وہ گروہ جو نیک لوگوں کی وضیع میں ظاہر ہوتا ہے اور خلق اسرار کو گراہ کرتے ہیں
اور خساں و غلطی کے سبب ہوتے ہیں تو عارف بالقدیم امام نژاد اور حکمة اللہ نے غرطاً یا
ہے کہ اسیوں میں سے ایک کا قتل ہزار کافروں کے قتل سے فضل ہے۔

(حسام الحرمین صفحہ ۹۵)

عَلَى إِنْذَا چُونَتِيسْ عَالَمُونَ نَعْسَى گُرُودَ كَيْ تَكَهِرَ كَا فَتْوَى دِيَاصَے جَبَكَا،
عَالَمَانَدَ بَاسَ اورْ ظاہِرِي شَانَ ثَقاَهَتَ دیکھ کر ایمان دار اور پرہیز کا قسوس
کی تھا مگر افسوس ہماری یہ سجویزی با کھل غلط نہایت ہوئی۔ اور قطبی طور پر یاد کی
ہو گئی لہبہاری طرع اب دنیا میں کوئی مسلمان نہیں ہے۔
اسی طرعِ غفتی عزیز الرحمن صاحبے جب احرام پوش فرقہ کو دیکھا ہو گا

وشا جہا اپ کو شہرہ ہدا ہو گا گہہ ہا ایمان لوگ ہیں اور یہ اندیشہ گذرا ہو گا کہ ہماری تکفیر پر کمیں یہ لوگ خنده زنی نہ کریں۔ اس لئے فودا اپنے بیسیزادوں کی بنا پر اس فرقہ کو بھی احاطہ تکفیر میں داخل کر لیا۔ میر مفتی صاحب کی یہ کامیابی چند وجوہ سے قابل تعریف نہیں ہوئی۔

(اول) یہ فرقہ اذلی مردود اور اقہامی کافر ہے کیونکہ یہ فرقہ انہیں کافروں کا معتقد اور حلقوہ بگوش ہے جن کو آپ کے مراث اعلیٰ تکفیر کا خطاب دیا گئے ہیں اور وہ مَنْ شَكَ فِي كُفَّارٍ وَمَنْ هُوَ مِثْلُهُ فَهُوَ كَا فِرَّارٍ کا لکھیے ایسا قائم کر گئے ہیں کہ اس فرقہ پر کیا موقوت ہے تمام عالم میں کوئی مسلمان آپکو نہ ملے گا بس ایسے اقبالی اور صریح کافر کے واسطے یہ اہتمام اور کوشش بیکار رکھتی۔

(دویم) اس حرام پوش فرقہ کو مفتی صاحب نے تکفیر کا خطاب بھی دیا تو ہمت مسموی اور ادنیٰ درجہ کے کفر میں شرک کیا ہے اس کو مستحق قتل تجویز کیا ہے اس کے واسطے ہذا آخرت کی تشریع فرمائی۔ حالات نہ خود مفتی صاحب حب ایسے اعلیٰ سیاہ کے کفر میں گرفتار ہیں جس کا ذکر ۱۵۲ صفحہ کی کتاب حسام المحریں میں درج ہے اور خود مفتی صاحب کے خواجہ تاشیخ مولانا شیخ احمد کی امدادی نے اپنے لستم سے لکھ دیا ہے کہ اس گروہ کے ایک شخص کا قتل ہزار کافروں سے نفضل ہے۔

(سوم) جب مفتی صاحب کا پفتومی حرام پوش فرقہ نے دیکھا ہو گا تو بجاۓ نجاح اور مسوس کے لئینی اس کو خوشی اور مسرت ہوئی ہوگی۔

اس لئے کہ بزرگان دن کی سنت ادا ہوئی اور دری خطاں نصیب ہوا جو اسکے
ہادیان ملت اور پیران طریقت نے اپنے معاصرین سے پایا تھا اس ایسے
گروہ کو تکفیر کا پروانہ دنیا لا حمل تھا۔

(چہارم) باوجود داں جدو جبد کے مفتی صاحب کو کامیابی بھی نہیں
ہوئی کیونکہ آپ نے فتوے میں ایسا جزیہ قائم کیا ہے جس میں ہمارا اختلاف
ہے اور فقہ کے ایسے احتلافی مسئلے سے سلمان کو کافر بنا نامفتی صاحب
ہی کام ملتا۔ بُری عقل و داشش بیا یو گریست ॥

لہذا مفتی عزیز الحمد صاحب کے اس فتوے کو سارے حرف، حرف
نقل کرتا ہوئی حالانکہ منا ظراہ کی حیثیت سے نہ زیادہ تنقیح کروں گا اور نہ
اس کی تردید کی جگہ کو شمشن ہے صرف ناظرین کو اس قدر دکھادیں
متطور ہے کہ مفتی صاحب نے سلمان کو کافر بنا نے میں ہت عجلت فرمائی
اور بغیر نکھلے بوجھے غض اپنے دہم دخیال پہنڑا دن سلامانوں کو بے قصور
تکفیر کی کند پھری سے ذمک کر دیا۔ اور مفتی صاحب کی قائم کردہ اس تکفیر کا
سلسلہ وہاں جائز ختم ہوتا ہے جس کے خیال سے روئیں کھڑے ہوتے ہیں۔

چنانچہ رسالہ الرشید مطبوعہ مطبع قاسمی واقع دیوبند بابت رجب
سلسلہ، تحری کے صفحہ، میں یہ سوال درج ہے کہ - ما فو گکم آیہا
الْعَلَمَاتُ الْكَرَامٰ۔ ایک احرام پوش فرقہ اپنے پرکی تصویر کو سند پر
اس صورت سے سجاتا ہے کہ گویا صاحب تصویر بحالت زندگی آرام کر رہے
ہیں پھر اس کے سلسلے سجدہ کرنے میں یا قد مبوص ہوتے ہیں۔ یہ لوگ

تارک صلوٰۃ ہیں اور تغیر توہہ کرائے طوائفوں کو مرید کرتے ہیں اور ان کی ناجائز آمدی سے اپنی ہر قسم کی ضرورت پوری کرتے ہیں۔ ان کا تمام وقت ہوں گے کے بیان گذرتا ہے۔ یا یہ لوگ دائرۂ اسلام میں داخل ہیں اور کیا اُنکے ساتھ مسلمانوں کی طرح رسم ملت و استخارہ کھنار دست ہے۔

مفتی صاحب نے عبارت مذکورہ کو بطور سوال کے لکھا اور جواب لکھنے کیلئے جب ارادہ کیا تو اور الزامات کو چھوڑ کر صرف دو باتوں کا جواب دیا ہے جو درج ذیل ہے۔

”الجواب۔ حدیث شریف میں ہے۔“

لَقَنَ اللَّهُ الْيَمِنُ دُرَّ النَّصَارَى إِلَخْدُوا قُبُونَ رَأَنْبَيَا لَهُمْ
مساحدَة - دُرَّ مختار - لَوْكَذَا أَمَا يَقُولُونَ لَهُ مِنْ تَقْبِيلٍ
الْأَرْضِ بَيْنَ يَدَيِ الْعُلَمَاءِ الْعَظَامِ تَحْمِلُهُ امْرُ الْفَاعِلِ وَالرَّضِيِّ
بِهِ اثْمَانٌ لَا تَنْهَى يُشَبِّهُ عِبَادَةُ الْوَثْنِ وَهُلْ يُكَفَّرُ أَنْ عَلَى وَجْهِ
الْعِبَادَةِ وَالتَّعْظِيمِ كُفْرٌ وَإِنْ عَلَى وَجْهِ التَّحْقِيقِ لَا وَصَارِيَّ اثْمَانًا
مُرْتَكِبُ الْكَبِيرَةِ - وَفِي الشَّامِيِّ قَالَ الرَّبِيعِيُّ وَذَكَرَ الصَّدَرُ
الشَّهِيدُ أَنَّهُ لَا يَكْفُرُ بِوَهْدَ السُّجُودِ لَا نَهَى يَرِيدُ بِهِ الْحِمَةُ
وَقَالَ شَمْسُ الْأَنْمَةُ أَنَّ كَانَ لِتَبَيِّنِ اللَّهِ تَعَالَى عَلَى وَجْهِ التَّعْظِيمِ
كَفَرَ وَقَالَ الْقِيمِسْتَانِيُّ وَفِي الظَّهِيرَيَّةِ يَكْفُرُ بِالسُّجُودِ تَحْمِلُ
مَطْلَقًا وَفِي اسْرَاهِدِيِّ الْإِيمَاعِ فِي الْسُّلَامِ إِلَى قَيْبَ الْمَوْعِدِ
وَالسُّجُودِ - ظَاهِرٌ ہے کہ یہ خلاف علماء و مصلحاء کے ساتھ تقبیل ارض

و بغیرہ میں ہے اور سجدہ تعلیمی کو مطلقاً سب علماً کفر فرماتے ہیں کہ یہ سجدہ خاص
بازی تعالیٰ شانہ کی ذات کے ساتھ مخصوص ہے۔ اور نصاودیر کے ساتھ یہ معاملہ
کرنا اپنے بیساکہ تبور کے ساتھ اور اس پر لعنت وارد ہے پس وہ لوگ
جو نصاودیر کے ساتھ یہ معاملہ کرنے ہیں ملعون اور مردود ہیں اور ان کے
کفر میں اور مرکب فعل شرک و کفر ہونے میں کچھ تردید معلوم نہیں ہوتا۔ اور
ہر حال ان کے ساتھ ارتباً و احتلاط و محبت و داد قطعاً حرام و ناجائز ہے۔
سفتی صاعب نے فقہا کے اقوال کا حوار دیکر بغیر کسی تردید کے تکفیر
کا حکم توجیہ یا۔ اور بظاہر فقہا کے اقوال مذکورہ سے سفتی صاحب نے
استدلال فرمایا ہے مگر بخوبی اغور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ عربی
کی عبارت قرض ناسخی اور عوام کے خیالات منتشر کرنے کے واسطے
لکھی ہے اسی وجہ سے اس کا انقلابی ترجمہ بھی نہیں کیا گیا اور نہ سب قلعی گھل
ہاتی کیونکہ اس لمبی چوری عبارت کا زیادہ حصہ سفتی صاحب کے دعوے
کے خلاف ہے چنانچہ ایک جملہ کا مطلب یہ ہے کہ سجدہ تحریت کبیرہ ہے
اور زیلی اور صدر الشہید نے صاف صاف نظفوں میں کہدا یا ہے کہ سجدہ
تحریت کفر نہیں ہے مگر سفتی صاحب نے نہایت صفائی کے ساتھ اس
پوری عبارت کا مطلب یا فلکا صہی یہ بیان کر دیا کہ سجدہ تعلیمی کو مطلقاً
سب علماً کفر فرماتے ہیں حالانکہ یہ صریح غلط ہے نہ فقہا کے اقوال مذکورہ
کا یہ ترجمہ ہے اور نہ سجدہ تحریت کو سب علماً کفر کھلتے ہیں۔
قبل اس کے کہ سفتی صاحب کے اس فتویٰ سے کمی نسبت کمہ

اور کہا جائے اس کا علم بھی ناظرین لو ہو جانا ضروری ہے کہ رسالہ آرشیدیں
جب یہ فتویٰ دیکھا لیا اور اس کے بعض الفاظ کی تصریح منتظر ہوئی تو
مفتش عزیز الرحمن صاحب سے بذریعہ تحریر یا استفسار کیا کہ فرقہ احمد
پرش» سے آپ کی مراد اور آپ کا اشارہ کس گروہ کی جانب ہے۔ اور
سائل کون ہے۔ جب مفتی صاحب نے اس کا کوئی جواب نہیں دیا تو
مختلف مقامات سے مفتی صاحب اور مولوی اشرف علی صاحب سرپرست
الرسیدزادہ حبیب الرحمن صاحب اڈیٹر رسالہ مذکور کے نام اسی مضمون
کے خطوط پیچے گئے لیکن اول الذکر دو صاحبوں نے تو ہنوز کوئی جواب
نہیں دیا۔ مگر آخر میں اڈیٹر صاحب کا ایک خط آیا جس کا مضمون یہ ہے
مدد رسیں آجکل تقطیل ہے۔ مفتی صاحب سے دریافت ہونے
کے بعد اطلاع دیجا سکتی ہے کہ سائل کون ہے۔ جہاں تک تھے معلوم
ہے مفتی صاحب نے عامہ سوال کا جواب دیا۔ ان کی مراد کسی خاص گروہ
یا جماعت سے نہیں ہے۔

لہلہ اڈیٹر صاحب جب ہمارے فاضل مفتی صاحب کی مراد کسی خاص
جماعت یا گروہ سے نہیں ہے تو مفتی صاحب کا یہ فتویٰ خلق اللہ کو کیا فائدہ
پوچھائے گا اور مفتی صاحب کے ہم خیال یا ایسے عوام الناس جو صرف
مفتش صاحب کے قدم پہنچنے کو اپنا فخر اور اپنی بمحاجات کا باعث بھجتے
ہیں وہ بیکارے سبب ہمایت مفتی صاحب کس فرقے کو کافراً ملعون
خیال کریں اور کس گروہ سے ارتباط و احتلال و محبت و وداد کو حرام

و ناجائز بھیں۔

مفتی صاحب کی یہ چیستان جیلہ خود مفتی صاحب کے مقلدین کیوں اس سطح
مفرد نہیں ہے تو یادتہ المسلمين اس فتنے سے کسی طرح کا افاضہ حاصل
کریں یہ تو محل معلوم ہوتا ہے کیونکہ اس پہلی کا بوجہنا یا اس کو دوسرے
لفظوں میں یوں کہا جائے کہ مفتی صاحب کے پیشے کے اندر دل اور دل سے
اندر جو خیال پوشیدہ ہے اُس کو دریافت کرنا اول تو انسان نہیں۔ اور
اگر تاویلات ہے کوئی رائے قائم بھی کروں تو حض اپنے وہم و خیال پر ایک
مسلمان کو بھی کافر کرنا منور ہے چہ جا نیکیہ مسلمانوں کے لذیث العداد اور
کو کافر اور بیرونِ کندیا خدا اپنے ایمان کو خرابی میں ڈالنا ہے۔

جیکہ مفتی صاحب نے اشاعت احکام دین میں یہ انتیا طفر مانی کہ
برایت بھی کی تو ایسے اشاروں میں جو تشریع کے محاذ ہیں اور جس کے
صل مفہوم کو راز سرستہ کی طرح اپنے دل میں پوشیدہ رکھا۔ اور علی اللہ کو
صاف صاف لفظوں میں اس بھید سے آگاہ رہ دیا کہ وہ کون فرقہ ہے جو
حریم کا فریہ ہے اور کس گروہ کی محبت حرما م اور ناجائز ہے تو اب فقرکے
کسی خاص گروہ کو اس کی ضرورت نہیں رہی کہ وہ دفع ایزام کے لیے
کو شش کرے۔ میں اعلیٰ اور بے بنیاد انعام کی نسبت جہاں تک
مجکو علم ہے باہم بلند یہ کہہ سکتا ہوں کہ آج دنیا کے لسمی گوشہ میں کوئی
فرقة مسلمان فرقا کا ایسا نہیں معلوم ہوتا ہے جس کا ہر فرد اکتو لا اس
حنوان سے تصویر پرستی اول تصویر کو میغور سمجھ راس کے آگے سجدہ کرتا ہو

جیسا سوال اسے اپنے سوال میں لکھا ہے اور فرقہ کے اقوال سے جس کی تحریک
ثابت فرمائی ہے مفتی صاحب کی یہ صریح غلطی ہے کہ فرقہ کے ایک گروہ
کی نسبت ایسا لاطائل خیال کیا۔ اور بے شک مسلمانوں کو کافر بنا دیا۔
حالانکہ زامن علما و متفقین نے مسلمان کی تکفیر میں کمال احتیاط فرمائی ہے
مفتی صاحب کے ایک حرام پوش فرقے کی نسبت اپنے سوال میں تو
اور اور الزام بھی لکھے ہیں مگر جواب میں صرف دو بالوں پر التفاہ کیا ہے
اور یہی دو قصور پا عث لحن اور سبب تکفیر بھرا ہے ہیں۔ اول تصویر کا سچانہ
دوم اس کے آگے سجدہ کرنا یا قدوس ہونا۔ لہذا اول تو یہ سوال بھی غلط
اور خلاف واقعہ ہے دوم یہ کہ بغیر کسی ثبوت اور شہادت کے مفتی صاحب
نے مسلمان کی تکفیر کا حکم دیا جو اصول شریعت کے صریح خلاف ہے۔

قطع نظر اس کے اگر فرض کر لیا جائے کہ ایک گروہ اپنے پرکار تصویر
رکھتا ہے تو بھی مفتی صاحب کا دعویٰ ہے دلیل اور بے معنی ہے سینکڑہ
تصویر کا سچانا جو سوال میں لکھا ہے یعنی تصویر کا خش نامی کے ساتھ
اپنے گھر میں رکھنا اس کے جواز در عدم جوانہ میں گفتگو تو اس حالت میں کی
جانی کہ مفتی صاحب اپنے اس قول پر قائم رہتے لیکن غصب یہ ہے کہ
جواب لکھنے کے لئے جب قلم ۱ ہٹایا تو تصویر کا سچانا جو عاصمہ ردو کا
جملہ اور عام محاورہ ہے اس کے معنی تصویر کی عبادت پر مسترش کرنا آپ نے
افتیار فرمائی اور وہی حدیث ۔ لَعَنَ اللَّهِ الَّذِي يُمْرُدُ وَالَّذِي مَدَّرَ
إِنْجِدُ وَالْقُبُرَ آتَنَا بِأَيْمَنِهِ مَسَاجِدَ ۔ یعنی تصویر کو خوشنماں کیسا

رکھنے والے کو مثل یہود و نصاریٰ کے مستحق لعن ثابت کیا جو مالک خلاف عقل وال صفات ہے۔ تصور کا سمجھانا ہرگز نہ تصور کی پرستش ہے۔ اور نہ اس کو خدا کی لعنت کا سبب کہہ سکتے ہیں معلوم ہوتا ہے کہ مفتی صاحب کے پاس کوئی لغت اُردو کا ہو گا جس میں بھی اب معنی پرستش کرنا لکھے ہوں گے جب تو مسلمانوں کو بے خوف و خطر آپ پر مردود اور ملعون کہ دیا۔

اور اگر وان بھی لیا جائے کہ تصور کا سمجھانا یہود اور نصاریٰ کی قبرستی کے مثل ہے جو عبادت اور کرتے تھے تو بھی یہ حدیث مسلمانوں کو ملعون مردود نہیں کرے گی لیوں کہ یہ حدیث یہود و نصاریٰ کے ہارہ میں ہے نہ کسی مسلمان کے حق میں وارد ہے۔

اور بفرض حال یہ بھی قبول کر لیا جائے کہ جو حدیث یہود و نصاریٰ کے ہارہ میں وارد ہو ہی حدیث مسلمان کے حق میں بھی دلیل ہو سکتی ہے تو اصولاً یہ کہا جائے گا کہ یہ حدیث خبر و احمد ہے نہ متواتر۔ اور خبر و احمد سے کسی مسلمان کی تکفیر جائز نہیں۔

مگر شاید مفتی صاحب کا مطلب اس تمہید سے یہ ہے کہ شق ثانی یعنی تصور کے آگے سجدہ کرنا یا قد مبوس ہونا بھی ملایا جائے۔ ورنہ بغیر اس کے صرف تصور سجانا نہ پرستش کرنا کہا جا سکتا ہے اور نہ یہود و نصاریٰ کی طرح مسلمانوں کا بہت بڑا تر وہ محض اس تصور برملعون ہو سکتا ہے۔

چھر اس کی نسبت میں یہی عرض کروز تھا کہ فقروں کا کوئی گروہ اپنے پیر کی تصور کو جسم خدا یا معبود حییتی جان کرنہ سجدہ کرتا ہے نہ قد مبوس

ہوتا ہے۔ ہال طبقہ حضرات صوفیہ کرام میں پر کی قدیمبوسی کا ضرور جواب
ہے لیکن یہ قدیمبوسی تعظیماً ہوئی ہے نہ عبادتی۔ اور ما سوا ہے حضرت
صوفیہ اکثر نعمتی اسلام اور محمد تھیں عظام نے بھی اس تسلیم کے جواز
کو قبول کیا ہے۔

چنانچہ حضرت مخدوم سید اشرفت جمالگل علیہ الرحمۃ لطائف اشرفی
میں جوازِ سجدہ تحریت کی بحث جب اقوال صوفیہ کرام کے حالت سے
کہ عکس کو پھر آپ نے شرعی اصول سے بھی اس کا جواز ثابت کیا اور فتح کی
مستند کتاب ملقط سے استدلال فرمایا کہ جواز ایں متعین را بعضی صحاب
روایت شرعی اور وہ ایند۔ فی الملمقاط - وَيُقَالُ مَا كَانَ سَجْدَةً لَهَا
طَرْفٌ فَإِنْ طَرَفُ التَّحْتَةِ وَطَرَفُ الْعِيَادَةِ فَالْتَّحْتَةُ كَانَتْ
لِلْأَدَمَ وَالْعِيَادَةُ تِبْيَانٌ لِلَّهِ تَعَالَى مَعْنَى ملقط میں ہے کہ سجدہ کی
دو قسمیں ہیں۔ تحریتی و عبادتی۔ اس سجدہ تحریت انسان کے واسطے ہے
اور سجدہ عبادت اللہ جل جلالہ کے واسطے ہے۔

اس کے بعد حضرت مخدوم نے اسی کتاب ملقط سے حضرت ابن
عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ قول نقل فرمایا ہے کہ ॥ قَالَ إِبْرَاهِيمَ
سَبَخَدَ تَحْتَةَ التَّحْتَةِ بِمَنْزِلَةِ السَّلَامِ كَلَّا بَاسَ وَضُعُّ الْخَدَّةِ بَيْنَ
يَدَيِ الشَّيْوُخِ ॥ عبد اللہ بن عباس نے فرمایا کہ سجدہ تحریت بتر کے
سلام کے ہے اور بزرگوں کی قدیمبوسی کرنے میں مصلحت نہیں۔

حضرت مخدوم علیہ الرحمۃ نے جوازِ سجدہ تحریت شرعی اصول سے

بھر نا بات کر دیا۔ مگر شاید علامہ امانتی نقیہ کے مقلدین یہ فرمائیں ملقط
نقیہ کی سنت کتاب تو خود رہے اور ابن عباس رض کا یہ قول بھی اسوجہ
سے صحیح معلوم ہوتا رہے کہ ملقط میں ہے۔ لیکن ہمدری ہے کہ ایک
صوفی کی کتاب سے نقل کیا ہے اس لئے قبول کرنے میں کراہیت معلوم
ہوتی ہے اس کا علاج بھراں کے اور کیا پوسٹ کرے کہ نقیہ کا مسئلہ
کسی خدا رسیدہ صولیٰ کی کتاب سے نقل بھی نہ ہو بلکہ ان کتابوں سے نقل
کریں جن کے مولفین کو تصور کی ہوا بھی نہ لگی ہو۔

امداداب یہ عرض کروں گا کہ جو از سجدہ تحریت کا ثبوت فقهہ کی
ستند کتاب میں بھی موجود ہے کہ تاذ استحب دلائل نسان سجودۃ
تحریۃ لا یکفر و کذا افی السراجیۃ۔ یعنی سراجیہ میں ہے کہ انسان
کے لئے سجدہ تحریت کفر نہیں ہے۔

علی ہذا فتاویٰ عالمگیری میں ہے کہ ”قال الامام ابو منصور
رحمہ اللہ تعالیٰ اذ اقبل احمد بن حیا بیان یہ دعی الا من ضی او آخوندہ لہ
او طاھار امسأله لا یکفر و کانہ یحرید لغظیم لہ لا عبادتہ۔
امام ابو منصور علیہ الرحمہ نے کہا کہ جھکنا اور زین بوسی کرنا اور سرگردانا کفر
نہیں ہوتا۔ اگر ارادہ تعطیلیاً ہو نہ عبادت۔“

اور فتاویٰ قاضی خان و صفیر خاں و حصیر خاں و کافی میں ہے کہ
قال الصدوق الشیعی مدح من سجود لغایر اللہ و میحیی مدحه الحقیۃ
دریں العبادۃ لا یکفر۔“ یعنی علامہ صدر الشیعی نے کہا کہ سجدہ مساوا

اندر اگر تحریت کی نظر سے ہو اور عہادت کے ارادہ سے نہ ہو تو لکھنے میں ہوتا۔
یہ چند اقوال فتاویٰ عظام کے بھی جواز سجدہ تحریت میں تباہ لاقل
کئے اور مشل ان کے متعدد فتاویٰ مجتہدین کی کتب فقہ میں منقول ہیں
جن کے اعادے کی بیان گنجائش نہیں جن کا انہما کتب فقہ کے مطابع
سے بخوبی ہو سکتا ہے۔

لیکن فاضل مفتی صاحب کا یہ دوسرادعویٰ کہ قریب رکوع بھی
جھکنا داخل سجدہ ہے اور سجدہ مطلقاً لکھرے ہے جس کا استدلال زادی
سے کیا ہے اسکی بھی تصریح ناظرین کی دلپسی سے خالی نہ ہو گی اور قریب
رکوع جھکنا تو کوئی ہات نہیں ہے بلکہ انشا اللہ تازیں جھکنا جو سجدہ کامشاہر تر
ہے۔ بزرگان دین اور سلف صالحین کے صرف اقوال ہی سے نہیں ثابت
کر دی گا۔ بلکہ یہ دکھاؤں گا کہ وہ پاک ہستیاں جن کا نام نامی طبقہ اسلام میں
سرمایہ نماز سمجھا جاتا ہے اور جن کو عالم اسلام اپنا رہنمایا جاتا ہے۔ انھوں
نے جوش محبت میں اس قدر سرحد بلکا یا جس کو قریب السجدہ کہا جائے۔ تو بیجا
نہ ہو گا لیکن مناسب تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ ابھی شق اول کی تردید یہ حبط ع
اصول شرع کے مطابق کی گئی ہے اسی طرح شق ثانی کی بھی تنقید اصول ا
ہی کی جائے۔ تاکہ مسلسلہ کے لحاظ سے زیادہ موزوں ہو اور اس کے بعد
مقدس اور ابرار بزرگوں کے اقوال اور افعال کا حوالہ دوں جن کا تازیہ
جھکنا کتب مجتہدوں سے ثابت ہے۔

چنانچہ ہمارے اس دعوے کی تائید میں گو علماء کے گرام کے اقوال

ستعد موجود ہیں لیکن ان کو عمداً بصراحت نقل نہیں کرتا ہوں اور یہ نظر اختصار
ہدایت مستند عالم کا ایک ایسا فتوی جس کو ناظرین بھی سپند کریں اور اس
دعویٰ کی تائید کیلئے کافی سمجھیں فاضل مفتی صاحب کے ساتھ پیش
کرتا ہوں۔ وہو ہذا۔

لعبد الله بن احمد بن حنبل سالتُ آتی عن الرَّجُلِ
يَمْسُ مُهْبِرَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ تَبَرَّأَ
ذِنْسِهِ وَتَقْبِيلَهُ وَيَفْعَلُ بِالْقَبْرِ مِثْلَ ذَلِكَ سَجَاءَ ثُوابَ
اللَّهِ تَعَالَى - فَقَالَ لَهُ أَبَا سَعْدٍ يَهُ - كَذَلِكَ الْكِتَابُ الْعَلِلُ وَالسُّؤَالُ -
یعنی کتاب العلل والسؤالات میں ہے کہ امام عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ ہیں کہ
میں نے اپنے باپ امام احمد بن حنبل علیہ الرحمۃ سے پوچھا کہ الگ کوئی شخص
بنی الکریم علی اللہ علیہ وسلم کے مہرب کو تبرکات مس کرے اور بوسہ دے اور
تواب الکریم کی امید پر ایسا ہی قبر مطہر کے ساتھ کرے تو فرمایا (امام احمد بن
حنبل نے) کہ اس میں کچھ مضاائقہ نہیں ہے۔

حضرت امام احمد بن حنبل علیہ الرحمۃ کو طبقہ فرقہ مانگے میں امام
اکمل ہونے کا مرتبہ حاصل ہے اور تحقیق و تدقیق میں مؤلف زاہدی سے
برتر اور افضل سمجھ جاتے ہیں اُنھوں نے اپنے اس بیٹے سے جو خرد عالم اور فقیہ
اور امام تبحیثاً جاتا ہے جو اب ایہ فرمایا کہ قبر کے بوسہ دینے میں مضاائقہ نہیں
اور یہ ظاہر ہے کہ بوسہ دینے میں رکوع سے بہت زیادہ بھجننا لازمی ہے اور
اس بھجنے کی نسبت امام موصوف لے صاف لفظوں میں اجازت دی اور

شر مایا کہ "کا باس بہ تو فاضل مفتی صاحب کا یہ استدلال کے الیماء
فی الاسلام ای قریب الرکوع والمسیح عقلانقلاباً باطل ہے۔
لیکن مفتی عزیز الرحمن صاحب نے اس تعظیم کے عدم جواز میں جو عین
فقہا کے اقوال شامی اور درختار سے نقل کئے ہیں اور ان سے یہ
استدلال فرمایا ہے کہ تقبیل ارض خداہ بہ نظر تعظیم ہو یا بخیال تحقیت انفر
ہے تو مفتی صاحب کا یہ دعویٰ صریح منافی اصول شریعت اور فقہائے
عقلام کے اجتہاد کے خلاف ہے مگر اس زبردستی کا لکھا علاج ہے کہ
مفتی صاحب نے ایک احرام پوش فرقے کی نسبت یہ خیال کر لیا کہ اپنے پیر
کی تصویر کو چھمنے کے لئے لجھکتا ہے اور ممول جھجکنا بھی آپ کی تحقیق میں
داخل گھر ہو چکا ہے۔ اسلئے اپنے یہ نادری حکم صادر فرمایا کہ اس کے
مرتکب افعال شرک و کفر ہونے میں کوئی تردید نہیں۔

فاضل مفتی صاحب کی تحریر سے معلوم ہے ہوتا ہے کہ آپ کی
دلی یہ خواہش تھی کہ کسی طرح تقبیل ارض کو ملتفت اکفرا اور اس سے
مرتکب کو کافر بنانا چاہیئے۔ چنانچہ اہتمام یہ فخر مایا کہ محض اپنے قیاس
پر فقراء احرام پوش کے تثیر التعداد اور وہ کو اس ایڈام کے واسطے تحوزہ
کیا اور نہایت کشادہ پیشانی سے چند فقہاء کے اقوال کا حوالہ دیا لبکہ
جوش بخیریں درختار کی آٹھ دس سطہ ریں بھی لکھ دیں اور اپنایہ کارنامہ
رسالہ الہ شید میں بھی شائع کر دیا تاکہ عوام الناس دیکھیں اور تحسین
دا فریض کا ہدیہ پیش کریں۔ اور یہ ایں کاراز تو آید و مردان چپیں کنندہ۔

کا غلطہ بلند ہوا رہ دیو بند کے عوام حلقة نگوش کمیں کم فتنی صاحب کا
یہ ارشاد سر سے پاتک بالکل صحیح ہے کیونکہ فتویے کا سر نامہ اسی
صورت کے حروف سے مزین ہے جو قرآن شریف کے حروف کی شکل
ہوتی ہے۔ بیشک مفتی صاحب کی کوشش اور دماغ سوزی کا نتیجہ
ہے کہ بہت درت کے بعد صوفیوں سے جہنم کا پیٹ بھرا گیا۔

قریب بران مفتی صاحب نے سر نامہ کی عربی عبارت کا ترجمہ بھی خود کی
فرمادیا کہ "مسجدہ تعظیمی کو مطلقاً سب علماء کفر فرماتے ہیں" اب ظریف
غور فرمائیں کہ پورے سر نامہ کا غلطہ یہ ہے جو پاسخ لفظوں میں ادا
ہو گیا اور اُردو کا یہ ترجمہ دیکھنے کے بعد وہ بے پرواہ ہے یا کم علم جو
مفتی صاحب کے مقلد ہیں بجز حدائقتِ حَمَّةَ ثُتَّتَ کے اور کیا ہے اسکے
ہیں۔ ان بیچاروں کو کیا معلوم کہ عربی کی اس مطلول عبارت کا ہو رہا
مفہوم یہ نہیں ہے کہ "مسجدہ تعظیمی کو مطلقاً سب علماء کفر فرماتے ہیں"
جب کوئی سمجھائے تب ان کو اس کی خبر ہو سکتی ہے کہ اس عربی عبارت
میں کافی اختلاف ہے کہ ایک فقیرہ کا قول ہے کہ سجدہ تحریت کبیر ہے
اور زیعی وغیرہ فرماتے ہیں کہ سجدہ تحریت نظر نہیں ہے۔

کیا تما خاص ہے کہ ایمان تو اپنے بندوں کو خدا مرحت فرمائے
مگر مفتی صاحب کا دل جب چاہتا ہے تو زبردستی اس کو چھین لیتے ہیں
اویحیت اور جہنم کو بنایا تو خذانے ہے مگر اسپر قبضہ مفتی صاحب کا ہے
کیونکہ ہمارے صاف صالحین کے دامنے بھی انھیں کے بزرگ تمدینہ

پروانہ لکھ کئے اور آن بھی انھیں کے لاکن فرزندِ حرم کو دار و غیرِ جہنم
کے حوالے کرتے ہیں بیساکھاں الفعل مفتی عزیز الرحمن نے ایک فرقے
کے جملہ افراد کو نقدِ گفتہ فرمائکر ملعون اور مردود بنادیا۔

افسوس کہ دنیا میں جس قدر ضرورت کی چیزوں میں قریب قریب سب کی
قدر و تیت روز بروز بڑھتی جاتی ہے الہ اکی مسلمانوں کا ایمان جسکی بہ کبھی
وقت محتی اور نہ آج ہے کہ چھپا پسخ کا کاغذ کا لکڑا اور دو چار قطرے روشنائی
کے صرف کرنے سے ہزاروں کا ایمان غالب ہو جاتا ہے یا اسکو یوں کہئے
کہ پرسوں کی ریاضت اور عبادت اور طرح طرح کی تبلیغیں امتحان کے
بعد کہیں ایماندار ہوئیں کی حیثیت نصیب ہوتی ہے بلکن کسی مفتی نے اگر
انگاہِ گرم سے توجہ کی تو ہزاروں مسلمانوں کا ایمان اور اسلام چشمِ زدن میں
خاک سیاہ ہو جاتا ہے اور وہ بیچارے کفر کی زنجیروں میں گرفتار ہو کر نیکی
بر بادگناہ لازم کے مصداق ہوتے ہیں جس کا نہ کوئی ضمار بدهے نہ قانون
تہ داد ہے نہ فریاد۔ حالانکہ فرقانِ حمید ایسا قطعی اور مکمل قانون موجود
ہے اور احادیث بھوئی جس کو شرح قانون قدرت کہنا چاہیے مفتی صد
کے پاس ہے مگر معلوم نہیں کہ اُن قوانین میں (معاذ دشیر) کیا نقش ہے
کہ جب مفتی صاحب ہمارے اسلام اور ایمان کا بنسپلہ کرتے ہیں تو خدا کے
احکام اور رسول کے فرمان کا توزیر بہت کم آتا ہے مگر ہوتا یہ ہے کہ چند
عالموں کے اقوال اور قیاسات کا حوالہ دیکھ کر مکمل کو اسلام سے بے دخل کر دیا
 جاتا ہے اور یہ فیصلہ ایسا قطعی سمجھا جاتا ہے کہ جس کا اپیل بھی نہیں ہو سکتا۔

چنانچہ مفتی صاحب نے اپنے اس فتویٰ میں بھی اُسی طریقہ سے چند فقہا کے اقوال جو سنداً نقل فرمائے ہیں اور جن کی بہیاد پر مسلمانوں کے کثیر التعداد کرہ پر تکفیر کا فتویٰ دیا ہے وہ چند وجہ سے عقلًا اور لفظًا غلط اور بے بنیاد ہے۔ اول تو عموماً مسلمان کی تکفیر کے واسطے اقوال فقہاء سے اسنڈال کرنا

اوپر صریح کا حراہ نہ دنیا شان علم وفضل سے بعید ہے۔
دوم خصوصاً ابسا اختلاف مسلم مسلمانوں کی تکفیر کسی واسطے ناکافی
اور صواب شریعت کے بالکل خلاف ہے۔

سوم فقہاء کے اقوال زیادہ قیاس پر بہتی ہوتے ہیں اور قیاس شری ممکن ہے کہ غلط بھی ہو کیونکہ فقہاء ہمارے واجب التعظیم اور مبتخر عالم ضرور ہیں لیکن مثل ابیا ایلیم السلام کے معصوم بھی نہیں ہیں اہذا ایک عالم یا چند عالموں کی راستے سے ایک مسلمان کو بھی کافر کرنا عقل کے خلاف ہے چہ جائیکہ آپ مسلمانوں کے بہت بڑے گروہ کو تکفیر کا الہام دیتے ہیں۔

چهارم۔ فقہاء مابین اثرسائل میں اختلاف ہو پس تسمی ایک مسلمان نے اگر کسی فقیہ کے خیال کی تقیدیکی تو دوسرے فقہاء کی رائے سے گو صریح فلافت ہو گی مگر اسوجہ سے فقیہ اول کے مقلد کو کافر بخدر پایا بیدن نہیں کہہ سکتے۔ اگر ایسا ہو سکتا ہے تو تمامی اہل اسلام ملزم ہیں کیونکہ ہر ایک مسلم مختلف فقہاء کا مقلد ہے اس لئے مسلمان کی تکفیر کے واسطے وہ دلیل پیش کرنا جس میں ہموز فقہاء کا اختلاف موجود ہے صریح بے الفضائل ہے چنانچہ مفتی صاحب نے اس فتویٰ میں جو اقوال فقہاء کے نقل کئے ہیں انھیں میں کافی اختلاف ہے۔ اگر

ایک نے سجدہ تجیت کو کفر کہا ہے تو دوسرا نے کہا ہے کہ کفر نہیں ہے تبییر
 لے کہا ہے کہ بیرون ہے مفتی صاحب کی صداقت کا انعام تو اسی سے ہوتا ہے
 کہ عربی میں تو یہ اقوال نقل کئے کہ سجدہ تجیت کفر نہیں ہے یا بکیرہ ہے مگر جب
 اُنہوں میں اس کا خلاصہ فرمایا تو یہ نہ دیا کہ مطلقاً سب علماء کفر فرماتے ہیں ۔
 چنانچہ اب ہم اس کی صریح کرتے ہیں کہ خود مفتی صاحب کے استدلال میں
 سجدہ تجیت کی نسبت ہر ایک فقیہ کی رائے علیحدہ ہے جس کا مسلمان کی تحریر
 کے واسطے ہیں کرنا منافی شان اجتہاد ہے ۔

چنانچہ چلے قول کی عبارت کو زیکر کے نقیبہ نقیبیل ارض کی دوسری
 کی ہے اور کہا ہے کہ جو نقیبیل علی وجہ العبادہ ہو کفر ہے ۔ اور وہیں بوسی اگر
 سخیال تجیت ہو تو بکیرہ ہے ۔ پھر زیکر وغیرہ کا قول یہ ہے کہ سجدہ تجیت کفر
 نہیں ہے ۔ اس کے بعد نہستانی کا قول ہے کہ سجدہ مطلقاً کفر ہے ۔ زادہ کی
 عبارت یہ ہے کہ سلام میں قریب کو عجماننا بھی سجدہ میں داخل ہے ۔ ناظر
 غور فرمائیں کہ ایک فقیہ کی رائے دوسرے کے بالکل فلاف ہے مگر مفتی صاحب
 نے اس کو یہ فرمادیا کہ مطلقاً سب علماء کفر فرماتے ہیں ۔

غرض سجدہ ہر نظر عبادات کو تو میں بھی کہتا ہوں کہ نظر ارادے کسی بڑے
 میں ہا نہ ہے اور نہ کوئی کسی کو کرتا ہے لفتنگو ہے تو صرف سجدہ تعظیم و تجیت
 میں لہذا خدا آپ کے پیش کردہ اقوال فقہاء میں صریح اختلاف ہے کہ ایک
 صاحب کی رائے ہے کہ بکیرہ ہے ۔ دوسرے فرماتے ہیں کہ سجدہ تجیت کفر
 نہیں ہے تیسرے کہتے ہیں کہ سجدہ مطلقاً کفر ہے پس ایسے اختلافی مسئلہ ہے

مسلمانوں کے ایک گروہ کو کافر لئا کم سے کم انصاف اور اہمان کے خلاف تو ضرور ہے۔

اگر مفتی صاحب یہ فرماتے کہ مجھے فہنمی کی رائے سے تفاوت ہے اس نے میں حمدنا بقیل ارض کو کفر جانتا ہوں تو کسی کو ضرورت نہ ملتی کہ اعتراض کرتا اور مفتی صاحب کے تقدس میں یہ بے الفاظی کا بد نادھرہ بھی نہ لگتا۔ مگر معلوم ہوتا ہے کہ مفتی صاحب کو اس حرام پوش فرقہ سے کوئی خال عناد ہے۔ جب تو یہ روشن خقیار کی گئی کہ ترجیح میں بے جا تصرف بھی فرمایا اور اس اخلاقی سُنَّتے سے حوصلہ شریعت کے خلاف مسلمانوں کی تحفیز کا فتویٰ بھی دیدیا۔

حالانکہ اس مسئلہ میں فقہاء کے ماہیں بہت بڑا اختلاف ہے جس کا اظہار کتب فقہ کے مرطاب نہ سے سنجو بی ہو سکتا ہے۔ بعض لکھتے ہیں کمردہ ہے بعض کا قول ہے کہ مبالغہ ہے بعض فرماتے ہیں مستحب ہے اور بعض نے مسنون کہا ہے لیکن اس کی پوری تفصیل کی یہاں لجائنٹش نہیں ہے اس لئے ہم نہایت اخلاقی ساتھ اپنے فاضل مفتی صاحب و نیز دیگر ناظمن کے اطمینان کیسا سطے ایسے جیل القدر اور ممتاز فقہاء کا ایک قول لجائنٹش کرتے ہیں جس کے مستند ہونے میں کسی کوشک شہبہ نہ ہوگا اور یہ وہی عالم ہیں جن کے تحریر کا سب کو اعتراف ہے اور جو فقہاء کے موحد ہیں اور جن کی رائے یہ ہے کہ سجدہ شکر میں کراہت تنہی ہے۔

چنانچہ حضرت شاہ عبدالقدوس صاحب لکھری علیہ الرحمۃ جو

علامہ رضا حنفیت اور حفاظت کے علوم ظاہری میں بھی کمال رکھتے تھے اپنے رسالہ الوار العیون فی اسرار المکون میں جواز سجدہ تحریت کی بحث میں امام غنیم اور امام مالک کا ایک قول نقل فرماتے ہیں کہ "باید دلست لہ ایں مسلم نختلف فیہ است یہ کیا قال فی اشر اق المذاہِ هب و لنهٰ تلقیا فی سُجُود السَّكِرِ فَقَالَ الْبَنُو الْحَنْفیَةَ وَمَا لَكَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ بِكُرْبَۃِ ذَلِكَ دُلْمِلی آنَّ لَقْصُرَ عَلَیْهِ الْخَمْدَ وَالْمُقْدَسِ" اس سے صاف ہو گیا کہ امام الروضیفہ و امام مالک رضی اللہ عنہما سجدہ شکر کو مکروہ جانتے ہیں اور اس کی کام بہت تنزیہی کے قابل ہیں۔ اور ایسا ہی تلب سفر السہوت میں لکھا ہے۔

اب عور فرمائے کہ جس مسلم میں علاوہ اختلاف فقہا کے جس کو امام ابو حیفہ اور امام مالک مکروہ جانتے ہوں۔ وہ مسلم کی تکفیر کو اس طے کیں گے دلیل ہو سکتا ہے اور اس اختلاف ائمہ کو مفتی عزیز الرحمن صاحب نے جس عنوان سے پوشیدہ کیا ہے یہ کہاں تک ان کے تحریکے موافق ہے۔

قطعہ نظر اس کے مفتی صاحب نے جس سجدے کو کفر فرمایا ہے اور جسکی نسبت فقہا کا پا اختلاف نقل ہوا ہے اور جو موجودہ حیثیت میں بھی کسی سلمان کی تکفیر کے واسطے کافی نہیں لیکن اب ہم ایک اور ایسا قول نقل کرتے ہیں جس سے سجدہ شکر و تحریت کا مستحب ہونا ثابت ہے اور ایسے شہور اور مقدس علماء کا قول لکھتے ہیں جس سے مفتی صاحب شاید انکار نہ کریں گے چنانچہ اسی رسالہ الوار العیون میں اور اسی بحث اور

عبارت کے تحت میں شاہ عبدالقدوس صاحب نے حضرت امام شافعی اور امام احمد رضی اللہ عنہم کا یہ قول جو سجدہ شکر کے استحباب میں ہے نقل فرمایا ہے۔ وَقَالَ الشَّافِعِيُّ رَأَى سَجْدَةً لَا يَكُونُ لَهُ بَلَّهُ مُسْتَحْبَثٌ۔

اور علاوہ اس صاحب سفر السعادت نے لکھا ہے کہ امام ابو یوسف اور امام محمدؓ کے نزدیک سجدہ شکر مسنون ہے۔

اب ناظرین غور فرمائیں کہ جس سجدہ کو مفتی عزیز الرحمن صاحب نے کفر فرمایا ہے وہی سجدہ امام شافعیؒ اور امام احمدؓ کے نزدیک مستحب ہے اور امام ابو یوسفؓ اور امام محمدؓ کی تحقیق میں مسنون ہے پس ایسا اختلاف مسئلہ نہیں مسلمان گئی تکفیر کے واسطے کیونکہ دلیل ہو سکتا ہے امدا بہم بہ آدم بلند عرض کرنے ہیں کہ مفتی صاحب کا یہ فتویٰ صریح عقلاء اور نقلاء مغلط اور اصول شریعت کے خلاف اور بے بنیاد ہے۔ نہ سجدہ شکر و تحریت سے کوئی مسلمان کافر ہو سکتا ہے۔ نہ فقہاء کے وہ اقوال جو مفتی صاحب نے نقل کئے ہیں کسی مسلمان کی تکفیر کیوں واسطے کافی ہیں۔

اہل یہ ہے کہ سجدہ کی دو صورتیں قائم کیجئے ایک سجدہ عبادت جو خاص خداوند عالم کے واسطے ہے اور غیر خدا کیلئے حرام ہے۔ دوسری سجدہ تخلیقیم و تحریت پا شکر۔ اسکی نسبت فہمانے اختلاف فرمایا ہے جیسا اور مذکور ہوا یہیں محمد سجدہ سے کوئی مسلمان کافر نہیں ہو سکتا جبکہ سبجد کے آرہونے کا لیقین نہ ہو۔ اور مسلمان کے بارے میں تو امام الجیفیؓ کا یہ فتویٰ ہے۔ لَا يَكُفَّرُ أَهْلُ الْقِبْلَةِ۔ کیونکہ اہل ایمان تصدیق

قبلی ہے اور جب تک یہ تصدیقِ انسان کے دل میں باقی ہے تو کوئی فعل سکا
بینہ و تینق اللہ - اُس کو کافر نہیں کرتا۔

مفتی صاحبؒ ایک احرام پوش فرقہ کی عداوت میں یہ فتویٰ ایسا
تحریر فرمایا کہ جس سے خود مفتی صاحبؒ کے اسلام اور ایمان میں نقصان آتا
ہے کیونکہ مفتی صاحب کی یہ دریہ دہنی ایک احرام پوش فرقے، ہی تک
حمد و نہیں رہتی بلکہ اس تکفیر کا سلسلہ ہبت در تک جاتا ہے اور وہ مقدس
اور اپار بزرگ بھی اس تکفیر میں شامل ہوتے ہیں جو یقینی خدا کے مقبول اور
برگزیدہ ہیں اور بخوبی نے خود بھی سجدہ تحیت کیا اور سجدہ تحیت
کو جائز سمجھا۔

چنانچہ حضرات صوفیہ کرام کے جملہ ملفوظات اس ذکر سے ہجرے
ہوئے ہیں اور ان کا کوئی صفحہ ایسا نہ پائی گے کا جو اس مضمون سے خالی ہو کر فلک
مردی عاضر ہوا اور زمین بوسی کی اور بعض ملفوظات میں تو بجائے لفظ زمین
بوسی کے صاف صفات الفاظ میں یہ لکھا ہے کہ اُس نے سجدہ کیا جس سے
سجدہ تحیت مراد ہے۔ اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرات صوفیہ نے ہمیشہ
خود بھی سجدہ تحیت کیا اور دوسروں کے سجدہ تحیت کو بخوبی منظور بھی کیا۔

اگر اس کو تفصیل کے ساتھ لکھا جائے تو اسکے واسطے کئی دفتر در کار رہیں
اس لئے بنظراً خصار چند ایسے صوفیہ کرام کے اسماء گردانی لفظیں کرتا ہوں
جن کا سجدہ تحیت کرنا اور دوسروں کے سجدہ تحیت کو منظور کرنا اُن کے
ملفوظات سے ثابت ہے اور اس کا بھی اہتمام کروں گا کہ ان صوفیہ کرام

کا عالم دون گاجن کا مشاہیر میں شمار ہے۔ اور جن کے نقدس کا سب کو اعتماد
ہے اور جس پیشوائے خلق سمجھے جاتے ہیں۔ اور اس کی بھی پابندی کروئے گا
کہ ملفوظات کے مقابلہ بھی رہی لوگ ہوں جن کا خاص اور ممتاز لوگوں میں شمار
ہو اور جو خود بھی صاحب فیوضات اور برکات ہوں۔ اور جن کو علوم ظاہری
میں بھی کامل عبور ہو اور ہمارے مفتی صاحب سے بہت زیادہ فضل حاصل ہو۔
اور محل عبرت ہے کہ اس مقدس گردہ میں سلسلہ صابریہ کے وہ پیران
عظام بھی شامل ہیں جن کے حلقة اپنے گوش ہونے کا خطر فاضل مفتی صاحب کے
امستادوں کو حصل ہے معلوم نہیں کہ ہا وجود واقفیت کے مفتی صاحب نے
یہ حجامت کیونکر فرمائی تھی جن کے سامنے زادوتہ کیا۔ اور جن کی تعلیم کی بدولت
مفتی صاحب آج دارالعلوم دیوبند کے مفتی ہیں ان کے رہنمایان راہ طریقت
پر یہ کھدا ہوا حملہ کیا۔ اور حسن فضل کو خدا شناس محمود مسعود جانتے تھے اور
جس پر خود ان کا اور ان کے پیران طریقت کا عملدرآمد تھا اس کو صاف
لفظوں میں ناجائز بلکہ لکھ قرار دیا۔

لہذا ابتداء اس سلسلہ کی ہم حضرت شیخ العالم احمد عبد الحق رو دلوی
قدس سترہ کے حالات سے کرتے ہیں کیونکہ آپ سلسلہ صابریہ کے ممتاز
اور مشاہیر نزدیکوں میں ہیں اور اپنے شریعت و سنت میں بھی آپ کو
کامل ملعوظ ہوا اور ملفوظ بھی اپنکا زیادہ مستند اور معتبر اس وجہ سے ہے کہ جو کو
بکمال اصیاط حضرت شاہ عبد القدوس صاحب گنگوہی نے تالیف فرمایا
ہے جو مشاہیر صوفیہ میں ہیں اور ماسوائے نقدس باطنی کے علوم ظاہری

میں بھی آپ کو تجھر لھا۔ چنانچہ یہ ملفوظ جس کا نام الزار العیون فی اسرار المکنون ہے اور جس میں حضرت مخدوم روڈ لوی کے حالات اور واقعات مذکور ہیں اسکا لہر ورق شاہد ہے کہ جب مریدین حاضر ہوتے تھے تو حضرت مخدوم کے آگے سر پہنچاتے تھے۔ اور سجدہ تحریت کرتے تھے جس کو شاہ عبدالقدوس صاحب نے اس تقریب کے ساتھ لکھا ہے۔ عزیزان حضرت شیخ العالم قدس سرہ پیش حضرت شیخ العالم سرپیش می آور دندوہ سجدہ پیش می رفتند دلیشستہ بھان امدادوار ال حال چہ جمال می دیدند و مستفرق آئی گشتند۔ و امر دندوہ میں سنت مریدان حضرات شیخ العالم راجاری سست کہ پیش قبر حضرت شیخ العالم و پیش صاحب بسما دہ سرپر زمیں می نہند و سجدہ می کشند اگر در ظاہر غنور است ناما در باطن مسحور است وجواب ایں بوجنور تمام در فن ارادت گفتہ شدہ است شافی دکافی خواہد بود الشاشر تعالیٰ (الزار العیون صفحہ ۲۹)

الزار العیون کی اس عبارت سے مریدین و حاضرین بارگاہ حضرت مخدوم کا تعظیماً سر جھکانا اور سجدہ تحریت کرنا اور حضرت مخدوم کا آن کی اس عقیدت مبنی کو منتظر کرنا تو بخوبی ثابت ہے مگر شاید یہ شبہ ہو کہ خود حضرت مخدوم نے بھی اپنے پیر دستیگر کے آگے سجدہ کیا ہے یا نہیں تو شاہ عبدالقدوس عدوہ ب نے اس کی بھی تقریب کر دی ہے کہ حضرت مخدوم روڈ لوی جب شیخ الشائخ حضرت جلال الدین کبیر الادیاصاہبی ہائی پتی علیہ الرحمۃ کی خدمت میں پڑھ ہوئے تو آپ نے سجدہ کیا۔

چنانچہ منقول ہے کہ حضرت مخدوم روڈلوی جب آستانہ پیر رحمت پر خاطر
ہوئے تو "شیخ الشائخ جلال الحق والدین قدس سرہ ایستادہ ہر آستانہ"
خود مستظر قدوم حضرت شیخ العالم قدس سرہ بودندہ ادام کہ حضرت شیخ العالم پرسیہ
درزی پائے پیر خدا فقادند شیخ الشائخ جلال الحق والدین قدس سرہ کا بتھظیم
تمام و پشفقت عظام برست کرام شیخ العالم رکناءہ گرفتنہ بہ لطف ظاہر و
نظر باطن بربان سارک فرمودند کہ اے عہد الحق امر و ز توفیان من باشی۔
حضرت شیخ العالم قدس سرہ سر برز میں بردنہ و باعتراف عبودیت پیو سکنلہ
(الذوار العیون صفحہ ۹)

اس عبارت سے صاف ظاہر ہو گیا کہ حضرت شیخ احمد عبد الحق
علیہ الرحمۃ نے پیر کے آگے سر جھکایا اور زمین بوسی کی اور شیخ الشائخ تطب
الاولیا حضرت جلال الحق والدین قدس سرہ نے آپ کی اس عتمیدت اور
زمین بوسی کو قبول و منظور فرمایا۔

اکنہ بڑا قد مبوسی اور زمین بوسی کا روایج حضرت مخدوم شاہ سیفنا
علیہ الرحمۃ کے سلسلہ میں بھی پایا جاتا ہے چنانچہ حضرت شیخ سعد علیہ الرحمۃ
خلیفہ حضرت مخدوم کا قصہ ہے۔ کہ جو مخدوم خیراً بادر سیدندہ ہمہ مریدان
و معتقدان از اطراف و جوانب نی ام زند دیا کے بوسی کی کردند۔
(سبیع سنابل صفحہ ۸)

اسی طرح حضرت سید محمد سپور از خلیفہ حضرت شیخ نصیر الدین محمد
چهارغ دہلی کے ذکرہ میں ہے۔۔۔ یکے از خلفاء حضرت مخدوم سید محمد

گیسو دراز ہست قدس سرہ مردے دشمنہ فحول الہبست عبادت رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام بعد
دران قت کے سید محمد برخداوم شیخ نصیر الدین محمد امداد نور خدا کے برس پ سوار بود نربا زالیشان
برپائے خداوم بوسہ نونہ راز فرمود فرو تر ایشان بر سکھ اسپ بوسہ نونہ اما گیسو
ایشان پر کاب آئیتہ بود راز خداوم فرمود فرو تر ایشان بز میں بوسہ
نونہ گیسو تھچنان آئیتہ ما نار خداوم فرمود میر سید محمد شا
گیسو دراز دارید ۶۸ (بیان سنابل صفحہ)

حضرت سید محمد گیسو دراز جو شریعت رسول کے متبع اور پائید تھے
اوں کا زین بوسی کرنا اور حضرت شیخ نصیر الدین محمد حج اش دہلی کا بتا کیا
زین بوسی کرنا اس امر کی قطعی دلیل ہے کہ پیر کے آگے زین بوسی
کرنا جائز نہیں بلکہ لازمی ہے اور جس فعل کو مفتی عزیز الرحمن منوع
فرماتے ہیں وہی فعل مریدین اور معتقدین کی ترقی درجات اور فیضات
باطنی حمل کرنے کا خاص وسیلہ ہے جیسا کہ حضرت گیسو دراز کے اسی
قصہ ہے کہ جب حضرت خداوم نے بار بار فرو تر فرو تر فرمایا تو دیکھنے
والوں کو پر امعلوم ہوا کہ حضرت خداوم کو مناسب نہ تھا کہ ایک سیدزادہ
کے ساتھ ایسا کرتے ہیں سخن میر سید محمد شنید نور گفتند اسے ظاہر بیناں
شما چہ دانید کہ حضرت خداوم مرانا کجا کشید نہ ہے ڈما کجا رسانید نہ چوں بوسہ
برراں ایشان زدم عالم ناسوت تمام برما کشف شد و چوں برپائے مبارک
ایشان بوسہ زدم عالم ملکوت کشف شد و چوں بوسہ برسم اسپ زدم
عالم جروت کشف شد و چوں بوسہ بر زمیں زدم عالم لاہوت کشف
شد اگفتند کہ حضرت خداوم دریک لحظہ کار مرایہ تمام رکسانید نہ ہے و مردم ظاہر ہیں

ایں را الانت تصور کر دند۔” (سیمین سابل صفحہ ۲۹)

علی ہذا حضرت مخدوم سید اشرف جہانگیر علیہ الرحمۃ نے رطائف اشترنی میں جہاں سجدہ صحیت کی بحث فرمائی ہے تو سند اپنے مخدوم حضرت شیخ نصیر الدین محمود دہلوی چراغ دہلوی قدس سرہ کا پا تصور کیا ہے کہ ما حضرت مخدوم نبی چوں از فراز بھروسہ و صلوات اعیاد و عودی گرد بذ خلائق انبورہ سر در قدم ایشانی می اور دند و سرما کہ در پائے ایشانی سرفراز نبی مخدوم بہرہ میں نہاد دند و سجدہ می گردند۔

یہی ظاہر ہے جاننا چاہیے کہ حضرت چراغ دہلوی علیہ الرحمۃ نے زمین بوسی کی نسبت حکم کیا دیا ہے چنانچہ صاحب طائف اشترنی ارتقام فرماتے ہیں کہ حضرت قدرۃ الکبرے می فرمودند کہ چوں زیارت قبور در آید از چپائی دخول کند و سہ طواف یا ہفت طواف کنڈ بعدہ سرہ پایان تبر فرود آذر رہ۔

آب یہ دیکھنا چاہیے کہ خواضیت شیخ نصیر الدین محمود علیہ الرحمۃ نے بھی کبھی زمین بوسی کی ہے یا نہیں۔ چنانچہ ملموظات کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت چراغ دہلوی نے ہمیشہ اپنے مخدوم کے آگے سیر بھکایا اور زمین بوسی کی بلکہ حضرت سلطان المشائخ کے قائم خلفانے جو علم و زندگی دوڑیں و تقویٰ و بذل و ایثار و عشق و محبت و ذوق و شوق اور باطنی کمالات میں شہرہ آفاق تھے ہمیشہ قدم بوسی کی اور مخدوم کے آگے سرہ بھود ہوئے۔ مثلاً مولانا آنحضرت مراجع الدین جو علوم ظاہری میں کمال

بکھتے تھے۔ اور مولانا فخر الدین علیہ الرحمۃ جن کا علاوہ تاجر کے نصاحت اور بیان غفت
یں بھی شہرہ کھفا۔ اور مولانا شمس الدین محمد بن سعی علیہ الرحمۃ اور مولانا شمس
قطب الدین منو علیہ الرحمۃ اور مولانا حسام الدین ملٹانی علیہ الرحمۃ۔ اور مولانا
علاوہ الدین پیغمبر علیہ الرحمۃ اور مولانا برہان الدین علیہ الرحمۃ اور مولانا وہ ولہ الدین
یوسف علیہ الرحمۃ اور مولانا سراج الدین عثمان علیہ الرحمۃ۔ اور مولانا شہاب الدین
علیہ الرحمۃ اور علاوہ ان کے دہ مریدان سلطان المشائخ جو شرف ارادت اور
نُقُب سے مشرف تھے۔ اور جن کا شخصیت میں شمار تخلیجیسے خواجہ ابو بکر
مندہ اور قاضی نجی الدین کاشانی اور مولانا وجیہ الدین پائلی اور مولانا فخر الدین
اور مولانا فیض الدینؒ اور حضرت امیر خسروؒ اور مولانا امیر حسنؒ علامہ شحری اور
مولانا جمال الدینؒ اور مولانا جلال الدینؒ اور قاضی نصرت الدین۔ اور
مولانا ہماو الدینؒ اور خواجہ مبارکؒ اور خواجہ مؤید الدین اور خواجہ تلمع الدین
اور خواجہ حضیاد الدینؒ اور مولانا نظام الدین شہزادی اور خواجہ سالار وغیرہ
 بلکہ جملہ مریدین کا یہ دستور تھا کہ جب حضرت سلطان المشائخ کے حضور میں
حاضر ہوتے تو تدریس اور سرسبجود ہوتے۔ (سیر الادیبا)

اب اس کا بھی انہصار ضروری ہے کہ حضرت سلطان المشائخ نظام المحت
والدین قدس سر فنے اپنے مریدان حقیقت کیش کی اس زمین بوسی کو
پسند فرمایا یا نہیں۔ اور خود بھی اپنے مخدوم کے آگے سر جھکایا یا نہیں۔
چنانچہ سنقول ہے کہ ایک مرتبہ آپ کی مجلس میں اس سلسلہ پر لفتگو ہوئی کہ
مریدین خدمت مخدوم میں حاضر ہو کر سرسبجود ہوتے ہیں۔ اپنے فرمایا کہ

میں نے اپنے شیخ کی خدمت میں لوگوں کرا ایسا ہی کرتے دیکھا ہے سوجہ
سے بس منع نہیں کرتا ہوں (فواائد الفواد۔ سیرالاویار)
اسکے علاوہ حضرت سلطان المشائخ نے اپنی کتاب احتجاج القلوب میں
اول سے آخر تک یہی لکھا ہے کہ میں فلاں تاریخ کو خدمتِ خدوم میں حاضر
ہوں اور یہ دولت پائے بوسی حاصل شد۔ بلکہ اپنے اس بحدہ تجیخت
کی اباحت بھی نہیں فرمائی ہے۔

چنانچہ منقول ہے کہ ایک سیاح آپ کی خدمت میں حاضر رہتا
کہ وحید الدین فریش آئے اور زمین بوس اور سر سبکو دی ہوئے۔ مسافرنے
 بغینظ کہا کہ ایسا نہ کرو۔ سلطان المشائخ نے اسکو لوں سمجھایا کہ قاعدہ ہے کہ
جو حکم فرض ہوتا ہے اور جب فرضیت اس کی جاتی رہتی ہے تو استحباب
ہاتھ رہتا ہے جیسا عاشور کا درزہ گذشتہ امنوں پر فرض تھا مگر جب
امت محمدی کیلئے نصیحت اس کی سوراخ ہو گئی تو استحباب ہاتھ رہا
علیٰ ہذا پہل امنوں میں باہم سجدہ کرنا مستحب تھا۔ چنانچہ رخصیت بادشاہ کو
شاگرد امداد کو امتی پیغمبر وقت کو جو رو خا وند کو سجدہ کرنی تھی۔ جب
دورِ محمدی میں وہ سجدہ منسون خ ہو گیا۔ تو اس کا وجہ جانا رہا لیکن اباحت
ہاتھ رہی۔ اور جب کہ یہ سجدہ مہلک ہے تو مبلغ کا منع کرنا کہاں آیا ہے۔
(فواائد الفواد۔ سیرالاویار)

یہی حضرت سلطان المشائخ نے فرمایا کہ میں بحدہ تجیخت کو اس نے
منع نہیں کرتا ہوں کہ ہمارے شیخ کے سامنے لوگوں کا یہی دستورِ حال پس میرے

شع کر لے سے دو باتیں لازم آتی ہیں۔ ایک تجھیل مشارع۔ دوسرے تضیین مشارع
(النحوذ بالقدر منها) مسیر الاولیاء ۱

حضرت سلطان المشائخ نظام الحق والدین قدس سرہ کی اس گفتگو سے
صاف ظاہر ہے کہ آپ نے مریدوں کا سر سجود ہونا پسند بھی فرمایا اور خدمتی
اپنے مخدوم کے آگے سر سجود ہوئے اور سجدہ تھیت کی اباحت ثابت فرمائی
امساپنے پیران طریقیت کی رضا صندی ایسی وضاحت سے ظاہر فرمائی کہ آپ
نام بسام لئنے کی ضرورت نہ رہی۔

علی ہذا حضرت شیخ العالم قطب الاولیاً حارق المحبت فرید الحق
والدین مسعود رکن شرک قدم سرہ نے اپنی کتاب فوائد السالکین جسیں خواجہ خواجہ
حضرت قطب الدین بختیار کاکی اوشی ثم الدہلوی کے حالات اور ملفوظات بقل
فرمائے ہیں اس میں حضرت مخدوم کی خدمت میں اپنی حاضری کا ذکر کیا ہے۔
تو یہی لکھا ہے کہ "زمیں بوس شدم" یا "دولت قد مبوس مصل شد"

اسی طرح شہید الحجت قطب الاقطاب حضرت خواجہ قطب الدین بختیار
کاکی نے اپنی کتاب دلیل العارفین میں جماں حضرت خواجہ اجمیری کی خدمت
میں اپنی حاضری کا ذکر کیا ہے تو اس سے آپکا زمین بوس اور قد مبوس ہونا
صاف ظاہر ہے۔

محمدزاد اسراج السالکین منہاج العارفین خواجہ بزرگ حضرت خواجہ
معین الدین حسن سجیری قدس سرہ نے اپنے رسالہ انیس الارواح میں لفتل
فرمایا کہ شہر بغداد میں حضرت ہنید کی مسجد میں زیارت قد مبوسی حضرت

خواجہ عثمان ہارونی سے مشرف ہوا اسوقت اکثر مشائع کبار خدمت مرشدی
میں حضرت تھے۔ جب میں نے زمین ادب پڑھی تو آپ نے فرمایا دو رکعت نماز
پڑھو۔ میں نے حکم کی تقلیل کی۔

اب ناظرین الصداق فرمائیں کہ یہ بزرگان دین جن کے اسماءً گرامی
نکایت کئے ہیں صرف پیشوائے طریقت اور وحایت و حقایق، ہی کے
معلم نہ تھے بلکہ ان کو علموم ظاہری میں بھی کامل عبور تھا اور متبع شریعت و
سنت تھے۔ اور یقینی مفتی عزیز الرحمن صاحب سے بہت زیادہ مسائل شرعیہ
سے ماہر اور محقق تھے۔

اور ان کے حالات اور ارشادات سے نہ صرف مخدوم کے آگے سرحد
اور زمین بوسی کرنا ثابت ہے بلکہ قبر بوسی اور مخدوم کے آگے سرحد بونے کو
سنت مشائخیں فرمایا ہے۔ اور اس زمین بوسی کو حصول فیضان الہی کا وسیلہ
بنایا ہے اور سر بر زمین نہادن کا مباح ہونا ثابت کیا ہے اور بر عکس اس کے
ہلکے فاضل مفتی صاحب نے فرمایا ہے کہ قریب کورع بھکنا افضل سجدہ
ہے اور سجدہ مطلقاً کفر ہے اور فاعل سجدہ تعظیمی کو کافر کردیا معلوم ہوتا ہے
کہ سجدہ تعظیم و تحيۃ کے یہ زوار اسرار سے جس قدر و اتفاق مفتی صاحب
کو ہے تامی بزرگان دین اور سلف صالحین کو نہ تھی۔

مفتی صاحب نے ایک احرام لپوش فرقہ کی آڑ میں گویا ان تمامی
مقدس اور ابراہیم لوگوں کو (معاذ اللہ) کافر قرار دیدیا ہے جو سجدہ تھیت
کو مباح اور سنت پیران حفظاً چانتے ہیں۔ معلوم نہیں کہ مفتی صاحب نے

اس تکفیر عام کو باعثِ تواب سمجھا ہے۔ یا بزرگان طریقت سے خاص عداوت ہے جو اس پیرایہ میں ان کی تکفیر اور توہین پر آمادہ ہو گئے۔

علاوہ اس کے جن مقدس اور ابرار بزرگوں کے نام نامی اس مختصر فہرست میں درج ہیں ان کو رکن دین کہا جائے۔ توبے جانہ ہو گائیونکہ انکی ذات سے خیر و برکات کے حشمتیے باری ہوئے ہر طبقہ میں ان کا احترام کیا جاتا ہو اور ان کی عظمت کا قریب قریب سب کو اعتراف ہے اور چونکہ ان کے اقوال و افعال لامن تمسک تقلید میں اس لئے ہم ہاؤ از بلند کمہ سکتے ہیں کہ پابوسی شیخ ہمارے واسطے کم سے کم مبارح اور مستحب تو مفرور ہو گی۔

لیکن شاید فاضلِ مفتی صاحب یہ فرمائیں کہ جن صوفیوں کا تم نے حوالہ دیا ہے یہ ممتاز اور محترم تولیقینی ہیں۔ ملکمن ہے کہ ہندوستان کے ستم مشرک کا سے متاثر ہوئے ہوں گیونکہ ایک صاحب توہینیشہ رو دوی (شرفیت) میں ہے جو احمد صیا کے قریب ہے۔ دوسرے صاحبے جو گلی جیپال کے مسکن اجیر (شرفیت) میں بود و باش اختیار کی۔ اسلئے صحبت ہمسایہ کا ان کے خیالات پر گمراہ تھا اور خود بھی قدموسی کی اور اپنے طالبین کی قدموسی کو قبول و منظور نہ رہا۔ اگر علامہ قہستانی کے قریب ہماری میں یہ حضرات رہتے تو گھبی قبیل ارض کی جانب مائل نہ ہوتے۔

لہذا بہم کو لازم ہوا کہ بلادِ اسلام کے ان صوفیوں کا قدموس ہونا ثابت کریں جن کی پاک زندگی سر زمین چجاز و عراق میں گذری ہوا اور جن کے افراد کو اہل عرب و عجم ہنما نے خلق اور مفتادے عالم جانتے ہوں۔ چنانچا یہی

صوفیوں کی تعداد بھی بہت زیادہ ہے اور مستند کتابوں میں انکا ذکر اجراحت موجود ہے لیکن تمثیل اچندا سمائے گرامی ایسے صوفیوں کے ہم درج کرتے ہیں جن کو نہ ہندوستان کا باشندہ کہا جا سکتا ہے اور نہ اہل ہند کی صحبت سے جن کے خیالات میں تغیر ہوا۔

چنانچہ منقول ہے کہ خواجہ قطب الدین مودود خشتی علیہ الرحمۃ نے حضر شیخ الاسلام خواجہ عبدالغفاری قدس سرہ کی قدیموسی کی جس کو مولا ناعبہ الحسن جائی علیہ الرحمۃ نے نفخات الانس میں لکھا ہے کہ سخا جہ مودود باد و ہزار مرید مسلم
بستہ متوجہ شد نہ در راہ ہے شیخ رحیم دہلوی نظر شیخ بر دے افتاد پیارا دہ پا شد
و بوسہ بر پائے شیخ داد“

علی ہذا حضرت مجدد الدین بعد ادمی علیہ الرحمۃ نے اپنے پیر حضرت مجم الدین کبریٰ کی قدیموسی کی چنانچہ نفخات الانس میں ہے کہ شیخ مجدد الدین در قدم شیخ افتاد۔
اور شیخ عراقی نے بھی حضرت خواجہ ہاؤ الدین زکریا ملتانی سہروردی علیہ الرحمۃ کی قدیموسی کی جس لو صاحب نفخات الانس نے لکھا ہے کہ شیخ عراقی نے خطوت میں جب پر غزل لکھی کہ ”عراقی را چراہ نام کرذد“ تو مذوم نے فرمایا کہ اب تھماری تیکل ہو گئی۔ بیرون آئے۔ برآمد و سفر در قدم شیخ نہاد۔ و شیخ پرست مبار خود سراور از خاک برداشت۔

اور حضرت خواجہ ابوالاحد ابدال علیہ الرحمۃ نے جن کا شمسہ ۳۵۵ ہجری میں حصہ ہوا حضرت ابو اسحاق شافعی علیہ الرحمۃ کی قدیموسی کی چنانچہ نفخات الانس میں ہے کہ خواجہ ابوالاحد ابدال اپنے والد کے ہمراہ شکار کو گئے تھے۔ راہ میں جدا ہی

ہو گئی۔ اور حضرت خواجہ موصوف نے دیکھا کہ ایک پھر رچالیں جال اللہ
سینے ہیں اور ان کے درمیان میں ابواسحاق شافعی ہیں۔ ”حال بروے
بگشت اذ اصب فرود آمد و در پائے شیخ المذااد۔ واستپ صلاح ہر چہ
داشہ بگذاشت و پیغمبر رپوشید و با الشیام روای شد“

اور حضرت خواجہ ابواسحاق شافعی علیہ الرحمۃ کے حالات میں منقول
ہے کہ ”خواجہ در خانہ علودینوری آمد و پائے بوس گرد“ (سبع سنابل صفحہ ۲۱۵)
علی یہ حضرت خواجہ مسٹاد علودینوری قدس سرہ کے حالات میں لکھا
ہے کہ حدب اشارت خضر علیہ السلام حضرت خواجہ ہبیرہ بصری کے مکان
پر گئے اور سر ہجود ہوئے اور حضرت خواجہ نے شفقت فرمائی جس کی صلی
عہارت پہ بھی ”علودینوری بھیکی اشارت در خانہ علودینوری کرد و گفت بیا اے
علودینوری کار تو ہمیشہ علودینوری است“ (سبع سنابل صفحہ ۲۱۶)
ایک صاحب عقیدت نے حضرت ابراہیم ادھم علیہ الرحمۃ کے پاؤں
پر سر ہجڑا کیا اور اپنے منظوں سفر ہوا۔ (تذکرۃ الاولیاء صفحہ ۶۹)

خد حضرت ابراہیم ادھم بنی قدس سرہ کا حال سنئے کہ اپنے حضرت
خواجہ نصیل عیاض قدر سرفہ کی قدمبوسی کی اور حضرت نصیل خوش ہوئے
چانچھ منقول ہے کہ ”ابراهیم ادھم در خانقاہ نصیل عیاض آمد و شرت پائے
بوس او حصل کرد خواجہ طفت بیحد فرمود گفت اے ابراہیم بادستاہ
دبیابودی ہادشاہ دینگشتی پر مقام ماہنشیں بخرقة اشترخ مادر بکنی و

از درویشاں کب اگر دی؟ (سب سانابل صفحہ ۲۱۳)

محمد حبیم جمال ایندھی اقت اسرار سرمدی حضرت خواجہ مصروف
کرنی علیہ الرحمۃ کے حالات میں ہے کہ ایک جماعت نے آپ کی قدیمبوسی کی
اور آپ نے تبول فرمایا اگر قدیمبوسی منوع ہوتی تو ہرگز آپ رضا مندی نہ ظاہر
فرماتے کیونکہ آپ علاوہ طریقیت کی سرداری کے عالم تبتھرا در متین شریعت بھی
لئے چنانچہ منقول ہے کہ ایک روز آپ رفقا کے ہمراہ قریب دریائے دھلم کے
تشریف لیکے اور شراب خوار ذکر ایک جماعت کو دیکھا۔ رفقا نے عرض کیا کہ آپ
نکے داسٹے بعد ھافر مایئے کہ یہ لوگ دریا میں غرق ہوں۔ ارشاد ہوا کہ با تھاں ٹھاؤ۔
اوہ اپنے پھافر مایی کہ آئی جس طرح انکو دنیا کے علیش میں تو نے خوش کھا ہو عقبی میں بھی
انکو عیش دخوشی مرحمت فرماء۔ رفقا مشعشعت نے انکو کہا یا حضرت اسیں کیا اصل بری
آپ نے فرمایا تو قوت کرو کہ فوراً اُن لوگوں نے آپنے اگے صرف کھایا اور توہ کی جسکی صل عبارت یہ ہے
وہاں جنم چول شیخ را دیدند رہا بہ شکستہ و خبر برخیتند و گریہ ایشان فنا
و در پائے شیخ افتادند۔ و توہ کردند و شیخ گلت دیدید کہ مراد جملہ حاصل شد۔
بے غرق دبے آنکہ رہنے ہے کسے رسدا۔

(تذکرۃ الاولیاء صفحہ ۱۴۰)

حضرت خواجہ حافظ شیرازی علیہ الرحمۃ کا یہ شعر بھی ہمارے دعوے
کی دلیل ہے۔

بر زمینے کہ نشان کف پائے تو بود
صالحاً سجدہ صاحب نظر ان خواہ بود

بلکہ آپ نے خود مم کی قدیم بوسی کے علاوہ یہ فرمایا ہے کہ جنہیں
گذر گاہ مخدوم ہے صاحب دید دیافت وہاں سجدہ کرتے ہیں۔

حضرت شیخ ابوسعید الْجَنْدُلِی علیہ الرحمۃ جن کے تحرار در تقدس کا زما
معزت ہے انہوں نے ایک رات تندے سے ہ تکرار قدم بوسی کرائی بلکہ اپنے سلنے
گویا ستر بکوڈ پر ہونے کا حکم دیا اور اس سر جھکانے کے فوائد بھی بیان فرمائے
جسکو صاحب سیر الادلیا نے بھی لکھا ہے مگر ہم اس حکایت کو فوائد الفواد
سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت سلطان المشائخ نظام الحنفی والدین فرماتے
ہیں کہ شیخ مخدوم از خدمت شیخ الاسلام فرید الدین قدس سرہ العزیز
کہ دستے شیخ ابوسعید الْجَنْدُلِی علیہ الرحمۃ در را ہے سواری رفت مگر مدیہ
ہیشان مدد آس مرید پیادہ بود۔ وزان الو شیخ بہو سید۔ شیخ فرمود۔
فرود تر۔ مرید پا کے شیخ بہو سید۔ شیخ فرمود فرود تر۔ مرید زال اسپ بہو سید
شیخ فرمود فرود تر۔ مرید زال اسپ بہو سید۔ شیخ فرمود فرود تر۔ مرید زال
بہو سید۔ انگاہ شیخ فرمود کہ دریں جہڑا فرمود مم فرود تر فرود تر مقصود
من نہ بہو سید زمیں بود۔ ہرچہ فرود تر مسٹری درجہ تو ہالائے نہ
میشد۔ (فوائد الفواد صفحہ ۲۸)

تبوب ہے کہ جن نعل کو ان مقتنے اور ممتاز حضرات صوفیہ کرام
کے تقدس اور تحریرے جائز اور مبارع بلکہ مفہید اور لازمی جانا یعنی خود
بھی اپنے مخدوم کے آگے سر جھکایا اور دوسروں کے سر جھکانے کو خوشی
کے ساتھ مشظور بھی کیا اور بعض نے بتا کیا و تکرار اپنے علقہ گپتو ش کو

سرخورد ہونے کا حکم دیا۔ مگر ہمارے مفتی عزیز الرحمن صاحب کا فضل
نام جہان کے عالموں سے بڑھا ہوا ہے اور آپ کی تحقیق بھی جملہ
تحقیقات کی تحقیقات سے لیا رہ معلوم ہوتی ہے جب تو آپ کا یہ حکم
ہے کہ سجدہ مطلقاً کفر ہے اور مرتكب اس کا کافر ہے اب سوائے
اس کے اور کیا کہا جائے کہ مفتی صاحب کو جس آسانی سے اس سُلْطَن
کی تحقیق ہو گئی اور کفر مطلقاً کے اسرار سے آپ بخردار ہو گئے ہوئے
تمامی بزرگان دن کا علوم طاہری میں بخوبی کام نہ آیا اور اس کفرو
ایمان کے فرق کو وہ بالکل نہ سمجھ سکے جس کا تیجہ یہ ہوا کہ لقبول مفتی
صاحب اُنکے مرتكب فعل شرک دکفر ہونے میں کوئی نزد نہیں ہا۔

(نحوہ بالشعر)

مفتی صاحب کا یہ فتویٰ جس کا دائرہ چینگر خانی فرمان سے
بھی زیادہ وسیع ہے جس نے بغیر کسی لحاظ اور امتیاز کے اول سے آخر
تک قریب قریب جملہ مسلمانوں کو کافر بنادیا۔ اور یہ حملہ صرف عوام
الناس یا ایک فرقہ احرام پوش ہی پر نہیں ہو بلکہ ماسوائے عامہ میں
وہ حضرات جہاں اسلام کی جان اور مسلمانوں کے سرتاسر ہیں اُن کو بھی
نہیں چھوڑا۔

مفتی صاحب کا یہ فتویٰ لقول اڈیپر الرشید کسی خاص
گروہ کیوں اسٹھنے نہیں ہے بلکہ عام ہے اور واقعی اس کا اندازہ ایسا عام ہے
کہ موجودہ مسلمانوں کے علاوہ گذشتہ بزرگان دین کی بھی تکفیر کا اُس نے

حکم دیدا ہے مگر میں سمجھتا ہوں کہ کسی خاص گروہ کے لئے یہ فتوے
ہوتا تو ابھا تھا۔ اس لئے کہ وہ گروہ مفتی صاحب کے اس احسان
کا مشکر یہ تواذ اگرتا۔ اور منون تو ہوتا کہ مفتی صاحب کی معرفت
دہی خطاب نصیب ہوا جو ہمارے پیشواؤں کو مل چکا ہے۔ اور
اس کفرگی بدولت ہمارے نتدیم رہنماؤں کی سنت بھی ہم سے
ادا ہو گئی۔

مفتی عزیز الرحمن صاحب کے اس فتوے کا اندر اگر حضرات
صرفیہ کرامہ کی ذات اقدس تک محدود رہتا اور انہیں
مقبولان ہار سکاہ اینہ دی اور جبوان حضرت سرمدی کو (معاذ اللہ)
کافر ہنا کہ چھوڑ دیتا تو بھی غیرت تھا۔ لیکن غلط تو یہ ہے کہ
اس تکفیر کی رسی دراز ہے۔ اور یہ سلسلہ ابھی اور آگے جاتا ہے۔
اور ان لوگوں کو بھی تکفیر میں شامل کرتا ہے جو سابق الایمان ہیں
اور جن کے دلوں میں پہلے اسلام نے اپنا گھربنا یا جن کے ہاتھوں
سے خدا کے دین کی نشوونما ہوئی۔ جن کو رسول اللہ نے سناروں
سے مشاہ فرمایا۔ جن کے ایمان اور ایقان کی خدا نے شہادت دی
جو ربِنَ اللہ عَنْہُمْ درضا عنہم کے مهدوں ہوئے۔ مگر مفتی صاحب کے
اس دام تکفیر سے وہ بھی نہیں چھوٹ سکتے۔ کیونکہ غدر کرنے سے علوم
ہوتا ہے کہ انہوں نے بھی سر جھکایا اور قدموں سی بھی کی جس کوہت
اخقتار کے ساتھ تمشی لارہم نگارش کرتے ہیں۔

چنانچہ مشکلہ میں ہے کہ قبیلہ بنی عبد القیس نے حضور پر و تعالیٰ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدموں کو بھی بو سہ دیا۔ جس میں ہبنا
بقدر سجدہ کے لازم آتا ہے۔ اور مفتی عزیز الرحمن صاحب کے
حکم قطبی کے صریح خلاف معلوم ہوتا ہے۔ جیسا کہ منقول ہے۔
”وَعَنْ زَارِعَ وَكَانَ وَفَدُّ عَبْدِ الْقَيْسَ قَالَ لَمَّا خَادِمَتَا
الْمَسْدِيَّةَ فَجَعَلْتَنَا نَذَبَادَ مِنْ رَّوَاحِلِنَا فَنُقْسَلُونَ وَ
يَتَدَسَّسُونَ إِنَّ اللَّهَ هُوَ أَنْطَلِيْهِ وَأَلِيْهِ وَسَلَّمَ
وَرِجُلُهُ“۔ (ابو داؤد) یعنی راوی کتاب ہے کہ جس وقت ہم
دریں ہو پہنچے اور اپنی سواریوں سے اُتر لئے پس چوئے ہاٹھ اور
پاؤں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے۔

اس روایت سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ قبیلہ عبد القیس نے
قدیبوسی کی اسی طرح ایک خراب نتیجہ بھی اس سے یہ نکلتا ہے کہ
اگر قبیلہ عبد القیس کے بعض افراد نے رسول اللہ کے قدموں کو
بو سہ دیا اور قریب سجدہ کے سر جھکایا اور بغرض محال اس کا تھا
بھی ان کو وہی سلطہ جو مفتی عزیز الرحمن نے فقراء احرام پوش کے
واسطے تجویز کیا ہے تو ہم کو زیادہ تردید ہوتا۔ مگر غصب تو یہ کہ
کہ باقی شرع شریعت یعنی حضرت سید المرسلین نے ان کے اس
 فعل سے امکان نہیں پڑ رہا یا۔ اب دریافت طلب یا امر ہے کہ
مفتی صاحب اپنے رسول کے واسطے کیا حکم نافذ فرمائیں گے یعنی

دہی الزام رسول اسد پر بھی عالم کہ ہو گا۔ جو دندعبد قیس کے واسطے ہو سکتا ہے یا ان صحابی عربوں کے تصور سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تصور پڑا تصور کیا جائے گا اس لئے کہ آپ پہنچر وقت نہیں۔ لازم تھا کہ ان عربوں کو اس فعل منروع سے خبردار کرے۔ مگر ایسا نہیں کیا۔ وہ لوگ قد مبوسی رہتے رہے۔ اور آپ خاموشی کے ساتھ دیکھا کئے۔ شاید حقیقت کفر سے آپ اس قدر ماقن نہ تھے جس قدر آج مفتی عزیز الرحمن صاحب ماقن داقت ہیں ورنہ ایسا ذکر تے اور دندعبد قیس کو قد مبوسی کرنے سے ضرور روکتے۔

اور یہ بھی منقول ہے کہ حضرت ابوالیوب الصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ قبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنے رخسارے ملنے تھے لہذا آپ کا یہ فعل مفتی عزیز الرحمن صاحب کے فتوے کا صریح مانع ہے۔ اس لئے کہ قاضی مفتی صاحب نے تو قریب رکوع جھکنے کی بھی سخت ممانعت فرمائی ہے چہ جائیکہ قبر الورہ پر رخسارے ملنا۔ جو رکوع سے بہت زیادہ جھکتا بلکہ قریب سجدہ کر کے۔ علاوہ اس کے حضرت ابوالیوب کے اس فعل کو اکابر صحابہ نے بھی دیکھی اور انکا رہنمی کیا لہذا وہ صحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قبر الورہ پر رخسارے ملنے دیکھتے تھے اس الزام سے بترانہیں ہو سکتے۔ اور ان کا بھی دہی حشر ہو گا جو حضرت ابوالیوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہو گا۔

کیونکہ مفتی صاحب کے نتوے کی چوری بہت دیسی ہے جس سے
باہر نکلنا دشوار نہیں بلکہ ناممکن ہے۔

علی ہذا ابن عسما کرنے پر مصدق ابو دردار رضی اللہ عنہ سے
روایت کی ہے کہ جب حضرت بلاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ ملک شام
سے واپس آئے تھے فاتح قتبر رَسُولِ اللہِ صَلَّى اللہُ عَلَيْهِ
وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ جَعَلَ یَبْنَ کَنْعَانَ عَنْدَهُ وَمَرْسُوخَ وَجْهَهُ
عَلَيْهِ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے مزار پر الزار
پر حاضر ہو کر دن اشرف کیا اور اپنا مخدہ قبر شریف پر بلنتے تھے۔

اس روایت سے بھی حضرت بلاں کا قبر الور پر نقدر سجدہ جھکنا
ظاہر ہو۔ اور تجویب یہ ہے کہ حضرت بلاں کے ایمان والیقان کا تذکرہ
ستند احادیث میں موجود ہے مگر مفتی صاحب کے خیال کے مطابق
آن سے بھی (معاذ اللہ) یہ غلطی ہوئی کہ اس قدر سر جھکا پا کہ قبر رسول پر
منہ ملتے تھے۔ اور یہ خیال نہ فرمایا کہ قریب رکوع جھکنا بھی داخل سجدہ
ہے اور سجدہ مطلقاً کفر ہے۔

اب ایمان تو ہمارا یہ کہا ہے کہ حضرت بلاں سے ہرگز غلطی نہیں ہوئی
لیکن مفتی صاحب کے حکم قطبی کے مطابق اگر مان بھی لیا جائے کہ
حضرت بلاں سے فعل منور کا انتکاب ہوا تو صرف حضرت بلاں
ہی نہیں خبیر ہوتے ہیں بلکہ ان کے ساتھ حاضر الوقت صحابہ بھی
مزرم قرار پائیں گے کہ خلاف شریعت یہ فعل دیکھا اور انکار نہیں

نہ یا۔ اور اکابر صحابہ کا موجود ہونا۔ و ایات معتبرہ سے ثابت ہے
لہذا سوائے اس کے چارہ طین کریا حضرت بلال بن رہب کا تہذیب رسول اللہ
پر بقدر سجدہ جھکنا جائز قرار دیا ہائے یا مفتی صاحب کا نتویے
اگر صحیح ماناجہ تو دیگر صحابہ کے واسطے بھی وہی حکم ہو گا جو رسول اللہ
کے خادم خاص اور عاشق صادق حضرت بلال پسی اللہ تعالیٰ
عنه کے واسطے مفتی صاحب نافذ فرمائیں گے۔

اس سے زیادہ عجیب تر واقعہ یہ ہے کہ حضرت صدیق اکبر
نے بعد وفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیشائی انور
کو لہو سے دیئے۔ چنانچہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ
ما ثبت بالستہ میں لفظ فرماتے ہیں کہ جب رسول کریم علیہ التحمة
والتسلیم نے وفات پائی تو ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئے
اور چہرہ اقدس سے چادرِ مٹھاں اور یہ و آنہ دیبا کہا اور سر
بھکان کر حضور کی پیشائی انور کو بوسہ دیا۔ پھر سر اٹھا کر ڈالنے لیا کہ
نشر ہوا۔ اور سر بھکان کر جمین پاک کو بوسہ دیا۔ پھر سر اٹھا کر
وَاصْفِيتَاهُ كَمَا اُوْسَرَ بَهْرَ كَمَا پیشائی الہمہ کو لہو سہ دیا۔

اس روایت سے ظاہر ہوا کہ حضرت صدیق اکبر محبوب بالمعین
کی پیشائی کو بوسہ دینے کیلئے ایک پار نہیں بلکہ متواتر میں مرتبہ
بھکنے مگر تعب یہ ہے کہ جو سالیں الایمان بھی ہو۔ اور فائزہ ہے مرتبہ
صدیق بھی ہو۔ رسول اللہ کا ساتھی بھی ہو جس کو آج تک خطیب

انفل البشر بعد الاپسیا، بھی کہتے ہوں۔ جس کا امیر المؤمنین خطاب
بھی ہو جتی کہ رسول اللہ کا خلیفہ اور حاکم شیعین بھی ہو۔ ایسے مقدس
اور متاز شخص نے تو رسول اللہ کی دفات کے بعد جسیں پاک کو بوسہ
دینے کے لئے میں مرتبہ سر جھکا یا۔ اور فتنی صاحب یہ فرماتے ہیں
کہ قریب بر کوئی جھکنا بھی داخل سجدہ ہے اور سجدہ مطلقاً لغرنے
اور سید مبارک العلوی الکرمانی المدعوبہ امیر خود کتاب
سیر الارڈیا میں لکھتے ہیں کہ میں نے حضرت سلطان المشائخ نظام الحق
والدن کرتام سے لکھا دیکھا کہ "قالَ صَحِيفَةُ رَاجِهٖ عَلَيْهَا
يُقْتَلُ يَسَدَ الْقَمَّاسَ وَرِجْلَهُ" یعنی حضرت صحیفہ صحابی
رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ علیؑ کو سیدنا عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما
کے ہاتھ اور پاؤں چوتے دیکھا۔

تھرو سو برس کے بعد مفتی عزیز الرحمن صاحب نے حقیقت کفر پر بیان
فرمای کہ قریب بر کوئی بھی بھکننا دھنل سجدہ ہے اور سجدہ مطلقاً کفر
ہے اگر سلام انوں کا سرتاج اور صوفیوں کا حصیل میٹوا جس کے
امکنون نے خدا کے گھر کو ہٹوں سے ہاک کیا۔ جس نے یہ اشدا در مذاہد
کا خطاب پایا۔ جس کے تحریک سندر پر آنام مدینۃ العلیہ و علیہ
بآبیہا کی مہربت ہے جس کے نتوے خلفاء راشدین نے ہمشیر
منظور کیے۔ اس پر لزیدہ حق نے اپنے چھپ اعباس کے لئے تقبیل مرض
کو جائز سمجھا۔ اندھنی فتنی صاحب یا تو اپنے دعوے سے دست بردار

ہوں۔ یا پس خوف و خطر یہ فرمائیں کہ اس شہرِ حلم و عمل سے بھی (معاذ اللہ) خلیفی ہوئی۔ اور بجاے امیر المؤمنین کے وہی خطاب دیویں جو فقرتے حرام پوش کو دیا ہے۔

غرض روایات مذکورہ سے بنی کیم علیہ التحیۃ والسلام کے صحابہ اجلیہ کا تریب برکوع اور بقدر سجدہ کے جھکنا بلکہ پاؤں چونا ظاہر ہو گیا ہو سجدہ شجاعت کی باہت اور استحباب کیوں اس طے کافی دلیل ہے کیونکہ علامے اسلام نمای مسائل شریعت انہیں صحابہ رسول اللہ کے افعال و اقوال سے مستخرج کرتے ہیں اور اصول دین کا انہیں کو ماہر جانتے ہیں۔ مگر مفتی عزیز الرحمن صاحب کا یہ استدلال دیکھ کر کتریب برکوع بھی جھکنا داخل سجدہ ہے اور سجدہ مطلقاً لغزے بے ساختہ شہید ہوتا ہے کہ شاید کفر اور ایمان کی حقیقت کو جیسا مفتی صاحب موصوف نے جانا ہے ہا وجد سابق الایمان ہونیکے صحاب رسول اللہ بھی نہیں سمجھے یا اس کو دسری لفظوں میں یوں کہا جائے کہ (معاذ اللہ) صحاب رسول اللہ نے بھی مفتی صاحب کے حکم قطعی کے خلاف کیا اس لئے کہ مفتی عزیز الرحمن صاحب کا تو صاف صاف الفاظ میں یہ حکم ہے کہ سجدہ مطلقاً کفر ہے اور اسی حوصل پر جناب مفتی صاحب نے فقرات کے بہت بڑے گردہ گوتکہ فیر کا خطاب مرحمت فرمایا ہے۔ مگر مستکراۃ اور ابو داد کی صحیح حدیثوں سے ثابت ہوتا ہے کہ اصحاب رسول مقبول قریب برکوع بلکہ بقدر

مسجدہ جھکے بھی اور پاؤسی بھی کی۔ اب مفتی صاحب کا نتوی اگر بلوکلیسے کے مان لیا جائے تو نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ حضرات صولیہ کرام کی طرح پر خدا کے پیارے اور مسلمانوں کے سرتاج بھی داخل تکفیر ہوئے۔
 (النحوذ بالتلہ)

جانب مفتی عزیز زار حسن صاحب نے فقرے احراام پوش کی تکفیر کیواسطے حیث کم ایسا جامع صادر فرمایا ہے کہ لنظر فائز سے دیکھا جائے تو اس ایک فتویٰ نے اسلام کے تیرہ سو برس کے دفتر کو درہم و برہم کر دیا۔ اور مسلمانوں کی قبائے ایمان کو اس طرح پُر زے پُر زے کیا کہ اب سوائے کفر کے اور کچھ نظر نہیں آتا اور ایک احرام پوش فرتے سے لیس کر اصحاب سول اللہ تک مفتی صاحب کے اس خود ساختہ کفر میں سب داخل ہو گئے۔

اس کو بھی ہم بہت غنیمت حانتے اگر مفتی صاحب کی اس تکفیر کا سلسلہ اصحاب رسول اللہ تک پورخ کر ختم ہو جاتا۔ لیکن غصب تو یہ ہے کہ اس تکفیر کا ہاتھ اور بھی آٹھے بڑھتا نظر آتا ہے چنانچہ متفقہ ہے کہ عثمان بن مظعون کی لاش کو خود حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بوسہ دیا۔ (مشکوہ)

مفتی صاحب کی اس تکفیر کا سلسلہ اب انہا تک پورخ گا۔ اور آئے کے اس اجتہادی اور محققانہ کلمہ کے اثر نے اس قدر ترقی کی کہ کسی گروہ اور کسی طبقہ کو نہیں پھوڑا۔ گیونکہ ہی ایک نتوی بلا لحاظ

اور بیہر امنیاز کے اول سے آخر تک سب کو دام نکفیر میں گرفتار
کر سکتا ہے۔ اب اگر ہم ایک مشہور شاعر کے ہم نواہ کریے شعر
پڑھیں تو شاید کسی طرح ہے فعل اور ناموزوں مل ہو گا۔
ناوک نے تیرے صید نہ چھوڑا زمانے میں
زٹپے بے مرع قبلاً نما آشیانے میں

البته فعل مفتی صاحب اس قدر اور فرمائکتے ہیں کہ عثمان
بن نظرون کی لاش کو بوسہ دینے کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
 وسلم کا جھکنا تو ضرور اس روایت سے ظاہر ہوا۔ لیکن یہ فعل آپ کا
 آپنی ذات کے واسطے تھا جو کسی مصلحت پر مبنی ہو گا۔ عذر یہ ہے کہ
 آپ نے کسی کو قریب سجدہ بھکن کی اجازت تو نہیں دی جس سے
 تقبیل ارض کا بجا از نباہت ہوتا۔ تو بت مکن ہے کہ مفتی صاحب کے
 ہم خیال حضرات کو شہر ہوا اور مذاق دیوبندی کے جوش میں ٹھیک
 کہ مفتی صاحب کی یہ ولیل عقول ہے تو انشا اللہ ہم یہ شک بھی
 رفع کئے دیتے ہیں۔

ہر خپڑیہ عذر بارہ اصولاً قابل لحاظ نہیں کیونکہ شاعر کا کسی
 فعل سے انکار نہ کرنا اور صرف خاموش رہنا اس فعل کے جواز کیوں اس طے
 کافی ہے جبکہ مثکودہ کی روایت مذکورہ میں ظاہر ہوا کہ خود
 شاعر علیہ السلام قریب سجدہ بھکے۔ اور ابن نظرون کی لاش کو پس
 دیا اگر کسی دوسرے شخص کا فعل ہوتا اور آپ دیکھیں کہ خاموش رہتے

تو بھی تقبیلِ رض کا جواز ثابت ہوتا مگر جب خود آپ نے تقبیلِ رض فرمائی تو اپکے
اس فعل سے علاوہ جواز قطبی کے بھارے لامسٹے بھیال ادا کے شکر
یا بسبب محبت یا بنظر تعظیم چکنا سنت ہو گیا۔ جیسا کہ سفر السعادت
میں ہے کہ امام ابو یوسفؓ اور امام محمدؓ کے تردیک سجدہ شکر
سنت ہے۔

لیکن قطع نظر اس کے مانعین تقبیلِ رض کے اطمینان کیوں اسے
ہم مستند کتاب سے یہ صحیح روایت نقل کرنے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صرف قریب سجدہ بھکنے کی نہیں بلکہ سجدہ کر لے کی
اجازت دی۔ چنانچہ مشکوہ کتاب الروایا صفحہ ۳۹۶ میں منقول ہے
کہ ”وَعَنْ أَبْنَ خَزَمَيْهِ أَبْنَ ثَابَتْ عَنْ عَمَّهِ أَبِي خَزَمَيْهِ أَنَّهُ
دَأْتَ فِيهِمَا بَيْرَالثَّالِمَةِ أَنَّهُ سَجَدَ عَلَى جَهَنَّمَةِ الدَّيْرِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرَهُ فَاضْطَبَعَ لَهُ وَقَالَ صَدَّاقَ
رَوْيَاكَ فَسَجَدَ عَلَى جَهَنَّمَتِهِ“ یعنی ابو حزمیہ الفاری رضی اللہ
 تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کی خدمت میں عرض کیا کہ میں نے سوتے میں خراب دکھائے
کہ آپ کے جسمہ مبارک پر سیدہ کرتا ہوں۔ پس آنحضرت یہ کہ گئے
اور فرمایا کہ اپنا خراب سچا کرو۔ پس میں نے سجدہ کیا آپ کی
جیں اقدس پر۔

اس حدیث کے راوی ابی خزلمیہ بن ثابت ہیں جن کا اصحاب

اجملہ میں شامل ہے۔ اور خزمیہ بن ثابت کی تقدیرت اسی سے ظاہر ہے کہ آپ کی شہادت دو شہزادتوں کے براہ رہ ہے جیسا نچہ مشکوہ کے حاشیہ پر لکھا ہے کہ "خزمیہ بن ثابت صحابی مشہور است۔ وآل راذوالشہزادین می گویند۔ ونام او عبد اللہ ریاض عمارہ والبخاری نیز صحابی النصاری است"

البخاری شریف کے اس حدیث سے ایک مقاوم صحابی کا جمیں اقدس پر سجدہ کرنا اور اداۓ سجدہ کے لئے رسول اللہ کا اجازت دینا ظاہر ہو گیا اور صرف اجازت ہی نہیں دی بلکہ جب آپ کو معلوم ہوا کہ ابو خزمیہ نے یہ خواب دیکھا ہے تو ابو خزمیہ کی فاطرے یہ اہتمام فرمایا کہ آپ لیٹ گئے۔ تاکہ جمیں مبارک پر وہ سجدہ کر سکیں۔ پھر ارشاد ہوا کہ جو خواب دیکھا ہے اس کو سمجھا کرو۔ یعنی میسری جیسی پرسجدہ کرو۔ تب ابو خزمیہ نے سجدہ لیا۔ اندھاں واقعہ سے سجدہ تنظیم کا چار اذتابت ہوئیا۔

لیکن ناظرین کے فرید الہمیان کے واسطے اس حدیث کا ترجیح ہم ایک شہور محدث کی شرح سے نقل کرتے ہیں تاکہ معلوم ہو جائے کہ حضرات محمدین کے تزویک ابو خزمیہ کا یقین مذموم نہیں ہے بلکہ عجیب ہے اس لئے کہ اس واقعہ کے حامل سے نتیجی دیا ہے جو اس حدیث کی صحت کیلئے بھی کافی دلیل ہے جیسا نچہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ اشتمع المحدثات شرح مشکوہ میں لکھتے

ہیں کہ چنانکہ گفت۔ عَنْ عَمِّهِ أَبِي حُزَيْفَةَ أَتَهُ رَأَى فِيمَا
يَرَى الْمَالِمُ أَتَهُ سُجِّدَ عَلَى جَبَّهَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ ابو خزیمہ الصاری میں لوید کے وے درخواب
وید کے سکھہ کردہ است بر جہنم آنحضرتؐ فَلَخَبَرَهُ بِسْ خبر کر د۔
آنحضرت را و عرض کر دا میں خواب را ہر وے۔ فَاضْطَجَعَ لَهُ۔
بس بر چلو افتاب آنحضرتؐ برائے خاطر ابو خزیمہ۔ تا سجدہ بر جہنم
میسر گردد۔ فَقَالَ۔ بس لفت آنحضرتؐ صَدِيقٌ مُرْؤْیٌ اَكَ۔
راست گرداں خواب خود را کہ ویدہ و سکھہ کن بر جہنم من قَسْبَحَدَ
علیٰ جَبَّهَتِهِ۔ پس سجدہ کرد ابو خزیمہ بر جہنم رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم۔
(رواہ فی الشَّرِحِ السَّنْدِ)

اس رائے بعد محدث دہلوی علیہ الرحمۃ نے اس حدیث کے حوالے سے
اپنی رائے شکستہ ہوئے یہ ارتام نہ رایا کہ محدث طبیعی کی بھی بھی
رائے ہے وہو ہذا۔

” دا میں حدیث ولیل است بر استحباب عمل برؤیا۔ یاد رقطہ
اگر از اطاعت باشد چنانکہ درخواب ہیند کہ روزہ داشتم پانمازگناشتہ
بالصدق کر دے یا مرد صاحب رازیارت کر دے وہ رچہ مانند آئست۔

دکڑا قال الطبیعی،

محمدث دہلوی علیہ الرحمۃ کا آخری فتوی جس طرح صحیح حدیث
کے لئے کافی دلیل ہے اسی طرح اس سے یہ بھی ظاہر ہوا کہ حضرت

ابو خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خواب کے مطابق سجدہ کرنا مستحب اور از قبیل طاعت تھا۔ مثل ماذ دوزہ و اصدقہ دوز پارت مرد صائم کے۔ مگر جس سجدہ کو محدث دہلوی نے مستحب اور از قبیل طاعت فرمایا ہے۔ اُس کو مفتی عزیز الرحمن صاحب اپنے تحریکے بخش میں فرماتے ہیں کہ سجدہ مطلقاً لفڑا اور مرتبک اُس کا کافر ہے۔

اب سوائے اس کے چارہ نہیں کہ مفتی صاحب کے سامنے صاف صاف الفاظ میں اقرار کریں کہ ہنے شک سجدہ شکر و تھیمت کو ہم مباح اور ستحب بلکہ سنت ہانتے ہیں اور بھکنا اور پا بوسی کرنا بغیر خسال عبادت ہرگز ممنوع نہیں سمجھتے۔ اور بخوشی و رغبت اس کو بھی منظور کرتے ہیں کہ ہمارا حشر و لشرا انہیں حضرات کے ساتھ ہو۔ اور خدا انہیں گی اعتماد و محبت میں ہم کو مصروف رکھنے بخوبی نے سجدہ تھیمت کو مباح سمجھا اور خود بھی کیا اور آپ اور آپ کے پیشو اجنب قہستانی کو اختیار ہے کہ جہیں کو چاہیں تکفیر کا خطاب دیں اور جو مشرب مناسب معلوم ہو اس پر عمل فرمائیں۔ مگر اسکا بھی خمال رہے کہ قیامت کا دن بھی قریب ہے لیکن ایسا نہ ہو کہ مسلمان اور مسلمانوں کے بڑے بڑے پیشواؤں کو علمانیہ کا فرستہ چکر زنگ نہ لالائے۔ کیونکہ ترمذی میں سکرہ بن جندب سے مردی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ایک دوسرے پر لعنت نہ کرو۔ اور نہ کسی پر خدا کا غضب دھاؤ اور نہ کسی کو دوزنی

کہو۔ (توفی والی دادا)

اوہ بوسلم سے مردی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آله وسلم نے فرمایا کہ جو شخص کسی کو کافر کیے پھر اسے با اللہ کا ذمہ بتائے حالانکہ وہ ایسا نہ ہو تو وہ کلمہ کفر نہ سی پر جو شع کرتا ہے۔

(رواہ البخاری و مسلم)

لیکن منقی عزیز الرحمن صاحب کی خدمت میں ایک بات عرض کرنا اور باتی ہے۔ وہ یہ کہ آپ نے جو سجدہ کو مطلقاً کفر اور قریب سجدے کو کافر ٹھہرا�ا جس کے رو سے قام مسلمان اور ان کے جملہ پیشوادا رہ اسلام سے خارج ہو سکتے ہیں۔ پہاں تک بھی غیبت محت اگر آپ نے اس کے بعد جو حکم صادر فرمایا ہے وہ بہت اہم اور دشوار ہے کیونکہ اس عالمگیر تکفیر کے اثر سے شاید دو چار مسلمانوں کا ایمان کسی طریقے سے بچتا بھی تو دوسرا حکم آپ کا ایسا جائز ہے کہ اب پیزار تاویل کریں مگر ایک شخص کا بھی ایمان نہ کرے یہ بہت مشکل معلوم ہوتا ہے اور اب ہرگز ایماندار ہونے کا دعویٰ کوئی نہیں کر سکتا۔ اس لئے کہ آپ تکفیر کا حکم قطعی دینے کے بعد یہ فرماتے ہیں کہ "آن کے ساتھ ارتھاً و احتمال طمعت و داد حرام و ناجائز ہے" حالانکہ آپ کا یہ فرمان اصول شریعت اور مذہب المُسْلِم اسلام ہی کے منافی نہیں ہے۔ بلکہ حضرت خیر المانام علیہ الصلوٰۃ والسلام کے طریق و سنت کے صریح فلان ہے۔

لہذا طبقہ اسلام میں فرنگیب بسجدۃ التحیۃ کے ساتھ ارتباط و اختلاط
بھت دوداد کے جواز اور عدم جواز کی اگر تشریع کی جائے تو بہت طوالت
ہوگی اس لئے ہم آپ کو نہایت اختصار کے ساتھ یہ دکھاتے ہیں کہ
فرنگیب سجدۃ التحیۃ کا لاؤ کیا ذکر ہے۔ شریعت اسلام نے ہر سم کو
یہاں تک احتراز دی ہے کہ ایسا کافر جس کا کفر نص صریح سے
ثابت ہے اس کے ساتھ بھی ارتباط و اختلاط حائز ہے۔

اس کی نسبت ہم زیادہ بحث نہ کریں گے بلکہ ایک ایسی صیغ
حدیث نگارش کرتے ہیں جو اس مسلم کیلئے بطور کلمیہ کے اور ہمکی
دعوے کیوں اس طے قطعی دلیل ہے چنانچہ صاحب سفر السعادت
لے لکھا ہے کہ رسول اللہ صلیم ایک یہودی کی عیادت کو تشریف
سلے گئے۔ لیکن ہم اس حدیث کو شرح سفر السعادت مصنف شاہ
عبد الرحمن صاحب محدث دہوی سے یہاں نقل کرتے ہیں۔

”نخاری و ابو داود انسؓ آور ده انذ کہ پسرے بود
از یہود کے خدمت می کرد پیغمبر را صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پس بیمار
شد پس آمد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہ عیادت وے“

یہ حدیث کا بہلا حصہ ہے جس سے حضور سرور عالم کا
عیادت یہود کے واسطے جانانا بہت ہوا جو صین ارتبا ط
د محبت کی دلیل ہے۔ چنانچہ خود محدث دہلوی نے اس

حدیث کو ختم کرنے کے بعد لکھا ہے کہ: "اذین حدیث معلوم شد
کہ استخذام کافر درست است و عبادت کافر جائز است۔
(شرع سفر المسافرات صفحہ ۲۷۹)

اور کتاب مظاہر میں نواب قطب الدین خاں صاحب اس
حدیث کی شرح میں یہ تحریر فرماتے ہیں: "اس حدیث سے معلوم
ہوا کہ جائز ہے خدمتِ کرآن کافر ذمی سے اور جائز ہے عبادت
اس کی" اور کتاب تحریم میں لکھا ہے کہ: "یہ یہود کی عبادت میں ضانہ
نہیں اور علیا کا اختلاف ہے بھوسی اور فاسق کی عبادت میں
اور صحیح تر یہ ہے کہ مضافاً ذمہ نہیں۔"

اب جناب مفتی صاحب یہ ارشاد فرمائیے کہ اس سلسلہ میں
آپ کی تقلید مناسب ہے یا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی
متائبعت ہم کو لارام ہے یا معاذ اشتر یہ سمجھا جائے کہ خود رسول اللہ
نے بھی آپ کے قول کی مخالفت کی اور تو یہ تو یہ فعل حرام و ناجائز
کے ترکب ہوئے۔ لیکن ہم بحالت صحت نفس اور ثبات عقول
افراد کرتے ہیں بلکہ لکھ دیتے ہیں کہ والدہ ہم کو آپ کی تقلید پر گز
ہرگز منظور نہیں ہے اور انشا اللہ بقدر حیثیت اخلاقی رسول اللہ
کا اتباع کریں گے۔ اور کبھی ارتبا ط و اتحاد کو حرام و ناجائز
نہ سمجھیں گے۔

حالانکہ مشکوٰۃ اور سفر السعادت کی ان صحیح حدیثوں سے
 بخوبی ثابت ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عثمان
 بن منظعون کی لاش کو بوسہ بھی دیا اور ہیودی کی حیادت کو بھی
 کئے اور دو لوڑ واقعات ایسے ہیں کہ اب اور کسی دلیل کی
 ضرورت نہیں مگر چونکہ جناب سرور عالم کے پیروں میں قتل ایسے ہیں
 جو منفی عزیز الرحمٰن صاحب کے حکم قطبی کے صریح خلاف ہیں۔
 اسی جس سے خیال ہوتا ہے کہ شاید ہمارا یہ مستدل لال بھی جناب
 منفی صاحب کے دل پر کچھ اشہد کرے کیونکہ حضرات علماء دیوبند
 تو پہلے ہی سے رسول اللہ کے بے شل ہونے کے قابل نہیں ہیں
 اگر اسوقت بھی ہمارے فاضل منفی صاحب آنابستمن میتلکدم۔
 کا حوالہ دیجیے فرمائیں کہ رسول اللہ بھی مثل ہمارے ایک بشر تھے اور
 ان سے اس سلسلہ میں فاش غلطی ہوئی اور بڑا سبب غلطی ہونیکا
 یہ دھکائیں کہ وہ اُمّتی محض سختے اور یہم سند بافتہ عالم اور دستار ہند
 فاضل اور دارالعلوم دیوبند کے منفی اور زینت سند قضاہیں تو
 منفی صاحب کے اس خیال کا کام اعلان ہو سکتا ہے اور نہ آس
 صریح واقعہ بے کرم انکار کر سکتے ہیں کہ رسول اللہ امی نہ تھے سماسطے
 اب اسے قومی ثبوت کی ضرورت معلوم ہوئی ہے جس میں ذمتویں
 و تنقید کی گنجائیں ہو اور نہ کسی کو انکار کی جرأت ہو بلکہ چاروناچار
 منفی صاحب بھی جس کو منظور فرمائیں۔

امدار رسول اللہ سے زیادہ افضل بلکہ رسول اعلیٰ کا خالق
اوپر وجوہ بشرت سے بھی محترم اور سہو ولیان سے بھی ممتاز
ہے اس کا فعل سندھا ہم پیش کرتے ہیں کہ جس محبت و وداد
کو منفی صاحب نہ حرام و ناجائز فرمایا ہے وہ خاص سنت الٰہی
ہے۔ چنانچہ اسیں شاید کسی کو عذر نہ ہو گا کہ کہنگار فاسق۔ فاجر۔
کافر۔ بشرک بندوں کے ساتھ بھی اگر مان باپ سے زیادہ اور
بلاغر غرض اور لذائے وال محبت ہے تو خالق حقیقی جل جلالہ مکو ہے کیونکہ
وہ رزاق مطلق ایک قطعی کافر کی بھی اُسی طرح خبرگیری کرتا ہے۔
جس طرح ایماندار بندوں کو روزی ہونچانا ہے جس کی تحریف
یعنی حج سے پھر سوبھر پیشتر سعدی علیہ الرحمۃ نے لکھا ہے کہ
”تو کہ باد شمناں نظرداری“

غرض ہر ایک ملحد۔ مرتضی۔ کافر۔ زندقان کو پروردش کریوا
اور بمحیثت خالق اور خداوند ہونے کے سب کی لمحہ اشت
اوسر کے ساتھ پھی اور ہے غرض محبت کرنے والا اگر کوئی ہے
تو ذات حضرت واحد ہے لہذا منفی صاحب کو اختیار ہے کہ
جس طرح آپ کے بندوں نے اپنی علمی قابلیت کا یہ ثبوت دیا
ہے کہ امکان کذب باری تعالیٰ ثابت کیا ہے آپ اس کا بھی
الزمام خداوند عالم کو دیں کہ ہمارے فتوے کے خلاف وہ

کافروں کی پر درش اور نگہداشت کرتا ہے اس لئے (معاذ اللہ)
وہ فعل حرام و ناجائز کا مرکب ہوا۔ آللّٰهُمَّ احْفِظْنَا
مِنْ شَرِّ دِرَأَ الْفَرِسْتَا۔

مفتش صاحب کا یہ فتوے دیکھی کر صان طور پر یہ معلوم ہوتا ہے
کہ مفتی صاحب کے دہم ذہیال کا جہاں تک گزر ہو سکتا ہے
وہاں تک آپ کے اس اجتہادی فتوے کا بھی اثر ہو سکتا
ہے۔ یہ کلیہ ایسا جامع ہے کہ خاطی اور غیر خاطی کا بھی فرق د
اما تیاز گرنے کی ضرورت نہیں۔ اور یہ خیال کرنے کے بھی چندال
حاجت نہیں کہ کس کی پرایت کا ہم کو حق حاصل ہے اور کس کی
شان میں زبان ہلاکے کی بھی مجال نہیں۔ مفتی صاحب کی تحقیق
ذہانت کا یہ عجیب کشمکش ہے کہ اگر آپ کے اس فتوے پر عمل
کیا جائے تو فقراء احرام پوش کے ساتھ تما می سلان اچھے ہوئے
چھوٹے بڑے دوست، دشمن سب کو دام تکفیر میں گرفتار
کر سکتے ہیں۔ اس موقع پر خواجہ وزیر کا یہ شعر یاد آتا ہے۔

دیکھا جسے۔ ٹھاکر کیا۔ تاکا جسے۔ مارا

اس آنکھ سے ڈریے جو خدا سے نہ دیں اسکے

کاش مفتی صاحب ایسا جامع اور وسیع المعنی فتوے
نہ دیتے اور کوئی دوسرا حرم تلاش فرمائے ایک فرقہ دا حرام
پوش ہی کو کافر مشرک ملعون۔ مرد و دہنستے تو بھی مضا کفر نہ کھا

اس لئے کہ یہ فاکسیار ان ہنڈ مفتی صاحب کے اس مقفلانہ ارشاد سے
پشاور تجیدہ اور ناخوش بھی نہ ہوتے۔ کیونکہ جو لوگ دنیا کی دولت
تروت۔ قیش۔ راحت کو خیر بارکتے ہیں۔ وہ لوگ عزت۔ ذلت
نیک نامی۔ بد نامی۔ تو ہیں۔ تو ہمیف کو برابر جانتے ہیں۔ خصوصاً
ملامتی مشرب والے تو ہمیشہ کوچھ رسوائی میں رہتے ہیں۔ اور اگر
آن کو سمجھا تو کہتے ہیں۔

گرچہ بر نامی مت نزد عاقل
مالکی خواہیم نگ د نام را

لیکن افسوس اس کا ہے کہ مفتی صاحب نے جس اسلام کی
تائید و حمایت میں قلم اٹھایا اس کو کوئی فائدہ نہ ہوا
اور جس طرح نادان دوست باعث تکلیف و لفڑان
ہوتا ہے اسی طرح مفتی صاحب کے ہاتھ سے اسلام کے
پہلو کو یہ ایسا ناقابل برداشت صدمہ پوچھا کہ آج تک کسی
دسمیں اسلام کے ہاتھ سے بھی اسلام اور اہل اسلام کی نہ ایسی
توہین ہوئی اور انہیں بد نامی۔ اور جو نکہ لیک معزز مسلمان بھائی
اور مقتدر ہم نہ ہب کے ہاتھ سے یہ صدمہ اپوچھا ہے لتراب
سوائے اس کے اور کیا کہہ سکتے ہیں۔

ہر کس از دست غیر نال کند
سعادی از دست خو لشیق فریاد

اس سے زیادہ بہترستی اور کیا ہو سکتی ہے کہ ایک مسلمان عالمہ نے
بپر تحقیق و تدقیق الیسا فتویٰ دیا کہ فرقہ احرام پوش کے ساتھ
جملہ مسلمان دائرہ اسلام سے خارج ہوئے جاتے ہیں اور صرف
آن کی تکفیر ہی نہیں کی گئی بلکہ وہ ایسے مجرم قرار پائے کہ ان کے
سامنے ارتہا ط و اختلاط و محبت و وداد حرام و ناجائز ہو گیا۔

معلوم نہیں اس میں کیا مصلحت تھی کہ مفتی صاحب نے اصول
شرعیت کے خلاف مسلمانوں کی تکفیر میں اس قدر عجلت فرمائی
حالانکہ علمائے معتبرین نے صاف صاف لکھ دیا ہے کہ مسلمان
کی تکفیر میں تامل اور آحتیاط بلطفہ کرنا چاہیے چنانچہ علامہ
علی قاریؒ شرح فقہ اکبر میں لکھتے ہیں کہ علمائے کظر کے مسئلہ
کے متعلق کہا ہے کہ جب کسی سوال میں نتا لوئے احتمال کفر
کے ہوں اور فقط ایک احتمال ایسا ہو جس سے کظر کی لفظی
ہو سکے تو مفتی اور قاضی پر لازم ہے کروہ اس احتمال پر عمل
کرے جو نافیٰ کفر ہو۔ کیونکہ غلطی سے ہزار کافر میں کو حلقت
اسلام میں داخل کرنے کی نسبت فقط ایک مسلمان کو حلقت
اسلام سے خارج کر دینا زیادہ آسان ہے لیعنی ہزار کافر میں
کو غلطی سے مسلمان کرنے میں اتنا بڑا نہیں ہے جس قدر کہ
ایک مسلمان کو حلقت اسلام سے خارج کرنے میں ضرر و
نفع ہے۔

گرفتی عزیز الرحمن صاحب نے اس اصول شریعت پر ذرا توجہ نہیں فرمائی۔ اور علامہ علی قاری کے اس قول کے خلاف مسلمانوں کے بہت بڑے اور کثیر العقد اور گردہ کو علاویہ تکفیر کا خطاب مرحمت فرمایا اور الگ مفتی صاحب کے قائم کردہ گذیر خور کیا جائے تو جملہ مسلمان دارِ اسلام سے خارج لظرتے ہیں۔ حالانکہ حضرت امام ابو حینیفہ علیہ السلام نے توصیات صاف پر فرمادیا ہے کہ اہل قبلہ کافر ہو ہی نہیں سکتا۔ مگر ہمارے چھل مفتی صاحب نے اس کا مطلق خیال نہیں کیا اور بے دریگ مسلمانوں کو ملعون بھی کہدیا اور کافر اور مشترک بھی بنا دیا حتیٰ کہ ڈن کے ساتھ ارتبا ط و اختلاط وغیرہ کو بھی حرام و ناجائز کر دیا۔

الگ مفتی صاحب نے اپنے اجتہاد کو فہرائے متفقین کے اقوال پر رتبیح دی تھی اور ڈن کی رائے کوبے و قوت سمجھا تھا تو ہم یہ عرض کریں گے کہ مفتی صاحب نے اس کا بھی لحاظ نہ فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مرتع الفاظ میں مخالفت فرمائی ہے کہ کسی مسلمان کی تکفیر نہ کرو۔ چنانچہ عبداللہ بن مسعود سے مردی ہے کہ آنحضرت صلیع نے فرمایا کہ مسلمان کو یہ اکنافسق ہے اور اس کا قتل کرنا کفر ہے۔

درواہ البخاری و مسلم

اور زید بن ارقم سے مردی ہے کہ رسول الکرم صلی اللہ علیہ

وَالْمُسْلِمُ لَيُفْرَمَا كَمْ يَرِي أُمَّتُ كَمْ كَنَا هُنَّا كَمْ مُوْهَدُونَ كُوْجَتْ يَا
دُرْنَخْ مِنْ دَافِلْ نَكْرُوْ. اُورْ الْعَبْرَ كَمْ بَنْدُونَ كَأَنْ كَمْ رَبْ كَمْ
بَغْيَرْ حَاسِبَهْ نَكْرُوْ - (رواه الطبراني في الكبير)
اوَّرْ حَفَرْتَ اَنْسَ سَمَّ مُرْدِيْيَيْهْ كَمْ فَرَمَا يَا آسْ حَفَرْتَ عَصْلِي التَّطْلِيْيَيْهْ
وَالْمُسْلِمُ لَيُفْرَمَا جَوْ شَخْصَ هَمَارِي طَرْحَ نَادِرُوْيَيْهْ اُورْ هَمَارَيْهْ قَبْلَيْكِي
طَرْحَ مُتَوْجَهْ هُو اُورْ هَمَارَيْهْ يَحْمَهْ كَهَائِي دَهْ مُسْلِمَانَيْهْ. اَسَ كَلْغَهْ اَشَدْ
اوَّرْ اَسَ كَمْ رَسُولَيْهْ كَمْ ذَمَرَهْ. سَوْ اَسَ كَمْ ذَمَرَهْ مِنْ اَشَدْ كَمْ عَمَدْ
(رواہ البخاری)

ابن مسعود سے مردی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وَسَلَّمَ نے فرمایا کہ مومن کی یہ شان ہے کہ وہ طعنے دینے والا
لعنت لگر غیر المقصود گوزہ ان دراز نہ ہو۔

(رواه الترمذی و قال حدیث حسن)

ان حدیثوں میں صاف صاف ہمارے رحمۃ اللعائیین نے
فرمادیا ہے کہ جو ہمارے قبلہ کی طرف متوجہ ہو۔ ہماری طرح نماز
پڑھے ہمارا ذیکر کھائے دہ مسلمان ہے۔ میری اُمَّت کے
گنہگاروں کو در ذمہ نہ کہو۔ طعنے نہ دو۔ لعنت نہ کرو۔ لیکن
مفہمی عزیز الرحمن صاحب نے مسلمان سمجھنے کے لئے نہ ان میں
سے کوئی شرط قبول کی اور نہ طعون اور مردود کرنے سے باز آئے
 بلکہ کفر اور اسلام میں فرق سمجھا تو اسی قدر کہ سلام کرنے میں

فریب رکوٹ بھی جھکنا سجدہ ہے اور سجدہ مطلقاً کفر ہے۔

احادیث مذکورہ سے بھی زیادہ واضح اور نہایت مراجحت کے ساتھ بھی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے یہاں تک فرمادیا ہے کہ میری امت میں جو گناہ بکیرہ کے مرتب ہوں ان کو بھی کافر نہ کرو۔ چنانچہ دائل سے مردی ہے کہ آنحضرت صلیم نے فرمایا کہ اپنے اہل ملت کی تکفیر نہ کرو اگرچہ وہ کبائر کے مرتب ہوں۔
 رَوَاهُ أَبْنَ الْجَارِ وَالْخَرَجَةُ الْطَّهْرَانِ فِي الْأَوْسْطَعِ عَنْ عَائِشَةَ
 أَيْمَةُ الْمُؤْمِنَاتِ فِي مَعْنَاهُ۔

باوجود یکہ اس حدیث سے ثابت ہے کہ رسول اللہ نے صریح طور پر مخالفت فرمائی ہے کہ مرتب بکیرہ کی بھی تکفیر نہ کرو بلکہ بکیرہ اور صغیرہ کا فرق دانتیا ز کیا مفتی صاحب لے تو بغیر تحقیق و تفتش کے ہزار ہما مسلمانوں کو علانية کافر کر دیا اور اس پر طرف یہ ہے کہ ان مسلمانوں کی تکفیر کے واسطے جزویہ ایسا قائم فسرا یا ہے جس میں ہنوز اختلاف ہے اور ان مسلمانوں کا جرم یہ تجویز کیا ہے کہ وہ تقبیل ارض یعنی قدیمبوسی کر لے ہیں جس کو بعض علمائے کرام نے مہاج بعض مجتهدین عظام نے مستحب حتیٰ کہ امام ابو یوسف[ؓ] و امام محمد رحمانے مسنون فرمایا ہے۔ (بیس تقاضت رہا از کجا است تا پہ کجا)
 بجائے لحاظ اور پاسداری کے مفتی عزیزاً الرحمٰن صاحبؒ

اپنے علم اور احتجاد کے جوش میں ایسا حکم صادر فرمایا کہ بظاہر تو لیکن فرقہ کی تکفیر ہے لیکن عذر کر لے سے نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ جملہ مسلمانوں کی تقدیر کا فیصلہ ہو گیا اور مفتی صاحب کے قلم کی ایک جوش نے سب کو اسلام اور ایمان سے بے دخل کر دیا۔ اگر مفتی صاحب کو یہی منظور تھا کہ علامہ اشنازی کے فیاض

کو جملہ مجتہدین متقدمین کے احتجاد پر ترجیح دیں۔ اور احادیث بہوی کی تعمیل بھی غیر ضروری تھیں اور اس کا یہی شوق تھا کہ مسلمانوں ہی کی تکفیر کریں تو کم سے کم اتنی احتیاط کرنا لوازم تھا کہ پہلے تحقیقات فرمائیے اور جب گواہان عادل کی شہادت سے یہ جرم ثابت ہو جاتا کہ فلاں فلاں شعف سنت بزرگان دین بحالات ہے یعنی پیر کی قدیموسوی کرتا ہے۔ مسروق نام بنا مام مخفی مجرموں کے حق میں آپ ہم فرماسکتے تھے کہ علامہ اشنازی کے قیاس کے مطابق ان مسلمانوں کی تکفیر کا فتوی دیتا ہوں۔

لبیکی حالت میں شکونی اعتراض کرتا اور نہ جواب کی عما نے تقدس کے شفات دامن میں یہ بدناد صہیہ لگاتا کہ اُس نے اللہ تعالیٰ گروہ کی تکفیر کر دی جس کے افراد کو نہ کبھی دیکھا ہے نہ جن کے عادات سے واقف ہیں۔

حالانکہ سجدہ کا سکلہ اسابتین اور واضح ہے کہ معمولی طالب علم سے بھی اس میں علکھنی نہیں ہو سکتی۔ مگر یہا رے

فاضل مفتی صاحب نے صرف اسی پلوکو دیکھا کہ سجدہ از قسم عبادت
 ہے جو خداوی کے واسطے مخصوص ہے اور یہ غور نہ فرمایا کہ مجرد سجدہ
 عبادت نہیں ہے جب عبادت کی لفڑ سے کیا جائے گا تو عبادت
 ہے اور جب تحریت اور شکر کی لفڑ سے کیا جائے گا تو تحریت ہے اور
 سجدہ عبادت اُسی حالت میں ہوتا ہے کہ جب بحود کے الہ ہونیکا
 ساجد کے دل کو یقین ہو اور اگر یہ بھکنا تعظیم اور تحریت اور شکر
 کے خیال سے ہو تو غیر نذاکے واسطے بھی جائز ہے اور اگر ایسا نہ ہو تو
 تو یہ بندگان دین جو اصول اسلام سے کما حقہ واقن شنہ بلکہ جنکو
 اسلام کی جان کھانا چلہتی۔ کبھی اپنے خذوم کے آگے سر زد بھکاتے
 اور نہ آن کے خذوم اُن کا سر بھکانا اور زمین بوسی اور پابوسی
 کرنا پسند فرماتے۔ کیونکہ علاوه روحا نیت اور حقائقیت اور
 علوم باطنی اور دید اور یاقت اور فیضان اکی سے ستیغیں ہونیکے
 ان حضرات کا علم بھی مفتی عزیز الرحمن صاحب کے علم سے اور ان
 بزرگوں کی تحقیق بھی مفتی صاحب کی تحقیقات سے پہ رہا ویسیع
 تھی اور شاید اس میں کبھی کسی کو غدر نہ ہو گا کہ یہ مقبولان بارگاہ
 احادیث کفر و اپیان کی حقیقت کو مفتی صاحب سے زیادہ جانتے
 تھے۔ پس اگر مجرد سجدہ عبادت خداوی کی واسطے مخصوص ہوتا تو
 پیغمبر از سجدہ تحریت کو مہار اور سخب جانتے نہ سجدہ
 شکر کو امام الجولی سلف اور امام محمد بن مسند بن فرماتے۔

اب بادیو دیکھ حضرات علمائے عظام نے سجدہ تحریت کو مباح اور تحریب اور مسنون بھی فسر ما یا اور حضرات صوفیہ کرام نے سجدہ تحریت خود بھی کیا اور مریدیں سے ہے تاگید سجدہ تحریت کرایا بھی جیسا اور پڑھا ہوتا ہوا۔ لیکن ان جملہ دلائل اور اسناد کے قطع نظر ان مفتی عزیز الرحمن صاحب کا یہ فتویٰ مان بھی لیا جائے کہ سجدہ مطلقًا کھرا اور تنکب سجدہ تحریت کی تکفیر میں کوئی شبہ نہیں اور ہزاروں عالموں اور لاکھوں مقدس صوفیوں کو د توہہ توہہ کافر اور مشترک بھی سمجھو لیا جائے اور خیال کر لیا جائے کہلبشریت کی وجہ سے پا دسری لفظوں میں یہ کہا جائے کہ ان لوگوں سے غلطی ہوئی کہ مفتی عزیز الرحمن صاحب کی تحقیقانہ رائے کے خلاف عمل کیا اسوجہ سے تکفیر کے سزاوار ہوئے تو میں یہ عرض کر دیں گا کہ انبیاء، علیہم السلام نے جو عین خدا کو سجدہ کیا تو ان کو کیا کہا جائیگا۔ سوائے اس کے کہ یا تو اسلام کا اصول اور خدا کا حکم مانا جائے یعنی یہ سمجھا جائے کہ انبیاء، علیہم السلام معصوم ہیں اور خدا ان کا حافظ ہے تو یہ کہنا پڑتے تھا کہ سجدہ تحریت غیر خدا گیو اس طے بھی چائز ہے۔ یا مفتی صاحب کے حکم کی تعمیل کی جائے تو بعض بنی اور بعض سنگیر بھی کافر ہونے ہیں اور (معاذ باللہ) ان کی تکفیر کا قرار کرنا ہو گا۔

پہنچ پھر مولانا درم علیہ الرحمۃ نے لکھا ہے کہ جب حضرت یحییٰ و
حضرت یسیٰ علیہما السلام شکم اور میں تھے تو باہم ایک نندو سے
کو سجدہ کیا۔ (روہنہ زاد)

مادر یحییٰ چو حامل بود از و بود با مریم کش شستہ رود برد
مادر یحییٰ بحریم در نفت پیشتر از دفعہ کمل خوش گفت
کو لقین دیدم در دل تو شکست کاروا العزم و رسول الله ہست
چون بہادر اقامہم با نہ من کرد سجدہ کمل من نے ذوقطن
ای خبیں مرا جنیں اسجدہ کرد کنز بخودش در تنم افتاد در د
گفت مریم من در دل خوشیہم سجدہ دیدم زطف کلم در شکم
اشعار مذکورہ سے صاف ظاہر ہے کہ یحییٰ علیہ السلام نے شکم مادر
میں عیسیٰ علیہ السلام کو اور عیسیٰ علیہ السلام نے یحییٰ علیہ السلام تعظیماً
سجدہ کیا۔ اب اگر مفتی عزیز الرحمن صاحب کے فتوے پر
عمل کیا جائے تو ایک مقدس بنی اور ایک اولو العزم پیغمبر کی
بھی (معاذ اللہ) تکفیر ہوتی ہے جو اصول اسلام کے ضروری خلاف
ہے اور ان معصومین انہیا، علیہم السلام کی نسبت کفر کا خیال
کرنیوالا بھی کافر ہے۔

لیکن حضرت یحییٰ اور حضرت یسیٰ کا یہ قصہ چونکہ اس وقت
کا ہے جب دلوں حضرات شکم اور میں تھے۔ اور اس وقت
یہ استدلال بھی تنوی سے کیا ہے تو شاید مفتی صاحب یہ

فرمایں کہ انسان تو تا بلوغ مکلف شریعت نہیں ہوتا اور یہ دلوں
لشکردار میں تھے لہذا ان کی سند نہیں ہے اور استدلال کی تہمت
یہ غدر کریں کہ گو مولانا روم کامعتبرین علمائیں شمار بھی ہے اور
آن کی شنوی بھی مستند ضرور ہے کہ جس کی شرع پہلے تو جناب
مولانا امداد اللہ صاحب مجاہر علیہ الرحمہ نے کی اور اب مولانا
اشرت علی صاحب نے اس کی شرح اُرزو میں اپنا وقت عزیز
صرف کیا ہے مگر تاہم مشتمل ہے اس لئے بحث سائل شریعت میں
شنوی کے اشعار سے استدلال کرنا ہم صحبت نہیں سمجھتے۔

لہذا اس کا بھی اطمینان ہم کرتے ہیں اور اب یہ دکھلتے
ہیں کہ ایک معربی نے بالائی اور جوان نبی کے آگے سیدہ یہی
کیا۔ اور نبی مسیحودنے بھی آن کے سجدہ رحیم کو قبول کیا
اور اس کو خدا کا وعدہ فرمایا۔ اور اس کا استدلال بھی بندول کی
کسی کتاب سے نہ کریں گے بلکہ خدا نے برتر کا کلام اس بارہ میں
پیش کریں گے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے بیٹے
حضرت یوسف علیہ السلام کو سجدہ تعظیمی کیا۔ چنانچہ جل جلالہ
نے سورہ یوسف میں ارشاد فرمایا ہے کہ وَرَفِعْ أَبْقَيْهُ
عَلَى الْعَرْنَمِ وَخَرَّهُ ذَالَّهُ سُبْجَدَأً۔ یعنی یوسف علیہ السلام
نے ماں باپ کو تخت پر بٹھایا اور مسخوں نے یوسف علیہ السلام
کو سجدہ کیا۔ اور حب یوسف علیہ السلام نے ماں باپ کو

سجدہ کرتے دیکھا تو اس کو طراکے احشامات میں شمار کیا چنانچہ
اسی کے بعد رشاد ہوتا ہے کہ "قالَ يَا آبَتِ هَذَا أَتَأْدِينُ زَوْجَيَاَنَّ
مِنْ قَبْلٍ وَقَدْ سَجَّلْتَهَا إِنَّمَا حَقًا" یعنی حضرت یوسف علیہ السلام
لے کھا کے اے باپ یہ یہرے خواب کی تعمیر ہے جس کو پور دگار
عالم نے پیچ کر دیا۔

اب دہ غذر بھی نہ رہا بلکہ ایک ضعیف اور من رسیدہ بنی
کادوسرے بنی کے آگے سجدہ تہجیت کرنا کلام آئی سے ثابت
ہو گیا۔ امدا مفتی عزیز الرحمن صاحب کو چاہیئے کہ بقول سید علیہ
الرحمۃ "یک کار از میں دو کار می ہائے کرد" پر عمل فرمائیں کہ
یا متو علامہ قہستانی کے اس قول سے کہ سجدہ مطلقاً کفر ہے چدر
کریں اور اس کو خلاف مذہب ائمہ اسلام اور صوفیہ کرام تصویر
کریں اور سجدہ تہجیت و تعلیم کے جواز کا اقرار فرمائیں۔ یا ان
دولوں مقدس اور ابرار نبیوں کو کبھی فرقہ، احرام پوش کی طرح
(معاذ اللہ) تکفیر کا خطاب دیں۔

لیکن ایک شبہ یہ ہوتا ہے کہ شاید ہمارا یہ استدلال بھی
مفتن صاحب کے پسند نہ آئے کیونکہ جس طرح مفتی صاحب
بڑے اور بزرگ علماء رسول اللہ کے بے شکی میں غذر کیا ہے
اور رسول اللہ کے وسعت علم پر ابلیس کے وسعت علم کو ترجیح

دی ہے تو عکن ہے کہ مفتی صاحب بھی یہ فرمائیں کہ ہم انبیاء والیں مسلمان
 کی عصت کے قابل نہیں۔ یہ لعل ان کا ہے جو ہماری طرح بشرتے
 اگر انہوں نے غلطی کی اور غیر فدا کو سجدہ کی پا تو حسب تجویز علماء
 ان کی بھی تکفیر و حکمتی ہے۔ علاوہ اس کے یہ لعل ان کا ذاتی بھنا
 کوئی خاص حکم خدا کا ان کو نہیں پہنچا تھا کہ سجدہ کرو۔ تو ہم
 غاموش ہو جائیں گے۔ اور جس طرح ہمارے علمائے متقدمین اور بنی اسرائیل
 دین کی وقتاً فوقتاً علامتیہ تکفیر ہوتی۔ اور ہم نے سکوت کے ساتھ سنا
 ہے اُسی طرح اگر ان چند مقدس انبیاء والیہم مسلمان کی بھی تکفیر کا
 قتوحی ہو جائے گا تو ہم سوائے جبر کے کیا کر سکتے ہیں۔ کیونکہ
 مفتی صاحبان جب سند تضاد پر رونق افزود ہوتے ہیں۔ اور دفعتہ
 کی جلدیں ان کے داہنی اور بائیں جانب رکھی ہوتی ہیں اُسوقت وہ
 خدا کے نائب ہو جاتے ہیں اور دین و دنیا کے انتظامات کی ترمیم
 و تسلیخ کے جملہ اختیارات ان کو حاصل ہو جاتے ہیں جس کو چاہتے ہیں
 دوزخ میں بھیج دیتے ہیں اور جس کو چاہتے ہیں جنت میں بھیج دیتے ہیں۔
 اسوساطے اب ہم کو ضرورت اس کی ہوئی نہ ایسا کروہ تلاش
 کریں جس نے سجدہ تقطیع کیا ہوا وہ قطعی معصوم بھی ہو اور اس کے
 ساتھ یہ بھی شرط پوری ہو کہ اس مقدس گردہ نے بغیر اپنی خواہش

اور ارادہ کے حکم خدا سے غیر خدا کو سجدہ تغظیمی کیا ہو۔
 چنانچہ مفتی صاحب کے اطمینان کے واسطے انھیں شراللط
 کے ساتھ ہم یہ عرض کرتے ہیں کہ نص صریح سے ثابت ہے کہ الشر
 جل جلالہ نے سجدہ آدم کے واسطے طائنہ کو حکم دیا جس کا تذکرہ
 سورہ بقریں فرماتا ہے کہ - **وَإِذْ قُلْتَ لِلّٰهِ ملِئَكَةً إِسْجُودُوا**
لِأَدْمَمْ فَسَجَدُوا ۔ یعنی جب کہا ہم نے فرشتوں کو کہ آدم کو سجدہ
 کرو۔ پس گاؤں نے) سجدہ کیا اس سے صاف ظاہر ہے
 کہ فرشتوں نے خدا کے حکم سے آدم علیہ السلام کو سجدہ کیا۔
 اب ہماری وہ کوشش بھی پوری ہو گئی کہ اس تسلی
 میں سجدہ کرنیوالے فرشتے ہیں جو نقطی مخصوص ہیں۔ سجدے کا
 حکم دینے والا خدا ہے جو سب کا خالق اور مالک ہے اور
 ثبوت میں قرآن شریف ہے جو ام الکتاب ہے۔ ہم سجدہ
 تغظیم و تجیت کے جواز میں اس سے زیادہ واضح اور قوی دلیل
 نہیں پہنچ کر سکتے۔ کیونکہ نہ ایسی کسی اور خلق تک اہم کو علم
 ہے جو فرشتوں سے زیادہ مخصوص ہو جس کا از راہ تجیت و تغظیم
 سجدہ کرنا ہم بیان کریں۔ نہ قرآن سے زیادہ صحیح اور معتمر کوئی
 کتاب ہمارے پاس ہے جس کو ثبوت میں دکھائیں اور نہ

خدا نخواستہ امکان کذب باری نہائے کے ہم قائل ہیں کہ اسکے
انتظام کو غلط سمجھیں اور کوئی دوسرا صحیح حکم دینے والا لالش
کریں۔ اس لئے ہمارے خیال میں جو از سجدہ تحریکت کیوں اس طے
اس سے زیادہ معتبر اور کوئی شہادت نہیں ہو سکتی۔

ہاں اگر مفتی صاحب کے فتوے کے مطابق یہ خیال کیا جائے
کہ سجدہ مطلقاً لفڑھے تو یہ ضرور عرض کروں گا کہ کم سے کم آدم
علیہ السلام کے سجدے میں بیچارے فرشتوں کا کوئی تصور نہیں
مسلم ہوتا ہے کیونکہ نہ انہوں نے اپنی خواہش سے سجدہ
کیا۔ نہ سجدہ کرنے کی استدعا کی۔ بلکہ نہ وہ مالک حقیقی نے
یہ نہ کہ انس بھر دُخافرمایا اور ان کو آدم سے سجدے کا
حکم دیا۔ اگر اس میں غلطی ہو۔ فی ہے تو (معاذ باللہ) خدا سے
ہوئی ہے کہ اس نے معصوم فرشتوں سے وہ کام کرایا کہ
بقول مفتی صاحب جو مستلزم شرک و کفر ہے۔

مگر یہ رت خیز ہے امر ہے کہ مفتی صاحب جو یقینی خدا کے ایک
بندے ہیں وہ تو کفر دایان کی حقیقت سے اس قدر واقف
ہوں اور خداوند عالم جو غالباً کفر دایان ہے وہ ایسی غلطی کرے
کہ معصوم فرشتوں سے خاک کے پتلے کو سجدہ کرایا جس بحقیقت

مفتی صاحب قطعاً کفر ہے۔

اور اسی مقابله میں دوسری غلطی خدا سے یہ ہوئی کہ ایک ایسا یماندار کو جس نے مفتی صاحب کے خیال کے مطابق عیر خدا کے سجدے سے الکار کیا تو حکم الحکمین نے اسکا کافروں میں شمار کر لیا اچانکہ آئی آیت کے آخری حصے میں فرمایا ہے۔ *إِلَّا إِنْلِيْسَ - أَنِّي وَأَسْتَكْبِرُ وَكَانَ مِنَ الْكَافِرِينَ*
یعنی البلیس نے خانا اور تکبر کیا اور ہذا کافروں میں ہے۔

یہ مقصنا دشمنون قابل غور ہے کہ مفتی صاحب کا فتویٰ تو خدا کے حکم کی صریح مخالفت کرتا ہے اور خدا کا فرمان مفتی صاحب کے فتوے کی پوری تردید کرتا ہے کیونکہ مفتی صاحب کے فتوے کا تو یہ دشمنون ہے کہ سجدہ صحیت مطلقاً کفر ہے اور جو سجدہ کرے اُس کے مرتب شرک و کفر ہونے میں کوئی شبہ نہیں۔ اور خداوند عالم اس کے بدلے شرعاً تاہی ہے کہ البلیس نے آدم کو سجدہ نہیں کیا اس لیجہ سے *وَكَانَ مِنَ الْكَافِرِيْنَ*۔ یعنی کافروں میں ہو گیا۔

اب مفتی صاحب کے طرفداروں کو اختیار ہے کہ خدا کے حکم کو صحیح جانیں یا مفتی صاحب کے فتوے کو معتبر نہیں۔ اسکے

وہ دار وہ ہوں گے مگر تم جاؤ اور از بند کھتے ہیں کہ ہر گز ہر گز نہ
خدا کے ذرا بلال سے کسی غلطی ہوئی ہے اور نہ آیندہ ہوگی
اور نہ خدا کی رائے پر کسی بندے کی رائے کو ترجیح ہو سکتی ہے
جو کچھ اُس نے کیا اور کرتا ہے اور آئندہ کرے گا وہ سب
صحیح درست ہے۔ مفتی صاحب سجدہ تحریک کو شرک کہیں
یا انفرمگر ہمارے خیال میں اقوال علماً دین و سلف صاحبین
اور سیرت بزرگان کاملین و انبیاء مرسلین سے سجدہ تحریک
و تنظیم کی ابادت اور سخا ب عقل و نقل و خوبی ثابت ہے۔

اگر یہ شہر ہو کہ عہد انبیاء و سابقین میں غیر خدا کے واسطے ہی
سجدہ درست کھا اور اب سجدہ مطلقاً کفر ہے۔ تو یہ ضریع
دھوکا ہے اس لئے شریعت محمدی میں جو عبادت اور عقیدہ
ذات حضرت رب العزت کے واسطے مخصوص ہے کسی نبی کی
شریوت میں س کا جواز غیر خدا کے لئے نہ تھا۔ اعمال میں
اگر تغیر ہو اے تو وہ بھی اسی قدر کہ مٹلا پہلے چھ مہینے کے
روزے اور پھا س وقت کی نماز فرض تھی تو اب ایک مہینے
کے روزے اور پانچ وقت کی نماز فرض ہے مگر یہ نہیں ہوا۔

کہ آج بعض خدا کیوں سطے نماز پڑھی جاتی ہے تو پہلے غیر خدا کیستے
 بھی نماز پڑھنا درست تھا۔ ہرگز نہیں بلکہ جس طرح آج خدا کو
 واحد اور قدیم اور خالق عالم جانتے ہیں اُسی طرح ہر بُنی کی شریعت
 میں خدا کو واحد اور خالق سمجھتے لازمی تھا تو یہ حضرت رب العزت
 کی تعلیم ہر عہد اور ہر فرن میں لکھاں رہی پس آگر آج سجدہ
 مطلقاً لغز ہے تو ضرور تھا کہ ہر بُنی کی شریعت میں کفر ہوتا۔ حالانکہ
 یہ نہیں ہوا بلکہ ترآن شاپرمنے کہ خود اسریبل حلال ہنتے آدم
 علیہ السلام کے بحدے کے لئے ملائکہ کو حکم دیا اگر سجدہ رکظیم
 بھی مثل اقرار توحید خدا ہی کیوں سطے مخصوص ہوتا تو کبھی
 رکظیم آدم کیلئے ملائکہ کو سجدہ کا حکم نہ ہوتا۔

اور بفرض قائل اگر مفتی صاحب کی فند سے مان بھی لیا
 جائے اور سجدہ تحریک کو حرام بھی کہا جائے تو یہ عرض کروں گا
 کہ فعل حرام کا مرتب گنہگار ہوتا ہے نہ کافر۔ اس صورت
 میں بھی ہمارے فاضل مفتی صاحب کو لازم تھا کہ قابل سجدہ
 تحریک کو گنہگار کئے اور کافر کا خطاب نہ مرحمت فرماتے۔

مگر یہم پھر وہی کہیں گے کہ اس سُلہ میں ہمارے فاضل مفتی صاحب
 اگر کھوڑا غدر اور تامل فرماتے تو کبھی یہ غلطی نہ ہوتی چونکہ درختار

کی جلد موجود تھی اُس میں علامہ نہستانی کی یہ ذاتی رائے دیکھ کر سجدہ
مطلق اگھر ہے۔ انہوں نے بھی عجلت میں یہی فتوتے دیدیا۔ ورنہ
مفتشی صاحب دیکھ چکے دین اور فقہاء کے بھی اقوال اگر دیکھتے تو
کبھی یہ فیصلہ نہ کرتے اس لئے کہ مفتشی صاحب نے جن عالموں
کے سامنے زوال توڑا ہے اور جن کی خرم شفیقین کے آپ خوشہ
چین ہیں وہ بزرگ بھی سلسلہ صاحبوں میں مرید اور خاندان
چشت کے حلقوم بگوش ہیں پھر کیونکہ غیرت قبول کرتی کہ مفتشی صاحب
اپنے استادوں کے پیران طریقت کو دائرہ تکفیر پس محصور
فرماتے۔

غرض مفتشی صاحب نے جو کچھ کیا اور جس خیال سے یہ تو
دیا اُس کے ذمہ دار تو مفتشی صاحب ہیں مگر ہم نے بھیثیت مناظر
نہیں تسلیم اٹھایا ہے۔ صرف عامہ خیل الائق کے خیالات کی
خانلات منظور تھی اسوا سطے یہ صراحت بھی کی اور مفتشی صاحب
کی خدمت میں یہ گزارش بھی کرتے ہیں کہ اگر دافعی آپ نے
بے نظر بداشت یہ فتوتی دیا ہے اور در پر دہ پیر کی قدمہ ہوسی
کو منع فرمایا ہے تو لقیناً اپنا فرض منصبی آپ ادا کر جسکے
اور ایک بھی خواہ قوم کو جو گز نا چاہیے دہ آپ نے کیا

اور ہم بھی اس ہمدردی کا شکر یہ ادا کرتے ہیں لیکن اسی کے
ساتھ یہ بھی عرض کریں گے کہ جملہ مطیعان ائمہ اسلام اور
خادمان صوفیہ کرام آپ کی اس پدراست و ہمدردی کو زیادہ
وقت کی نظر سے نہ دیکھیں گے اُن کی فرمائش یہی ہوگی کہ
بقول امیر خسرو دہلوی المرحمۃ:-

گرے زاہد عالیٰ خیر سلکوئی مرا ایں گو
کہ ایں آدارہ گوئے ہشان آوارہ تربادا

آخریں یہ بھی کہو تکا کہ تایخ کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے
کہ اسلام کی ظاہری قوت کا زوال اسی خانہ جگل کی بدولت
ہوا ہے۔ اور اتفاق ہاہمی کی وہ خوبصورت اور عالی شان
عمارت جو سلف صاحبین نے اپنے مبارک ہاتھوں سے بنائی
تھی اور اہل اسلام کے فخر و مبارکات کا جس پر اسحصار تھا اُسکی
ہیاد کو کمزور کرنے والا اگر کوئی ہے تو جاہ طلب اور شہرت پسند
علم کا فتل ہے۔ جس کی ایک جنیش نے بھائی کے ہاتھ سے
دو سکر بھائی کو قتل کرایا۔

افسوس کوئی توہین اور کوئی تذلیل السی نہیں پائی جاتی

جو مسلمانوں کے مقدس پیشواؤں کے واسطے معاصرین علمائے
ظواہر نے بخوبی کی ہو۔ چنانچہ اسی لفاق میں روز بروز ایسی
ترقی ہوئی کہ اب جہاں اور جب کبھی وہ اپنے مخصوص چہرے
سے نقاب اٹھاتا ہے تو ملک دباؤ کی صورت نظر آتی ہے جس کا
اثر عالمگیر ہوتا ہے۔

اہذا اب ہم ہزارہ عجڑ دنیا ز اپنے حکیم مطلق کی جناب میں
عرض کرتے ہیں کہ خداوند اپنے جیب کے صدقے میں ہم کو
ایسے سُنکر اشکار اور اتفاق کی توفیق مرحمت فرمائے اُمت محمدی
پک نہان ہو گر کئے لگے۔ **أَللّٰهُمَّ أَهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ**
آمین ثم آمین۔

حَاجِيُّ اُوْكَھَتُ شَاكُرُ وَارِث

(متوفی پچھرالیوں)

(رضیع مراد آباد)

لُقْرُطِ دِلپُر وَيَا حَبِيبُ نَظِير

اَنْتَ يَعْلَمُ فَكَلِسَا صَاحِبِ الْهُمَّةِ ذَكَارِ فَرِيدِ مِيدَانِ تَجْرِيدِ عَاشِقٍ
حَقْ قَانِ ذَاتِ طَلاقِ عَارِفٍ بِالشَّرِّ جَنَانِ بَهْتَ دِمْ شَاهِ صَاحِبٍ

فَقِيرٌ بَارِگَاهٍ وَأَرْثٌ عَالِمٌ بَاهٌ سَلَمُ اللَّهُ

ناظرین !! مجھے ایسا شخص جو مکتبِ شریعت و طریقت کا ابجوخوان
بھی نہیں وہ اپنی نادانی سے ایک بیسے علمی رسالہ کے متعلق رائے زدنی
کرے جو محدثِ تحقیق اور محدثِ تدقیق ہو سر اپا جسارت ہی جسارت
ہے اور وہ بھی اس حالت میں گہ امر ارضی روحاں کے علاوہ عوامیں بھائی
نے اذکارِ فتنہ کر دیا ہے۔ ابھی ایک جان گسلِ علامت کے جملہ پر اپنی
سمحت جانی سے زندہ، بکا لیکن ضعف و نقاہت کا ہنوز تختہ امشق
ہوں ہرگز اس قابل نہ تھا کہ کسی دعا غنی محنت کی برداشت کرتا گمراہ بقول

خیال خاطر احباب چاہئے میردم
انیں بھیس نہ لگ جائے آبگینوں کو

امراز احباب حاجی او گھر شاہ صاحبی اریٰ پیغمبر الونی کے
اصرار کے قطع نظر اپنے محض زیبائی کی یہ جانشنازی دیکھ کر حصلہ بوا
گہ زیادہ خوبیں تو شقر، سی طور پر اپنے خیالات کا اظہار کروں۔
بقول غائب۔

منظور ہے لذارش عمالِ واقعی

اپا بیان حسن طبیعت نہیں بلکہ
سُمْہ الحمد لله علی احسانہ کہ یہ لا جواب کتاب شہاب ثابت قیمت سوم ہے
رَدِّ كُفَّارِ بَرَىءَ دَاجِبَ الْحَتْرَامِ بِرَادِ طَرَقِ صَاحِبِ فِضْلٍ وَ تَحْقِيقِ سَلَیْلَہ
تعالیٰ کے قلم اعجاز رقم سے زیب قرطاس ہو کر نفع بخش خلائق ہوئی۔
حمد و حمد کی معلومات قابل قدر اور منصفانہ خیالات ہر طرح مستحق
تحسین ہیں کہ آپ کی یہ عرق ریزی حقن حضرات کے لئے سرمایہ
استدلال قاطع اور مباحث پسند احباب کے واسطے آلمہ برائیں
ساطھ ہے۔

حالانکہ صوفیوں کا ممتاز گروہ اس روقدح سے ہمیشہ دور
ربا اور عن علم اور طعن حملائی کو صہر و سکوت کے ساتھ سنارا اور الگ

گذشتہ زمانے کے مقدس بزرگوں نے ایسے مواقفات ہر کچھ
فرمایا بھی تو اسی قدر کم

خلق می گوید کہ خسروت پرستی میکنند

آئے آئے سینتم با خلق و عالم کا نیت

اور درحقیقت مؤلف موصوف کا بھی بھی ذائق و مشرب
ہے۔ خدا نے آپ کو فقیر بنایا ہے نہ نقیہ۔ مگر جو کچھ لکھا ہے وہ
”شک آمد پہنگ آمد“ کا مصداق ہے ضبط و تحمل کی بھی حد
ہوتی ہے جبکہ قدم قدم پر شک و کفر کے خارج کھانے جاتے ہیں
اور وہ بھی ایک شخص کے واسطے نہیں بلکہ چھوٹے بڑے اچھے
بُرے سب کو مردود و ملعون کا خطاب مٹا ہے تو یہ تکلیف دہ
ہے کہ سخت سے سخت دل کا آدمی بھی بغیر مشاہر ہوئے نہیں سکتا۔
دل ہی تو ہے نہ شک خشت درد سے بہرنہ آئے یوں

ردیں گے ہم ہزار بار کوئی ہمیں ستائے کیوں
پاں آگر خود برادر مکرم کوبے وجہ بھی منفتی صاحب سی سخت
گناہ کا الزام دیتے تو یقینی مددوح الشان اُس کو خاموشی
کے ساتھ سنتے اور ہر لز تردید نہ فرماتے مگر جب ایک کثیر التعداد

گروہ فقر کو بے تصور اور اس طرح نشانہ تکفیر بنا یا جس کے اثر سے اسلام کے تمامی مقدس اور برگزیدہ حضرات کی شان جلالت کو بھی نقصان پہنچا تب آپ نے مذہبی ہمدردی سے حمایت حق فرمائی جو در دلیشنا نہ زندگی کا ایک معنی خیز ہا ب ہے۔ لیکن با ایں ہمہ یہ رسالہ اس خوبی کے ساتھ تایف ہوا کہ بجز اظہار حق۔ مناظرہ کے داغ سے اپنے شفاف دامن کو حفاظ رکھا۔

ہمارے ملک اعظم کا تو یہ فرض کھا کہ اپنے مواعظ حسن سے ہے دینوں کو دیندار بناتے جس کے صلے میں سرکار رسالت پناہ سے خوشبو دی کا خلعت ملتا۔ اور خدا کی دربار سے رضا مندی کا زر تین سو ہو ان کے سر پر باندھا جاتا۔ مگر برخلاف اس کے مسلمانوں کو مشکل اور ایمانداروں کو کافر بنانے کا شوق ہے۔ دوسروں کی املاک پر قبضہ کرنا تو درکنار۔ اپنی ہی رہی سسی پوچھی کھوئے دیتے ہیں۔ الموسس۔

دوست ہو دوست کا دشمن تو شکایت کسک
یار آمادہ خون ہر تو بچا کے بھر گوں

آخر میں تاریخ طبع رسالہ نما اپنی کرتا ہوں
 ایں کتابے کے بہر و شمنی میں اثرِ تفسیر کے بہر پا دارد
 پئے تاریخ از فلکِ لفظ گفت، بضم ام غایبیاً در

(تقریبیم شاہ وارث)

تاریخ از تاریخ فکر گہر پار مقبول پار گاہ صمد مولانا
 قاضی سلیمان احمد صاحب و ارشی مخلصہ کی

ردِ کفر است چنیں کردستم بستہ شد باب سوالات وجواب
 بھر مسحوری بیت ره راست بشد المحمد کشا وہ شدہ باب
 در ہمہ سچت و تقاریر لطیف شدہ لمحوظ تسامی آداب
 جملہ ضمیوں کے لوٹشہ شدہ ہست از خطاخالی و مملوہ بصراب

گلت تاریخ ذکی بیس نادر
 گشت مطبوع کتاب نایاب

قطعہ میانج طبع ثانی

از برخور دار حافظ احمد علی شعرا و ارتی ابن جناب

حاجی پیالے صاحب ارتی مظلہ

بیشہہ د کفر ہر خوشید بے نقاب
 تھی پہلی ہار یا ہ کواب کی در آفتاب
 رکھتی نہیں دش نظیر اپنایا کتاب
 غالی خطلے سے اسکا ہر ک لفظ با صواب
 فتنے دے رہے ہیں زمانے سے شیخ و شاب
 پایا قلم نے حکم جوتائیخ طبع کا
 بجدے میں گرے کھمی یہ تحریر پا صواب

کیسے چاہ کلمت تکفیر ہنپٹ گئی
 بار دلکو یہ چرخ چار م پ چا چڑھی
 تحقیق تھی و حسن بیاں کے لحاظ سے
 روکن دلیل سکی براہین ساطع
 ہے آسمان حق پ نور ارشل صبح
 پایا قلم نے حکم جوتائیخ طبع کا

اب بول اٹھیں گے مفتی و داعظ بحال جد
 کیا خوب رہ کفر ہے مطبوع لاجواب

(پژنگ اینه باسندنگ حاجی شهرزاد مرثی)

پاکستان
 حاجی فقیر عزت شاہ ارثی
 آستان عالیہ حجۃ الشریف
 راولپنڈی، پاکستان

پاکستان
 اندیا
 شیخ نسی احمد دارثی
 آنحضرت ایکٹھی دے کوہوانی بیوسی ایس
 دینی طلبی شد من ایکی دلیا